

مِلّتان شریف کے
اولیاء کرام اپر خوبصورت کتاب

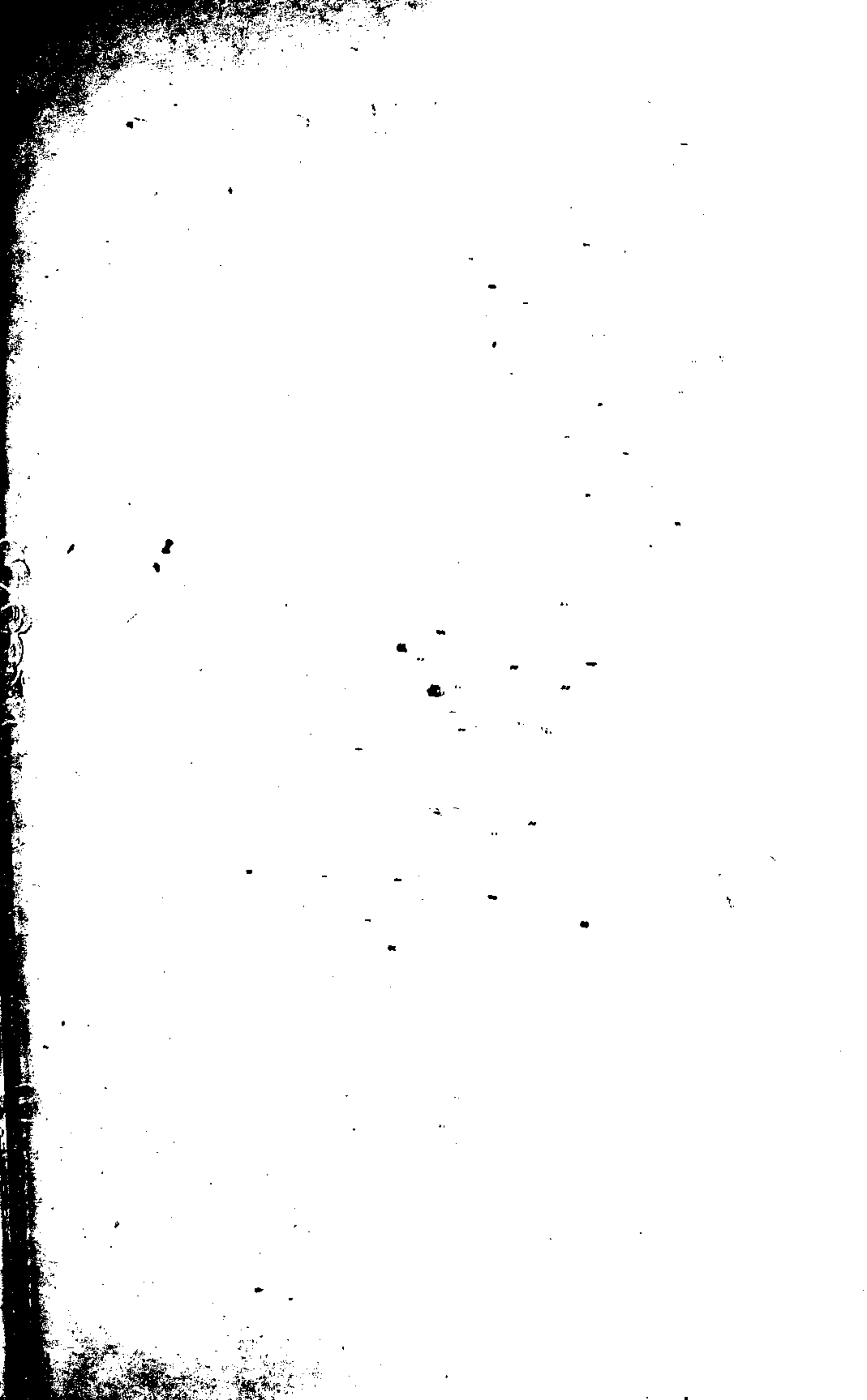
تذکرہ

اولیاءِ مِلّتان



ناشر
اکبریا پبلشرز لاہور

تالیف:
محمد حسیب القادری



ملتان شریف کے اولیاء کرام پر خوبصورت کتاب

تذکرہ

اولیاءِ ملتان

تالیف:

محمد حسین قادری

اکبر پبلشرز

زمین پبلشرز ۳۰ اردو بازار لاہور Ph: 042 - 7352022

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

تذکرہ اولیائے ملتان	نام کتاب:
محمد حسیب القادری	مصنف:
اکبر بک سیلز	پبلشرز:
600	تعداد:
140 روپے	قیمت:

..... ملنے کے پتہ

ایف رمضان پوسٹر اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

کب خانہ حاجی مشتاق احمد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

حسن ترتیب

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
81	حضرت شاہ دانا شہید	5	حرف آغاز
82	حضرت مولانا وجیہ الدین	7	ملتان کی تاریخ
83	حضرت محمد معصوم پیر کرینا	9	حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی
83	حضرت شاہ دین بیراگی	29	حضرت شیخ صدر الدین عارف
84	حضرت معصوم شاہ بخاری	36	حضرت شیخ رکن الدین و العالم
85	حضرت بابا برنے والے	49	حضرت جمال الدین ابوالحسن
85	حضرت سید حسین شاہ بخاری	54	حضرت شمس الدین سبزواری
86	حضرت شاہ رسال	59	حضرت شاہ یوسف گردیز ملتانی
86	حضرت سید حامد شاہ بخاری	65	حضرت حافظ محمد جمال ملتانی
87	حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی	72	حضرت نخی شاہ حبیب اللہ
90	حضرت سید حامد بخش	72	حضرت پیر جیون سلطان
92	حضرت اللہ بخش	73	حضرت سلطان ایوب قتال
92	حضرت سید ابراہیم شاہ	73	حضرت بابا پیرن شاہ
92	حضرت مولانا نظام الدین	74	حضرت پیر فتح شاہ قریشی ملتانی
93	حضرت صلاح الدین	75	حضرت محمد نظام بخش ملتانی
93	حضرت بھاوان شاہ	75	حضرت بابا بہرام شاہ
94	حضرت فشی غلام حسن شہید	76	حضرت بابا غلام شبیر
94	حضرت مسکین رکن الدین	76	حضرت عنایت اللہ شاہ بخاری
95	حضرت پیر جندے شاہ	77	حضرت شوہ دا بلبل
95	حضرت روچی شاہ	77	حضرت پیر کی شاہ
95	حضرت مولوی محمد شفیع	78	مزار شہیداں
95	حضرت عبدالرشید زکریا	78	حضرت دادن شاہ بخاری
96	حضرت پیر مصائب شاہ	79	حضرت پیر بخاری
96	حضرت داؤد جہانیاں	79	حضرت محمد رضا شاہ گیلانی
96	حضرت بابا ہارون شاہ	80	حضرت بڑی شاہ
97	حضرت پیر مٹاں	80	حضرت پیر اسحاق

154	حضرت سلطان پیر احمد قبال	97	حضرت قاضی مٹھو
156	تابع العارفین حضرت شاہ ابوبکر	97	حضرت پیر دوست محمد
158	حضرت دیوان چاولی مشائخ	98	حضرت سید فتح علی
160	حضرت پیر برہان	102	حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی
161	حضرت سید علی سرور	106	حضرت پیر مولا ناعبید اللہ ملتان
162	حضرت خواجہ اویس کھکھ	110	حضرت حافظ اسماعیل
162	حضرت شاہ حسین آگاہی	114	حضرت خواجہ محمد موسیٰ
163	حضرت شاہ حبیب گیلانی	119	حضرت سید عبدالقادر ثالث پان
164	حضرت ارجن شیر بخاری	123	حضرت مخدوم سید محمد غوث
165	حضرت میاں عبدالکحیم	125	حضرت مخدوم سید دین محمد شاہ
167	حضرت صدر الدین محمد حاجی	126	حضرت مخدوم جمال الدین
171	حضرت شیخ مخدوم شہر اللہ	127	حضرت مخدوم صدر الدین شاہ
174	حضرت پیر اکبر شاہ	129	حضرت مخدوم پیر نور شاہ
175	حضرت عبدالرشید کرمانی	130	حضرت پیر مخدوم ولایت شاہ
176	حضرت شاہ خرم	131	حضرت سید شیر شاہ
177	حضرت مولا ناسراج الدین	132	حضرت سید راجن شاہ
178	حضرت شیخ احمد معشوق	133	حضرت مخدوم سید محمد صدر الدین
180	حضرت خواجہ حسن افغان	136	حضرت سید مجتبیٰ شاہ گیلانی
182	حضرت پیر دربر	142	حضرت عبدالرشید حقانی
183	حضرت سید عظیم الدین شاہ	146	حضرت پیر محمد شاہ
184	حضرت پیر عمر سہروردی	146	حضرت حافظ بولا
185	حضرت شیخ حسین کاہر	146	حضرت عنایت اللہ اویسی قادری
186	حضرت سید سلطان جلال الدین	147	حضرت حافظ علی مدد اویسی
187	حضرت فقیر جتی ابدال	147	حضرت پیر سوہن شہید
189	حضرت پیر سواری	148	حضرت خالد بن ولید
190	حضرت بی بی راستی	149	حضرت مخدوم شاہ علی محمد
196	حضرت موج دریا	151	حضرت حاجی بغدادی
199	حضرت حافظ محمد حیات	151	حضرت پیرولا
206	حضرت خواجہ گل محمد	152	حضرت سید زین العابدین



حرف آغاز

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانِ عالیشان ہے!
 ”اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ نبیوں میں سے ہیں نہ
 شہیدوں میں سے ہیں لیکن روزِ محشر انبیاء اور شہداء اُن کی قدر و منزلت
 دیکھ کر رشک کریں گے۔“

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 سے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں جن کو دیکھ کر رشک ہوگا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
 نے فرمایا کہ

”یہ سہرا پانور ہوں گے اور نورانی راستوں کے مسافر ہوں گے۔“

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ
 اولیاء اللہ کا روزِ محشر والے دن اللہ تعالیٰ علیہ کے حضور کیا مقام اور انعام ہے۔ اولیاء اللہ وہ
 لوگ ہوتے ہیں جو اپنی ریاضت و مجاہدات کے ذریعے کامل ہوتے ہیں اور لوگوں کے لئے
 راہِ ہدایت ہوتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ

”اللہ کے ولیوں کا نہ کچھ خوف ہے اور نہ غم اور اہل تقویٰ کے لئے
 خوشخبری ہے کہ اُن کے لئے دنیا و آخرت میں اُن کے لئے بے شمار
 انعامات ہیں اور یہ اُن کے لئے بڑی کامیابی ہے۔“

ملتان شہر میں بھی ایسے ہی اولیاء اللہ لا تعداد موجود ہیں جنہوں نے رشد و ہدایت
 کی شمعیں روشن کیں اور لاکھوں بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر لائے۔ ان کے فیض سے

لاکھوں دل منور ہوئے۔ ملتان شہر میں مسلمانوں کی آمد محمد بن قاسم کی فتح سندھ کے بعد ہوئی اور محمد بن قاسم جب سندھ کی فتح کے بعد ملتان کی طرف آیا تو اُس کے ساتھ بے شمار اولیاء اللہ بھی تھے جنہوں نے ملتان کے بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیں۔

ملتان شہر کو یہ بھی اعزاز حاصل ہے کہ اس شہر میں بہت سی نابغہ روزگار ہستیاں مدفون ہیں۔ زیر نظر کتاب ”اولیائے ملتان“ میں قارئین کو اُن اولیاء اللہ کے مختصر حالات سے آگاہ کرنے کے لئے کچھ حالات و واقعات بیان کئے گئے ہیں تاکہ عام قاری بھی اُن واقعات سے آگاہ ہو کہ ان بزرگوں نے کس طرح اپنی محنت و ریاضت اور خلوص نیت سے ملتان شہر میں اسلام کا بیج بویا۔

برصغیر پاک و ہند میں اسلام کی رشد و ہدایت کے سلسلے میں ان بزرگوں کا بہت بڑا کردار ہے۔ ان اولیاء اللہ نے رشد و ہدایت کا ایسا پودا لگایا جو بڑھتے بڑھتے ایک تنا اور درخت کی حیثیت اختیار کر گیا۔ ان اولیاء اللہ کی سیرتوں کا مطالعہ دلوں میں عمل کا پیغام بن کر ابھرتا ہے اور ان کے ایمان افروز حالات سے انسان کو اپنے کردار کی تشکیل میں مدد ملتی ہے۔ اس کتاب میں یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ ملتان کے اولیاء کے حالات کے مطالعہ سے لوگوں کے دلوں میں ان اولیاء اللہ کے مقامات واضح ہوں اور وہ ان اولیاء اللہ کے حالات کا مطالعہ کر کے اپنے نفوس کی اصلاح کریں۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

از خاکپائے اولیاء

محمد حبیب القاوری

ملتان کی تاریخ

تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کرنے سے یہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ ملتان شہر کی تاریخ کیا ہے اور اس نام کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔

مشہور چینی سیاح ”ہیون سانگ“ جو کہ 741ء میں ملتان آیا تھا وہ اس شہر کا ذکر اپنے سفر نامے میں ”ملی استھان پورہ“ کے نام سے کرتا ہے جس سے یہ گمان پیدا ہوتا ہے کہ یہ وہی شہر ہے جس کا ذکر تاریخ میں سکندر اعظم کی فتوحات میں ملتا ہے۔ سکندر اعظم 325 قبل مسیح میں اس علاقے سے گزرا تھا اور یہاں پر سکندر اعظم کی ملی قوم سے نہایت زبردست معرکہ آرائی ہوئی تھی جن میں سکندر اعظم خود بھی شدید زخمی ہوا تھا۔

یونان کے تاریخ نویسوں نے ان معرکوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سکندر اعظم جب دریائے چناب اور دریائے جہلم کے مقام اتصال پر پہنچا تو اپنی فوج سمیت ایک ریگستان میں داخل ہوا جہاں ”ملی“ قوم نے اُس کا زبردست مقابلہ کیا۔ زبردست مقابلے کے باوجود ملی قوم کو شکست ہوئی اور کافی بڑا علاقہ سکندر اعظم کے قبضے میں آیا۔

مشہور سیاح اور مورخ ”البیرونی“ نے ایک کشمیری مصنف کے حوالے سے اس شہر کا نام ”ملتانہ“ لکھا ہے۔ جب کہ ایک اور مورخ سر الیگزینڈر نے کہا ہے کہ اُس نے لوگوں کی زبانی اس شہر کا نام ”ملی تھان“ سنا تھا۔

یہ شہر شرقاً غرباً طول بلند اور عرض بلد کے لحاظ سے پاکستان کے موجودہ صوبہ پنجاب کے پانچ دریاؤں کے سنگم پر واقع ہے۔

ملتان میں مسلمانوں کی آمد ساتویں صدی عیسوی کے آخر میں محمد بن قاسم کی

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 565ھ میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قریشی النسل تھے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جد امجد حضرت کمال الدین علی شاہ قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ مکرمہ سے خوارزم آئے اور وہاں سے ملتان آ کر سکونت اختیار کی۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خاندان صرف علم و فضل میں یکتائے روزگار تھا یہی وجہ ہے کہ کئی پشتوں سے اُن کا خاندان منصب قضا پر فائز رہا۔ حضرت کمال الدین علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ملتان میں قیام پذیر ہوئے۔ حضرت کمال الدین علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں حضرت شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے اور پھر اُن کے ہاں حضرت شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تولد ہوئے۔

حضرت شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں حضرت مولانا وجیہ الدین محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے جن کی شادی اُن کے بالغ ہونے پر حضرت مولانا حسام الدین ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیٹی سے ہوئی۔ جب تاتاریوں نے ملتان پر حملہ کیا تو حضرت مولانا وجیہ الدین محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خسر اور اپنی زوجہ کے ہمراہ کوٹ کھروڑ تشریف لے گئے اور قلعہ کوٹ کھروڑ میں رہائش اختیار کی۔ کوٹ کھروڑ میں رہائش کے دوران ہی حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے۔ مورخین کے مطابق حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 27 رمضان المبارک 566ء کو پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدائشی ولی تھے اور اس کی دلیل بیشتر کتب سیر میں ملتی ہے۔

حاصل کیا۔ خراسان میں سات سال کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بخارا تشریف لے گئے۔ اُس وقت بخارا خراسان سے بھی بڑا علمی مرکز تھا اور خراسان کو علمی خزانہ کہا جاتا تھا۔

بقول مصنف تذکرۃ الاولیاء! حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخارا میں آٹھ سال قیام کیا۔ یہاں کے لوگ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوصاف حمیدہ سے یہاں تک متاثر ہوئے کہ انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ”بہاؤ الدین فرشتہ“ کہہ کر پکارنے لگے۔

خراسان اور بخارا کی تمام درسگاہوں سے فیض یاب ہونے کے بعد حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تزکیہ نفس اور باطن کی اصلاح کی طرف توجہ دی اور مسلسل بیس سال تک سخت مجاہدات و ریاضت میں مشغول رہے۔

حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دوران حج کے ارادے کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ حج بیت اللہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مقام عرفات پر حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ حج بیت اللہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور پانچ سال تک روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں قیام فرمایا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مشہور محدث حضرت مولانا کمال الدین محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حدیث کی تعلیم حاصل کی۔

مدینہ منورہ سے رخصت ہونے کے بعد حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیت المقدس تشریف لے گئے اور یہاں کچھ عرصہ قیام فرمایا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیت المقدس میں موجود تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات اقدس پر حاضری کی سعادت حاصل کی۔ بیت المقدس سے روانہ ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دمشق تشریف لے گئے۔ دمشق میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قیام قریباً پانچ سال تک رہا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیت میں ایک اضطراب پیدا ہوا اور

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرشد کامل کی تلاش شروع کر دی۔

بیعت و خلافت:

دمشق میں قیام کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد تشریف لے گئے۔ بغداد میں اُس وقت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشہور ولی تھے۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں داخل ہوئے تو انہیں دیکھتے ہی بے اختیار دل سے آواز آئی!

”تیری منزل یہی ہے اور یہی تیرا گوہر مقصود۔“

کچھ دیر تک حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جذب کی کیفیت طاری رہی اور پھر بڑے والہانہ انداز میں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف بڑھے اس مردِ جلیل کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ دست بوسی کی سعادت حاصل کی اور گلوگیر آواز میں یہ شعر پڑھا۔

ماہ عشق تو نہ امروز گرفتار شدیم

کہ گرفتاری میا تو زروز ازل است

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ شعر سنا تو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا!

”شیخ! میں بہت تھک گیا ہوں۔“

یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایسے رونے لگے جیسے کوئی گمشدہ بچہ اپنی ماں کے سینہ پر سر رکھ کر رو رہا ہو۔ حضرت شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شوق کا یہ عالم دیکھا تو فرمایا!

”بیٹا! فراق کے بعد وصال اور وصال کے بعد فراق۔ اُس کا شکر ادا

کر و کہ تم آسودہ منزل ہو گئے ورنہ بے شمار لوگ تو راستے میں رہا ہے

ہی مر جاتے ہیں۔“

اس کے بعد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حلقہ ارادت میں شامل کیا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صرف سترہ دن تک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے۔ اس بارے میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

”اُس وقت شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو خرقہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے وہ اپنے جسم مبارک سے اُتار کر میرے سپرد کر دیا اور پھر اپنا وہ مصلیٰ جس پر وہ خود عبادت میں مصروف رہے تھے اور وہ خرقہ جو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حضرت شیخ الشیوخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک اپنے مشائخ کے توسل سے پہنچا تھا مجھے عنایت فرمائے۔“

یہ سب کچھ دیکھ کر دوسرے مرید جو کہ طویل عرصے سے ریاضتوں میں مشغول تھے حیران رہ گئے لیکن کسی میں لب کشائی کی جرأت نہ ہوئی۔ دل میں اُن کے یہ خیال ضرور تھا کہ وہ اتنے برسوں سے ریاضت کر رہے ہیں اور یہ چند دنوں میں سب کچھ لے کر چلتے بنے ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب پتہ چلا کہ اُن کے مریدوں کے دلوں میں یہ خیال دوڑ رہا ہے تو انہوں نے اُن سب کو اپنے حجرہ میں بلایا اور اپنے غلامِ خاص سے کہا کہ چند کبوتر لے کر آؤ اور پھر خرقہ خلافت کے دعوے داروں سے کہا کہ ان کبوتروں کو اُس جگہ ذبح کر دو جہاں تمہیں دیکھنے والا کوئی نہ ہو۔

تمام مرید کبوتر لے کر چلے گئے۔ ان میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل تھے۔ کچھ دیر کے بعد تمام مرید حاضر خدمت ہوئے تو سب نے اپنے کبوتر ذبح کر دیئے تھے۔ اس دوران حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

کچھ پتہ نہ تھا۔ آخر کافی دیر کے بعد حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر ہوئے تو ان کے ہاتھوں میں کبوتر زندہ موجود تھا۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کبوتر زندہ دیکھ کر پوچھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”سیدی! اس خاکسار کو کوئی گوشہ تنہائی نہ مل سکا۔ یہ غلام جس جگہ بھی گیا اس نے وہاں اللہ عزوجل کو حاضر ناظر پایا۔ اس لئے اس پوری کائنات میں کوئی بھی گوشہ تنہائی میسر نہ ہو سکا۔“

یہ سن کر حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باقی تمام مریدوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

”بہاؤ الدین نے درست کہا اور تم لوگ کو کتنی جلدی گوشہ تنہائی میسر ہو گیا؟“

شیخ کی یہ بات سن کر تمام مریدین کی گردنیں ندامت سے جھک گئیں۔

شجرہ طریقت:

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق سہروردیہ سلسلہ سے ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرہ طریقت ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر شیخ ابو عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر شیخ اسود احمد دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر شیخ ممتاز علی دینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر خواجہ داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر حضرت خواجہ الامام حسن بصری رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض یاب ہوئے اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے۔

مرشد کی عظمت:

بقول مصنف تذکرہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ! خرقہ خلافت ملنے کے بعد حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ وہ ملتان تشریف لے جائیں اور خطہ ملتان کی سرزمین کو سیراب کریں اور ملتان کی ولایت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کی۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان روانہ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ایک اور بزرگ حضرت سید جلال الدین تمبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ساتھ تھے۔ طویل مسافت کے بعد جب یہ دونوں درویش نیشاپور پہنچے تو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہر سے باہر ایک خانقاہ میں قیام کیا اور حضرت سید جلال الدین تمبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوسرے مشائخ اور صوفیاء سے ملاقات کے لئے شہر کے اندر تشریف لے گئے۔ شام کو جب حضرت سید جلال الدین تمبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واپس آئے تو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے دریافت کیا کہ کن کن مشائخ سے تمہاری ملاقات ہوئی۔ حضرت سید جلال الدین تمبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ تمام بزرگوں سے ملاقات ہوئی لیکن میں نے حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سب سے بہتر پایا۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے پوچھا کہ شیخ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیا باتیں ہوئیں؟ حضرت سید جلال الدین تمبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ شیخ نے مجھ سے دریافت کیا کہ بغداد میں اس وقت کون سے ایسے بزرگ ہیں جو عبادت و ریاضت میں سب سے زیادہ مشغول رہتے ہیں؟ تو میں خاموش رہا۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام لے لیتا تھا۔ حضرت سید جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا میرے دل میں شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اتنی عظمت بیٹھ چکی تھی کہ میں خاموش ہی رہا۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سید جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہا!

”جس شخص کا ذہن اپنے مرشد کے سلسلے میں سہو کا شکار ہو سکتا ہے اس

سے ہم کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔“

یہ کہہ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے علیحدہ ہو گئے اور ملتان تشریف لے گئے جب کہ حضرت سید جلال الدین تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان تشریف لے گئے۔

اس طرح شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات صحیح ہو گئی جو انہوں نے ان دونوں بزرگوں کے روانہ ہوتے وقت کہی تھی کہ تم دونوں کے راستے جدا ہیں۔

ملتان آمد اور قیام:

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ملتان واپس تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عزیز از جان چچا حضرت شیخ احمد غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہو چکا تھا اور ان کے بیٹے حضرت مخدوم عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی گھر اور جائیداد کی دیکھ بھال کر رہے تھے۔ حضرت مخدوم عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہم شیرہ بی بی کمال خاتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے ہوئی تھی۔ حضرت مخدوم عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار علم و فضل کے لحاظ سے ملتان کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملتان آمد 615ھ میں

ہوئی۔ ملتان آمد کے بعد حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رشد و ہدایت میں مشغول ہو گئے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان میں ”رئیس الاولیاء“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علوم ظاہری اور علوم مکاشفہ اور مقامات حال و احوال اور مشاہدات میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رشد و ہدایت سے ہزاروں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور کفر کے اندھیروں سے نکل کر اسلام کی روشنی کی طرف راغب ہوئے۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ملتان تشریف لائے تو اُس وقت ملتان پر ناصر الدین قباچہ کی حکومت تھی جو کہ اُس وقت کے سلطان شمس الدین التمش کا حریف تھا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قلبی لگاؤ سلطان شمس الدین التمش کی طرف تھا کیونکہ شمس الدین التمش اُس وقت اپنی نیک نامی زہد و تقویٰ دین داری اور شریعت کی پاسداری کی وجہ سے مشہور تھا۔

حاکم ملتان ناصر الدین قباچہ سلطان شمس الدین التمش کی بڑھتی ہوئی طاقت کی وجہ سے اُس کے خلاف سازشیوں میں مصروف تھا۔ اُس وقت ملتان کے قاضی مولانا اشرف الدین اصفہانی نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشورہ کیا اور پھر ان دونوں بزرگوں نے سلطان شمس الدین التمش کو خط لکھا جس میں اُس کی حمایت کا اعادہ کیا۔ دونوں بزرگوں نے اپنے مکتوب علیحدہ علیحدہ بھیجے تھے لیکن یہ دونوں مکتوب ناصر الدین قباچہ کے ہاتھ لگ گئے۔ اُس نے دونوں بزرگوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا اور خط کے بارے میں دریافت کیا۔ قاضی اشرف الدین خاموش رہے تو ناصر الدین قباچہ نے جلا د کو حکم دیا کہ وہ ان کا سر قلم کر دے۔ جب حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”بے شک یہ خط میرا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے لکھا ہے۔“

یہ سن کر ناصر الدین قباچہ پر لرزہ طاری ہو گیا اور اُس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سے معذرت کی۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد سلطان شمس الدین التمش اور ناصر الدین قباچہ کے درمیان ایک زبردست معرکہ ہوا جس کے بعد ناصر الدین قباچہ شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملتان واپسی پر ان کے چچا زاد بھائی حضرت مخدوم عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد محترم کی وصیت پر اپنی بہن رشیدہ خاتون کا نکاح حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کر دیا اور تمام جائیداد اور جاگیر کے حسابات بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد کر دیئے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں ہر وقت لاکھوں اشرفیاں پڑی رہتی تھیں مگر ان کی حیثیت سنگ ریزوں کی سی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں کسی بھی قسم کا کوئی حرص اور لالچ نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور بے تحاشا خرچ کرتے اور کبھی اس بابت کا حساب بھی نہ رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سادگی کی ایک مثال یہ بھی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک عالیشان حویلی تعمیر کروائی جس میں درویشوں اور فقیروں کے رہنے کا انتظام کیا اور خود اپنے اہل خانہ کے ہمراہ ایک حجرے میں رہائش اختیار کی۔

جود و سخا:

اس زمانے میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دسترخوان بے حد وسیع ہوتا تھا اور اس پر مختلف اقسام کے نہایت پر تکلف کھانوں کا بندوبست ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دسترخوان پر سینکڑوں مشائخ و فقراء ہر وقت موجود رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دسترخوان پر جتنے زیادہ لوگ موجود ہوتے تھے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنے ہی زیادہ سرور ہوتے تھے۔

ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کھانے کے دوران ایک درویش کو دیکھا جو روٹی کو شور بے میں اچھی طرح تر کر کے کھا رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”سبحان اللہ! اتنے بڑے مجمع میں یہی شخص بہترین کھانا کھا رہا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ثرید (چوری
ہوئی روٹی) کو باقی کھانوں پر ایسے ہی فضیلت حاصل ہے جس طرح
مجھے تمام انبیائے کرام علیہم السلام پر اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو
دیگر مستورات پر۔“

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جو دو سخا کے قصے سن کر
دور دور سے لوگ اپنی مالی ضرورتوں کے لئے حاضر ہوتے اور ضرورت پوری ہونے کے بعد
واپس چلے جاتے۔ ایک مرتبہ ایک شخص خانقاہ میں داخل ہوا اور عرض کرنے لگے کہ میں نے
آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سخاوت کے بے شمار قصے سن رکھے ہیں۔ دنیا میں یہ بات مشہور
ہے کہ جو سوالی بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے در پر آتا ہے وہ مایوس واپس نہیں لوٹتا۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کی آمد کا مقصد
دریافت کیا تو اُس نے کہا کہ مجھے اتنی اشرفیاں عنایت فرمائیں جتنے انبیائے علیہم السلام اس
دنیا میں تشریف لائے ہیں؟ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر
حاضرین مجلس کے چہروں پر حیرانگی کی لہر دوڑ پڑی۔ اس اثناء میں حضرت شیخ بہاؤ الدین
زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید حضرت حاجی جمال کنبوہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
درخواست کی اس شخص کے مسئلے کو مجھے حل فرمانے دیں۔ حضرت حاجی جمال کنبوہ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ بھی ایک امیر کبیر شخص تھے اور حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
اُن سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
اجازت دے دی۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقدین اور
مریدوں سے بھرا ہوا ایک جہاز غرق ہونے لگا تو انہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے
روحانی استعداد حاصل کیا اور یوں اللہ عزوجل نے مدد فرمائی اور جہاز غرق ہونے سے بچ

گیا۔ اس جہاز پر ہیرے اور جواہرات کے بڑے بڑے تاجر بھی سوار تھے۔ جہاز جب ساحل پر پہنچا تو ان تاجروں نے مشترکہ طور پر اپنے مال کا ایک ٹکٹ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں فخر الدین گیلانی کے ہاتھ بھیجا۔ ان جواہرات اور نقد کو ملا کر کل رقم ستر لاکھ چاندی کے ٹکے ہوتے تھے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو قبول تو کر لیا لیکن تین دن کے اندر ہی اس تمام مال و اسباب کو فقراء میں بانٹ دیا۔ فخر الدین گیلانی حضرت کی اس سخاوت سے اتنا متاثر ہوئے کہ ان کے پاس قیام فرمایا۔

عبادت و ریاضت:

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت و ریاضت میں کلام پاک کی تلاوت سے بہت زیادہ شغف حاصل تھا۔ ایک بار اپنے خلفاء کے ہمراہ ایک مسجد میں تشریف فرما تھے کہ مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جو دو رکعت نماز کی نیت باندھے اور ایک رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کر لے۔ حاضرین میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود اٹھے اور دو رکعت نماز کی نیت کر کے کھڑے ہو گئے۔ پہلی رکعت میں پورا قرآن مجید ختم کیا اور اس کے علاوہ چار سپارے دوبارہ پڑھے۔ دوسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھی۔ نماز کے بعد فرمایا!

”اہل دل حضرات سے مجھے جو فیض پہنچا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو عمل میں لانے کی بھی توفیق عطا فرمائی ہے اور جس کام کے لئے حوصلہ کیا وہ پورا ہوا لیکن ایک کام اب تک نہیں ہو سکا۔ میں نے سنا تھا کہ ایک بزرگ آغاز صبح سے طلوع آفتاب تک کلام پاک ختم کر دیتے ہیں لیکن میں ہر چند بھی کوشش کے بعد اس میں کامیاب نہ ہو سکا اور ہر بار تین چار سپارے رہ جاتے ہیں۔“

سیر العارفين کے مصنف کے بقول! میں نے اپنے ہر دستگیر شیخ ساء الحق رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ سے سنا ہے کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول تھا کہ تہجد کہ نماز کے بعد کلام پاک شروع کرتے اور فجر کی سنتوں تک پورا ختم کر لیتے تھے۔

شیخ الاسلام:

ایک مرتبہ سلطان شمس الدین التمش نے اپنے پیر و مرشد قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے درخواست کی وہ شیخ الاسلام کا منصب قبول کر لیں۔ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ دیر سوچنے کے بعد فرمایا کہ مجھے سوچنے کے لئے ایک رات کا وقت دو کیونکہ یہ ایک اہم اور نازک ذمہ داری ہے۔ اس کے بعد تمام علماء و مشائخ سے بھی فرمایا کہ وہ بھی رات کو استخارہ کریں۔ جس شخص کے نام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم نامہ جاری فرمایا وہی شیخ الاسلام کے منصب کا حق دار ہوگا۔

الغرض اُس رات تمام علماء و مشائخ نے استخارہ کیا۔ نصف شب کے قریب تمام بزرگوں نے دیکھا کہ عرش کے نیچے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام دست بستہ کھڑے ہیں اور پھر حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر اپنے دست مبارک سے خلعت پہنائی اور فرمایا!

”بہاؤ الدین! تمہیں شیخ الاسلام کا منصب مبارک ہو۔“

صبح فجر کے وقت جب تمام علماء اور مشائخ جامع مسجد دہلی میں جمع ہوئے تو سلطان شمس الدین التمش بھی موجود تھا۔ سلطان شمس الدین التمش خود بھی خواب میں دیکھ چکا تھا اس لئے جب حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اعلان کیا تو کسی نے بھی تردد کا اظہار نہ کیا۔ حضرت قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے درخواست کی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس منصب کو قبول کر لیا۔

کرامات:

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کرامات کے اظہار کو ناپسندیدہ فرماتے تھے اور اپنے مریدوں کو بھی یہی حکم دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی بخشی ہوئی نعمتوں کا اس طرح کھلے عام مظاہرہ نہ کرو۔ اس سلسلے میں خود بھی نہایت محتاط رہتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے۔ شام کے وقت ان دونوں بزرگوں کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جو لٹیروں اور ڈاکوؤں کا مسکن تھی۔ دریا کے دوسری طرف آبادی تو موجود تھی لیکن اس طرف کوئی کشتی موجود نہ تھی جس سے دریا کو پار کیا جاسکے۔ حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اللہ کا نام لیا اور دریا پر قدم رکھ دیا اور سطح آب پر چلنے لگے۔ حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس طرح دریا پار کرنے میں تامل ہوا تو حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عزیز! یہ مقام بے حد خطرناک ہے اور یہاں لٹیروں کا ٹھکانا ہے اس لئے کرامت کے اظہار میں کوئی حرج نہیں۔ لہذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بلا تامل سطح آب پر چلنا شروع ہو گئے اور یوں دونوں حضرات نے دریا پار کیا۔

محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درویشی کے ستر ہزار علوم طے کئے اور ان تمام میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کمال حاصل تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانی قوت اس قدر تھی کہ اگر آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو عظمت عظیم کا مشاہدہ کرتے اور اگر زمین کی طرف دیکھتے تو تحت الشریٰ تک کی چیزیں دکھائی دینے لگتی تھیں لیکن بار بار یہی فرماتے تھے کہ درویشی کا مرتبہ اس سے بھی اعلیٰ و ارفع ہے اور اگر کوئی اہل مجلس اس بارے میں پوچھتا تو کہتے کہ یہ تو درویشی کا ایک ادنیٰ درجہ ہے۔

محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بخارا میں مقیم تھے تو

ایک مرتبہ شہر قحط کی لپیٹ میں آ گیا۔ اشیائے خوردنی ناپید ہو گئیں۔ جانور بھوکے مرنے لگے اور اس کے بعد غریب انسانوں کی جانوں پر بھی بن پڑی۔ جنگلی پھل اور سوکھے پتے کھا کر لوگ گزارہ کرنے لگے۔ قحط کی وجہ سے درخت بھی سوکھ چکے تھے اور ماں باپ بھوک کے ہاتھوں تنگ ہو کر اپنی اولاد کو فروخت کرنے پر آمادہ ہو چکے تھے۔

بالآخر مقامی باشندوں نے مل کر شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جا کر استدعا کی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے پرہیزگار اور نیک انسان کی دعائیں اللہ تعالیٰ رد نہیں فرمائے گا لہذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے حق میں دعا فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا مجھ جیسے ناکارہ انسان کی دعائیں کس طرح تاثیر رکھ سکتی ہیں۔ اس پر وہ لوگ بولے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مستجاب الدعوات ہیں، آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں مایوس نہ کریں اور ہمارے حق میں دعائے خیر فرمائیں۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب اہلیانِ بخارا کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا کہ آؤ سب مل کر نماز ادا کریں اور ربِ کبریا کے حضور دعا فرمائیں۔ لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی امامت میں نمازِ استغناء ادا کی اور نماز سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں دعا فرمائی!

”اے باری تعالیٰ! اگر شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ کلاہ میرے سر پر صدق اور اخلاص سے رکھی ہے اور میں نے بھی اسے دین و دنیا کی سعادت سمجھ کر قبول کیا تو اس کی برکت سے بارش نازل فرمادے۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دعا کرنا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے سارا آسمان بادلوں سے بھر گیا اور سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کی برکت سے زمین کی پیاس بھی بجھ گئی اور لوگوں کو خوفناک قحط سے نجات مل گئی۔

محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب شیخ

الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمرقند میں تھے تو وہاں پر ایک جذامیوں کا گروہ آبادی سے الگ تھلگ رہتا تھا اور یہ ایک غار میں قیام پذیر تھے۔ ایک دن حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں پر جانکے۔ جذام جیسے خوفناک مرض میں مبتلا ہونے کے باعث لوگ وہاں آنے سے کتراتے تھے اس لئے جب ان لوگوں نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ ادھر آنے والا کوئی عام انسان نہیں ہے اس لئے وہ غار سے نکل کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گرد اکٹھے ہو گئے۔

جذامیوں نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیں اللہ کے کوئی نیک بندے معلوم ہوتے ہیں۔ ہمیں تو اہل دنیا نے چھوڑ دیا ہے اور اب ہم صرف آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعاؤں کے طالب ہیں۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نزدیک موجود ایک تالاب سے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ عزوجل کے حضور دعا کی۔ اس کے بعد ان جذامیوں سے فرمایا کہ وہ اس تالاب میں نہائیں۔ وہ سب جذامی جب اس تالاب میں سے نہا کر نکلے تو ان بدن صاف شفاف ہو چکے تھے اور وہ عام سا پانی ان کے لئے آبِ شفا بن چکا تھا۔ یوں شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا ان کے لئے شفا کا باعث بن گئی۔

محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی طویل سیاحت کے دوران سراندیہ بھی تشریف لے گئے تھے۔

سراندیہ میں ایک پہاڑ پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قریباً ایک سال تک قیام فرمایا۔ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھا کہ ایک بوزھا شخص لکڑیوں کا گٹھالے کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک سے گزرا۔ بوزھا پہاڑ کی کھڑکی کی وجہ سے وہ گٹھالے

کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر پڑا۔ بوڑھے نے اُس گٹھے کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پہاڑ سے اتر کر اُس بوڑھے سے پوچھا کہ بابا! تم اس ضعیفی میں اتنی محنت کیوں کر رہے ہو؟ اُس بوڑھے شخص نے جواب دیا کہ میرا کوئی بیٹا نہیں ہے جو کام کر سکے اور گھر میں جوان بیٹیاں موجود ہیں جن کے لئے محنت کر رہا ہوں۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بوڑھے کی حالت زار سن کر افسوس ہوا اور انہوں نے کہا کہ آؤ ہم دونوں مل کر بوجھ اٹھاتے ہیں۔ یہ کہہ کر حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ گٹھا اُس بوڑھے کے سر پر رکھ دیا۔ بوڑھے نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شکر یہ ادا کیا اور کہا کہ دعا کرنا یہ بھاری بوجھ گھر تک پہنچ جائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا مجھے اسی کام کے لئے یہاں بٹھایا گیا تھا اب آپ کے سر سے بوجھ اتر جائے گا۔

جب وہ ضعیف انسان لکڑیوں کا بوجھ لے کر گھر پہنچا تو حیرت زدہ رہ گیا۔ اُس کی تمام لکڑیاں چمکتے ہوئے سونے میں بدل چکی تھیں۔ بوڑھے کی بیٹیاں اور بیوی حیران ہوئی تو اُس نے سارا واقعہ سنا دیا۔ پھر نہایت بے جوش لہجے میں بولا یہ اسی مروجہ کی کرامت ہے۔ اس کے بعد جب وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاش میں دوبارہ پہاڑ پر آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے سفر پر روانہ ہو چکے تھے۔

حسن و اخلاق کا بہترین نمونہ:

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسن و اخلاق کا بہترین نمونہ تھے۔ تواضع اور انکسار کا یہ عالم تھا کہ اپنی تعظیم و تکریم کو ناپسند فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ خانقاہ میں کچھ مرید وضو کر رہے تھے کہ اتفاق سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں تشریف لائے۔ پیر و مرشد کو دیکھتے ہی مرید تعظیماً وضو نامکمل چھوڑ کر کھڑے ہو گئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سلام پیش کیا۔ ان تمام مریدوں میں ایک مرید ایسا

بھی تھا جس نے وضو کرنا نہیں چھوڑا تھا اور اپنا وضو مکمل کرنے کے بعد کھڑا ہوا اور تعظیم بجا لایا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محبت آمیز لہجے میں اپنے مرید کی طرف دیکھ کر فرمایا! تم سب درویشوں میں افضل اور زاہد ہو۔

سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ قطب الاقطاب حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ملتان تشریف لائے تو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو اپنا مہمان خاص بنایا اور انتہائی ادب و احترام کا مظاہرہ کیا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نہایت عزت کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حسن سلوک کے معترف تھے۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملتان میں قیام کے دوران کچھ معتقدین نے مستقل طور پر ملتان رہنے کی درخواست کی تو فرمایا!

”ملتان پر شیخ الاسلام کا سایہ ہی کافی ہے۔ انشاء اللہ ان ہی کی حمایت تم لوگوں کے لئے کافی ہے۔“

وصال:

چھیاٹوے سال کی عمر میں زہد و تقویٰ، علم و فضل، انکسار و تواضع اور جو د و سخا کا پیکر، دنیائے اسلام کا ایک عظیم مبلغ بے شمار گمراہوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن کرنے کے بعد خالق حقیقی سے جا ملا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 7 صفر 661ھ کو ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے متعلق مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی خانقاہ میں آرام فرما رہے تھے کہ ایک بزرگ صورت شخص خانقاہ کے دروازے پر نمودار ہوئے اور انہوں نے حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں لوگوں سے پوچھا۔ پھر جب حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے تو ان بزرگ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف ایک خط بڑھایا کہ یہ اپنے بابا جان کو دے دینا بہت ضروری خط ہے۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لٹائے پر لکھا ہوا عنوان

دیکھا تو حیران ہوئے مگر بزرگ سے کچھ نہ پوچھا اور حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانى رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ لفافہ اُن کو پیش کر دیا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانى رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہ لفافہ ملتے ہی فوراً حجرے سے باہر نکلے اور اُن بزرگ کو تلاش کرنا شروع کر دیا لیکن اُن کا دور دور تک کچھ پتہ نہ چلا۔ ابھی آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اُن بزرگ کے بارے میں سوچ ہی رہے تھے کہ فضاء میں آواز گونجی!

”دوست بہ دوست رسید۔“

یعنی دوست دوست کے پاس پہنچ گیا۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اکابرین نے نزدیک جا کر دیکھا تو دنیا سے پر وہ فرما چکے تھے۔

جس وقت آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ پاک پتھن میں بے ہوش ہو گئے اور جب کافی دیر بعد ہوش آیا تو فرمایا!

”برادر م بہاؤ الدین زکریا ازیں بیاباں فتابہ شہرستان بقابرونند۔“

بظاہر تو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانى رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا جسد خاکی قبر کی گہرائیوں میں اتر چکا ہے مگر آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی روشن کی ہوئی مشعل آج بھی اہل ایمان کے لئے آٹھ صدیاں گزر جانے بعد بھی روشن ہے اور اس کی حرارت کو اہل ایمان آج بھی محسوس کرتے ہیں۔

خلفائے عظام:

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانى رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں کا حلقہ بے حد وسیع تھا۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر تھے۔ اس کے علاوہ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ حسن افغان کو بھی بے حد محبوب رکھتے تھے۔ ان کے علاوہ حضرت شیخ فخر الدین عراقى رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ امیر حسینی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ قابل ذکر ہیں۔

تعلیمات!

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشادِ گرامی ہے!
 ”بدن کی سلامتی، قلتِ طعام اور روح کی سلامتی، ترکِ گناہ اور دین
 کی سلامتی، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام
 بھیجنے میں ہے۔“

ایک اور موقع پر ارشاد فرماتے ہیں!

”تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ ذکر ہی سے طالب
 محبت تک پہنچتا ہے۔ محبت الہی ایسی ہے جو تمام میل کچیل کو جلا ڈالتی
 ہے اور جب محبت راسخ ہو جاتی ہے تو مذکور کے مشاہدہ کے ساتھ ذکر
 حقیقی ہوتا ہے اور یہی وہ ذکر کثیر ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے فلاح کا
 وعدہ کیا ہے۔“

ایک دفعہ نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

”مرید کو چاہئے کہ وہ اپنے روزگار کی حفاظت کرتا رہے ماسوا اللہ کو
 دل سے دور کر دے اور دنیا کے لوگوں کی صحبت کو اپنے اوپر حرام کر
 دے۔ حق تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہے اور اگر اس کو اللہ تعالیٰ کے
 ذکر سے انسیت حاصل نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی محبت کی بو کو بھی نہ سونگ
 سکے گا۔“



حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اکبر اور خلیفہ اول ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 599ھ میں دارالامان ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری و باطنی علوم کی تکمیل اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نامور علماء و فضلاء میں ہوتا تھا۔ زہد و تقویٰ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مثال آپ تھے۔ رات رات بھر نماز میں کھڑے رہتے اور سالہا سال تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عشاء کے وضو سے ہی فجر کی نماز پڑھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے اقطاب میں ہوتا ہے۔

حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلوک کی منازل کو بخوبی طے کیا اور عارف باللہ مشہور ہوئے۔ حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد جو کچھ ورثہ میں ملا وہ سب کچھ ایک ہی دن میں فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا تا کہ کہیں ان پر دنیا غالب نہ ہو جائے۔ اول تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس مسند پر رونق افروز ہوئے وہ کس کی تھی اس بارے میں ساری دنیا جانتی ہے اور اس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسا عارف باللہ متمکن ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی آبائی شہرت اور نیک نیتی کو زندگی بھر قائم رکھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق اگرچہ ایک دین دار گھرانے سے تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد دین کے ساتھ دنیا کو بھی لے کر چلتے تھے اس لئے وہ کافی متمول تھے۔ اس کے برعکس آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دنیا سے نفرت تھی اس لئے ترکہ میں ملنے والی

ساری جائیداد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب صدقہ خیرات کر دیا۔ کسی نے اس بارے میں سوال کیا کہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو لاکھوں کروڑوں روپے راہِ خدا میں خرچ کرتے تھے مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تو سارے ایک ہی دن میں لٹا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”میرے بھائی! والد بزرگوار کے متعلق تم کیا پوچھتے ہو؟ وہ دنیا پر پوری طرح غالب تھے اس لئے دنیا کی دولت اور فریب انہیں عبادت و ریاضت سے غافل نہ کر سکا۔ لیکن میں ابھی خود کو ناقص سمجھتا ہوں اور ابھی اس درجے پر فائز نہیں اس لئے ممکن ہے کہ کہیں دنیا مجھ پر غالب نہ آجائے اور مجھے راہِ خدا سے بھٹکا دے اس لئے میں نے، ایک ہی وقت میں یہ جھگڑا ختم کر دیا تا کہ سکون سے یادِ الہی میں محو ہو سکوں۔ ترکہ پدیری اور روایاتِ آبائی کی حفظ و بقا کے لئے میرے چھ بھائی اور موجود ہیں۔“

حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نامور مشائخ میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زہد و پارسائی کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ عارف کے لقب سے مشہور ہوئے۔ جب بھی قرآن پاک کی تلاوت فرماتے تو ہر بار نئے نئے معانی ظاہر فرماتے۔

حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حج بیت اللہ کا از حد شوق تھا۔ خانہ کعبہ کا طواف اُس وقت کرتے تھے جب اور کوئی طواف کرنے والا نہ ہوتا تھا۔ ایک رات خانہ کعبہ کے طواف میں مشغول تھے کہ ملک فرغانہ کی شہزادی کی نگاہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پشت پر پڑی جہاں سے نورانی شعائیں منعکس ہو رہی تھیں۔ شہزادی نے اپنی فہم و فراست سے معلوم کر لیا کہ یہ نورانی شعائیں کسی باکمال شخص کی ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طواف سے فارغ ہوئے تو اُس نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

متعلق دریافت کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! میرا نام صدر الدین ہے اور ملتان کا رہنے والا ہوں۔ شہزادی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دریافت کیا تو فرمایا کہ وہ میرے والد بزرگوار ہیں۔

اس ساری بات چیت کے بعد شہزادی فرغانہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شادی کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شہزادی کی بات سن کر فرمایا کہ یہ سارا معاملہ میرے والد ماجد سے متعلق ہے اور وہ جس سے کہیں گے میں بغیر حیل و حجت کے اُسے قبول کر لوں گا۔

شہزادی فرغانہ نے طواف و زیارت سے فراغت کے بعد اپنے ملک واپس جا کر اپنے والد بزرگوار سے ساری کیفیت بیان کی۔ فرغانہ کے بادشاہ اس بات سے بے حد خوش ہوئے اور ایک شاہی قافلے کے ہمراہ ملتان کے لئے سفر شروع کیا۔ راستے میں جس جگہ بھی یہ قافلہ پڑا وہاں پر ایک کنواں رفاعہ عامہ کے لئے بنواتے۔ منزل بہ منزل جب یہ قافلہ سفر کرتا ہوا ملتان کی حدود میں پہنچا تو حضور غوث العالمین حضرت غوث شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مع صاحبزادگان اور مع خلفاء و اکابرین کے استقبال کے لئے شہر سے باہر تشریف لائے۔

شاہ فرغانہ جمال الدین کی ملاقات حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کے دوران اسرار و معارف بیان ہوئے۔ عشاء کی نماز سے فراغت کے بعد جب تمام مریدین حلقہ بگوش ہوئے تو شاہ فرغانہ نے حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے درخواست کی کہ میری صاحبزادی کو اپنے کسی مخدوم زادے کی غلامی میں مرحمت فرمائیں۔

شاہ فرغانہ کے اس سوال کے جواب میں حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صاحبزادگان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان میں سے جس کو چاہیں اپنی فرزندگی میں قبول فرمائیں۔ شاہ فرغانہ نے حضرت شیخ صدر الدین عارف

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا تو انہوں نے آگے بڑھ کر والد محترم کی قدم بوسی کی۔

دونوں طرف سے خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکاح پڑھایا اور خطبہ تلاوت فرمایا۔ شہزادی فرغانہ کا نام بی بی راستی تھا جو کہ اپنے دور کی نامور ولیہ ہوئیں۔

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اپنے نامور شوہر اور اپنے باکمال خسر حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام امور کا خود خیال رکھتیں۔ کھانا خود تیار کرتیں اور سردی کا موسم ہونے کے باوجود تہجد کی نماز کے لئے وضو کا پانی بھی خود ہی گرم کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ایک مرتبہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہو گئے۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے تعجب کا اظہار کیا تو حضور غوث العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ تعظیم اُس شخص کے لئے ہے جو اس وقت تیرے بطن میں ہے اور وہ جہاں کا قطب الاقطاب ہوگا اور ہمارے خاندان کا چشم و چراغ ہوگا۔

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب یہ خبر سنی تو خوشی میں گھر کا سارا اثاثہ خیرات کر دیا۔ 9 رمضان المبارک بروز جمعہ وہ آفتاب ولایت طلوع ہوا جس کی خاطر بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے اپنا وطن عزیز اور اپنے عزیز واقارب کو چھوڑا تھا۔ بچہ کو نہلا دھلا کر جب حضور غوث العالمین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور اُس کا نام رکن الدین رکھا۔ حضرت رکن الدین العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے نامور صاحب

کرامت ولی ہوئے۔

حضرت قطب الاقطاب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر چار برس کی ہوئی تو حضرت شیخ العارف شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے کہا کہ ابھی اللہ عزوجل نے مجھے اور اولاد سے بھی نوازا ہے لیکن وہ تمہارے بطن سے نہیں ہو گی۔ بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی وجہ سے اپنے خاوند کی دوسری شادی کا فیصلہ کر لیا۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے شہر کے قاضی القضاء جن کا گھرانہ زہد و تقویٰ میں مشہور ہے ان کی بیٹی جو کہ شکل و صورت اور علم و فضل میں یگانہ تھی کو قاضی القضاء سے تولیت کے لئے مانگا۔ قاضی صاحب نے خوش ہو کر سر شام بچی کو پاکی میں ڈال دیا اور عرض کیا کہ یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی خادمہ ہے۔ اس کی جہاں چاہئے گا شادی کیجئے گا مگر زندگی بھر اپنے قدموں سے دور نہ کیجئے گا۔

چنانچہ بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے ان کی تربیت فرمائی اور ان کو راستی ثانی بنایا۔ کچھ عرصہ کے بعد ان کا نکاح حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کروایا۔ ان خاتون سے حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے صاحبزادے شیخ عماد الدین اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے جن سے حضرت کی اولاد کا سلسلہ تمام عالم تک پھیلا اور عماد الدین اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد شہاب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تولد ہوئے مگر وہ بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ شیخ عماد الدین اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی پھر ان کے وصال کے بعد حضرت شیخ رکن الدین العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ دی۔

حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت تقدیس کی بڑی نشانی یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم باطنی میں کمال حاصل کیا۔ علوم ظاہری اور معقولات و منقولات سے بھی شغف رکھتے تھے۔ مدرسہ میں درس بھی دیتے تھے اور جمعہ کو

وعظ بھی فرماتے تھے جس میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شریک ہوتے اور اپنے گناہوں سے توبہ کر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید بنتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی ایک چشمہ فیض تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خاندان سہروردی کی عظمت تقدیس کو ہندوستان کے اندر اپنی پوری شان کے ساتھ قائم رکھا مگر ساری زندگی فقیرانہ گزاری۔

ایک روز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دریا کے کنارے بیٹھے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہفت سالہ فرزند رکن الدین العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ وضو کرنے کے بعد نماز پڑھی اور بچے کو قرآن پاک پڑھانا شروع کر دیا۔ یہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندہ کرامت تھی کہ ایک ہی دفعہ میں کئی پارے پڑھا دیئے۔ حضرت رکن الدین العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صرف چار مرتبہ سبق دہراتے تھے اور حفظ ہو جاتا تھا لیکن اُس وقت خلاف معمول اُن کو سبق یاد نہ ہوسکا۔ پتہ لگا کہ ہرنوں کی ایک ڈار سامنے سے گزر رہی تھی جس کی وجہ سے ذہن رجوع نہ رکھ سکا۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سر جھکایا ہی تھا کہ ایک ہرنی بچوں کو لئے ہوئے دوڑی آئی اور سامنے کھڑی ہو گئی۔ حضرت رکن الدین العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچے کو گود میں لے لیا تو اسی وقت سبق ازبر ہو گیا۔

حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ واقعہ بھی منقول ہے کہ شیخ جمالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک دفعہ عالم رویا میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی کہ عمر ضائع ہو گئی اور کچھ حاصل نہ کر سکا۔ دعا فرمائیے کہ قرآن مجید حفظ کر لوں۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ کھیر کھاؤ اور سورہ یوسف پڑھا کرو۔ شیخ جمالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کھیر کا پیالہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ سے لے کر کھا لیا۔ جب بیدار ہوئے تو بہت جلد سورہ یوسف حفظ ہو گئی اور اس کے بعد جلد ہی حافظ قرآن بن گئے اور اس کے بعد شیخ جمالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیضان معرفت عام ہوا۔

حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سلطان المشائخ محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت اچھی دوستی تھی۔ عارف باللہ حضرت

شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں حضرت شیخ رکن الدین و العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر ہوئے۔ اُن کے علاوہ شیخ جمال خنداں رواچوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ صلاح الدین سیتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ احمد معشوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام قابل ذکر ہیں۔

حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 23 ذی الحجہ 684ھ کو ہوا۔ بعد از وصال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت و کرامت کا سکہ رواں تھا اور اُس دور کے سلاطین و امراء سب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقدین میں شامل تھے۔ حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عہد میں بھی سہروردی سلسلہ کی شان ویسے ہی قائم رہی جیسے کہ حضرت شیخ العالم شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں تھی۔

حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے!

”اللہ تعالیٰ جس کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کو بندہ سعید لکھ دیتا ہے اور اُسے زبان کے ذکر کے ساتھ قلب کی موافقت کی توفیق عطا فرماتا ہے اور زبان کے ذکر سے قلب کے ذکر کی جانب ترقی دیتا ہے یہاں تک کہ اگر اُس کی زبان ذکر سے خاموش ہوتی ہے تو اُس کے قلب سے ذکر جاری رہتا ہے۔“

ایک مرتبہ اپنے مریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

”بندے کی کوئی سانس ذکر سے باہر نہیں نکلی چاہئے بزرگوں نے کہا ہے جو انسان ذکر کے بغیر سانس لیتا ہے وہ اپنا حال ضائع کرتا ہے۔“



حضرت شیخ رکن الدین وال العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ رکن الدین وال العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سہروردی سلسلہ کے چراغ ہیں اور نہایت ہی بلند پایہ اور یگانہ روزگار عارف گزرے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اکبر اور خلیفہ اکبر ہوئے ہیں۔ آپ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا تھا جو کہ اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے اپنے دور کی رابعہ عصر کہلاتی تھیں۔

حضرت شیخ رکن الدین وال العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی والدہ کے بطن میں ہی تھے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کرنے کے لئے حاضر ہوئیں۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو دیکھتے ہی تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے تعجب کا اظہار کیا تو اس وقت تیرے بطن میں ہے اور جو جوان ہو کر میرے خاندان کا چراغ ہوگا۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اپنے خسر کی بات سن کر بے حد خوش ہوئیں۔

قطب الاقطاب حضرت شیخ رکن الدین وال العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 9 رمضان المبارک 649ھ بروز جمعہ کو اس دنیا میں تشریف لائے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پوتے کی پیدائش کی خوشی میں غرباء اور مساکین کے دامن ہیرے جواہرات سے بھر دیئے۔ عقیقہ کے موقع پر بال تراشی گئے جو اب تک تبرکات میں محفوظ ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ قطب الاقطاب حضرت شیخ رکن الدین وال العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش کی تاریخ میں کتنی خاص اہمیت ہے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نومولود کا نام ”رکن الدین“ رکھا اور حضرت خواجہ شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس میں ”والعالم“ کا اضافہ کر دیا۔ گویا دادا نے جو نام رکھا اُس کا مطلب تھا دین کا رکن اور والعالم کے اضافہ کے ساتھ دین اور دنیا کا رکن ہو گئے۔

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی روحانی اور باطنی تربیت شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر سایہ ہوئی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا حافظہ قرآن تھیں۔ روزانہ دن میں ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کرتیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے جب بھی حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دودھ پلانا ہوتا تو پہلے وضو کرتیں اور لوری کی جگہ پر قرآن مجید کی تلاوت کرتیں۔ اگر اسی حالت میں اذان کی آواز سنائی دیتی تو حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دودھ پینا چھوڑ دیتے اور غور سے اذان کی آواز سننا شروع کر دیتے۔ رات کے وقت جب حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا تہجد کے لئے بیدار ہوتیں تو حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی بیدار ہو جاتے۔ حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے گھر میں موجود تمام خادین کو سختی سے تلقین کر رکھی تھی کہ وہ بچے کی موجودگی میں سوائے اسم ذات کے کوئی لفظ نہ بولیں۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بولنے کے قابل ہوئے تو پہلا لفظ زبان مبارک سے اللہ نکلا۔

ابھی حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک چار سال تھی تو ایک روز شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند پر تکیہ لگائے بیٹھے تھے اور کلاہ مبارک سر سے اتار کر پاس رکھی ہوئی تھی۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی پاس موجود تھے۔ اچانک حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ برآمد میں کھیل رہے تھے نے اچانک کلاہ اٹھا کر سر پر رکھ لی اور ہنسنے لگے۔

حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ بیٹا! مؤدب رہو اور دستار وہیں رکھ دو۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منع فرمایا کہ بچے کو نہ روکو۔ اس نے نادانستگی میں یہ دستار اپنے سر پر نہیں رکھی بلکہ یہ اس کا حق وار ہے اور میں نے اسی کو دی ہے اور یہ ہی اس کو اوڑھے گا۔ چنانچہ ایک عرصے کے بعد جب حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد بزرگوار کی منہ پر تشریف فرما ہوئے تو شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہی دستار مبارک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سر پر رکھی۔

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور روحانی تربیت اپنے والد محترم اور دادا سے حاصل کی۔ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذہن کی یہ حالت تھی کہ حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن مجید کے پارے روزانہ چار بار بطور سبق پڑھاتے اور صرف چار بار ہی حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہرانے سے وہ سبق حفظ ہو جاتا تھا۔ چنانچہ اسی وجہ سے صرف سات برس کی عمر میں ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن مجید حفظ کر لیا۔ اس کے بعد صرف سولہ برس ہی کی عمر مبارک میں تمام علوم ظاہری سے فراغت حاصل کر لی۔ اس کے بعد معقولات و منقولات کے عالم ہوئے اور تفسیر حدیث فقہ و بیان ادب و شعر اور ریاضی و منطق وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔

ان تمام علوم سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم باطنی کی طرف توجہ فرمائی اور اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ان کے مرید ہو گئے۔ محنت و ریاضت سے جلد ہی اس مقام پر پہنچ گئے کہ خلافت کی اہلیت پیدا ہو گئی۔ والد بزرگوار نے اپنا خلیفہ اکبر نامزد کیا اور خرقہ عطا فرمایا۔ حضرت شیخ صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چلہ کشی میں مصروف ہو گئے اور بڑے بڑے مجاہدوں کے ساتھ رات

رات بھر نماز میں مصروف رہتے۔ ان عبادت و ریاضت کے نتیجے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت و قطبیت کے عہدے پر فائز ہوئے۔ مکاشفہ و محاسبہ میں اتنے مدارج طے کئے کہ ”مخزن مشہود الہی“ اور ”منبع جو دنا مٹا ہی“ مشہور ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد اور شیخ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے برخلاف اور اپنے دادا شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آئین عمل کے مطابق دنیا اور ثروت سے متنفر نہ تھے۔ اچھا کھانا کھاتے اور اچھا پہنتے تھے اور اچھی طرح بسر کرتے تھے۔ دولت و ثروت بھی پیدا ہو گئی تھی مگر بندگی کا یہ عالم تھا کہ رات رات بھر نمازیں پڑھتے اور جب تک زندہ رہے ہر روز پورا ایک قرآن مجید ختم کرتے۔ عشق الہی میں جذب کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی کئی روز مدہوش رہتے تھے۔ مراقبہ میں جاتے تو گھنٹوں اٹھنے کا نام نہ لیتے۔

سینکڑوں لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نور باطنی سے ولی بنے۔ جس پر نظر پڑتی وہ کامل ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی ایک دریائے فیض و برکت تھی جس سے ایک عالم سیراب ہو رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں جو بھی آتا اس کا دامن گوہر مراد سے بھر جاتا ہے۔ طالب دنیا اور طالب عقبے دونوں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یکساں فائدہ اٹھاتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات حاجت روائے خلق تھی اور جو بھی اس در پر آتا تھا خالی نہ لوٹتا تھا۔ بیماروں کو شفاء ملتی، غرباء کو عطا، فقیروں کو صلہ اور امراء کو دعا ملتی۔ غرباء سے لے کر امراء اور سلاطین تک سب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مند تھے۔

حضرت شیخ رکن الدین وال عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں ہر درجہ کے لوگوں کا ہجوم رہتا تھا۔ سب لوگوں کو یکساں نصیحت فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں ہر وقت بڑے بڑے مشائخ و اولیاء حاضر رہتے۔ طالبان حق ساری دنیا سے سفر کر کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں تشریف لاتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی راہنمائی

فرماتے تھے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتِ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ خلیفہ اکبر حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

”حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا کام کمال کو پہنچا تو تہجد کے وقت سے دوپہر تک ریاضت و عبادت میں مصروف رہتے۔ 36 سال کی عمر کو پہنچے تو والد بزرگوار کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے۔ دنیا کے گوشے گوشے سے لوگ حاضر خدمت ہو کر فیض یاب ہوتے اور جو بھی تشریف لانا تھا اس کی حاجت روائی فرماتے تھے۔ مجلس میں کسی کے دل میں کوئی بھی بات ہوتی تو آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو کشف ہو جاتا اور اس کی دلجوئی فرماتے تھے۔“

آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلطان المشائخ محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت تھی۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ بھائی نظام الدین کی محبت ہی ہے جو مجھے ملتان سے دہلی کھینچ لاتی ہے۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے قلبی لگاؤ تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی سلطان علاؤ الدین خلجی کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ سلطان اپنے خدام کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھا۔ گو آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ شاہی مہمان تھے لیکن آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سارا وقت حضور محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ گزارا۔ ان ہی کی محبت میں رہے۔

ایک دن حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ جامع مسجد دہلی میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے تو حضور محبوب الہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں پہلے سے موجود تھے۔ جمعہ کی نماز ہو چکی تو حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آئے جو ابھی نماز سے فارغ نہ ہوئے تھے۔ حضور محبوب الہی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی

پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئے اور جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز سے فارغ ہوئے تو دونوں بڑے گرم جوشی سے ایک دوسرے سے ملے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علم ہوا کہ سلطان غیاث الدین تغلق حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نقصان پہنچانے پر آمادہ ہے تو فوراً دہلی تشریف لے گئے۔ دہلی پہنچے تو خانقاہ میں محفل سماع شروع ہو گئی۔ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حال آ گیا اور کھڑے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آستین سے پکڑ کر بٹھا دیا۔ جوش میں حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر کھڑے ہو گئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر آستین سے پکڑ کر بٹھا دیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر کھڑے ہو گئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اٹھ کر نوافل ادا کرنے شروع کر دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوافل میں اس قدر مشغول ہوئے کہ سماع کی آواز بھی نہ سنائی دے رہی تھی۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ بھائی نظام الدین جب دوسری مرتبہ کھڑے ہوئے تو ساتویں آسمان پر قدم مار رہے تھے اور جب دوبارہ کھڑے ہوئے تو نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ اس لئے میں نوافل میں مصروف ہو گیا۔ مصنف بحر المعانی کے بقول! جب حضور محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علیل ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت دہلی میں موجود تھے۔ عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کو تو اللہ تعالیٰ نے اختیار دے دیا ہے کہ وہ جب تک چاہیں زندہ رہیں اور جب چاہیں وصال فرمائیں۔ اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ عرصہ اور دنیا میں رہنا منظور فرمائیں تو اس سے مخلوق خدا کو اور فائدہ پہنچے گا اور ابھی دہلی کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ضرورت ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! اشتیاق دوست اس قدر غالب ہے کہ اب تو ایک لمحہ بھی رہنے کو دل نہیں چاہتا۔ کئی روز سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو رہی ہے۔ وہ بار بار فرماتے ہیں کہ نظام الدین! جلد آ کہ مجھ پر تیرا اشتیاق غالب ہے۔ یہ سن کر حضرت شیخ رکن الدین والی العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بھی رقت طاری ہو گئی۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصیت فرمائی کہ میری نماز جنازہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھائیں گے۔ چنانچہ وصیت کے مطابق حضرت شیخ رکن الدین والی العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ کئی لاکھ آدمی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے محفل سماع نہ کروائی۔ جب جنازہ لے کر جا رہے تھے تو راستے میں ایک طوائف گارعی تھی۔

اے تماشا گاہ عالم روئے تو

تو کجا بہر تماشا سے روی

اسی لمحے کفن سے حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ باہر آ گیا۔ حضرت شیخ رکن الدین والی العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آگے بڑھ کر اس طوائف کو روکا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی شیخ المشائخ محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قبر مبارک میں اتارا اور فرمایا کہ میں نے اس وقت روح پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تشریف فرما دیکھا۔

سطور بالا میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت شیخ رکن الدین والی العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعلقات سلطاطین وقت سے بھی تھے مگر یہ تعلقات محض خدمت خلق کی خاطر تھے۔ علاؤ الدین خلجی کے بعد جب اس کا لڑکا قطب الدین خلجی تخت نشین ہوا تو اس کو محبوب الہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ذاتی محاسنت ہو گئی۔ اس مخالفت و عناد کی وجہ سے سلطان نے دوسرے مشائخ سے مراسم پیدا کرنا شروع کئے اور اس سلسلے میں حضرت شیخ رکن الدین والی العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی دعوت دی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں پہنچے اور سلطان سے ملنے کے لئے گئے تو سلطان نے پوچھا کہ وہاں میں سب سے پہلے کس

شخص نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا استقبال کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جو اس شہر کا سب سے اچھا آدمی ہے یعنی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے۔
 حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی غذا بہت قلیل تھی۔ ایک پیالہ دودھ میں کچھ میوے ڈال کر دیئے جاتے تھے جن کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوش فرماتے۔ گھر والوں نے ایک طبیب سے قلت غذا کی شکایت کی۔ طبیب نے غذا منگوا کر دیکھی اور اس میں سے چند لقمے خود کھانے کے بعد اس نے گرانی محسوس کی اور کہا کہ اب سات دن تک مجھے کھانے کی حاجت نہ ہوگی کیونکہ بزرگوں کے کھانے میں کمیت سے زیادہ کیفیت ہوتی ہے۔

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادت تھی کہ جب بھی وضو فرماتے تو وضو کی دعا ضرور پڑھتے۔ ایک مرتبہ وضو سے فارغ ہوئے تو وضو کرنے کے بعد دعا پڑھنے کی بجائے صرف الحمد للہ کہا۔ خادم خاص نے شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا کہ آج حضرت نے دعا نہیں پڑھی بلکہ صرف الحمد للہ کہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر دریافت کیا تو حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ آج وضو میں دنیا اور آخرت کا خیال نہیں آیا تو میں نے محسوس کیا کہ آج میرے وصال کا دن ہے اس لئے صرف الحمد للہ کہا۔

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک مرید کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا!

”ایک مرتبہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے آج تک کسی کے ساتھ نہ نیکی کی اور نہ بدی۔ حاضرین کے استعجاب سے پوچھا کہ امیر المؤمنین بدی تو خیر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہو نہیں سکتی مگر نیکی کے متعلق آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا فرماتے ہیں؟

ارشاد فرمایا کہ حق جلا و علاء کا قول ہے کہ جس نے مجھے کام کئے اپنے
نفس کے لئے کئے اور نہ سے کام کئے وہ بھی اپنے نفس کے لئے
کئے۔ پس جو کچھ نیکی یا بدی مجھ سے صادر ہوئی وہ درحقیقت میرے
لئے تھی نہ کہ دوسروں کے لئے۔“

ایک موقع پر حضرت شیخ رکن الدین و العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا!
”اعضاء و جوارح کو شرعی ممنوعات سے قولا و عملا باز رکھنا چاہئے۔
مجلس سے بھی پرہیز لازم ہے۔ یہاں مجلس سے مراد ایسی مجلس ہے جو
حق تعالیٰ سے برگشتہ کر کے دنیا کی طرف مائل کرتی ہے۔ بطالوں
سے بھی احتراز ضروری ہے۔ بطال وہ لوگ ہیں جو طالب حق نہیں۔“

ایک روز سلطان غیاث الدین تغلق نے مولانا ظہر الدین کو تو ال سے استفسار کیا
کہ کیا کبھی آپ نے حضرت شیخ رکن الدین و العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی کرامت دیکھی
ہے؟ عرض کیا کہ ایک جمعہ کو میں نے دیکھا کہ لوگوں کا ایک اڑوہام ہے جو آپ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کی قدم بوسی کے لئے جمع ہوا تھا۔ اُس وقت میرے دل میں یہ خیال ہوا کہ میں تو
دارالسلطنت کا کو تو ال ہوں اس کے باوجود کوئی بھی میری طرف انیسیت نہیں رکھتا۔ لہذا
ضرور حضرت شیخ رکن الدین و العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کوئی عمل تسخیر ہوگا کہ میری
مولویت اور کو تو الی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بے اثر ہیں۔ میں اُس رات ارادہ کر
کے سو گیا کہ کل صبح حاضر ہو کر مسئلہ استنباق کے متعلق سوال کروں گا۔ خواب میں دیکھا کہ
حضرت شیخ رکن الدین و العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور مجھے حلوا کھلایا جس کی
شیرینی صبح تک میری زبان میں رہی۔ میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ شیطان ہو جو حضرت
شیخ کی شکل میں آ گیا ہو۔ صبح جب میں حضرت شیخ رکن الدین و العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی
خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا! میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا کہ آؤ تو
ایک مسئلہ بتاؤں۔ پھر فرمایا!

”مولانا! جنابت دو قسم کی ہوتی ہے۔ جنابت بدن اور جنابت دل۔ جنابت بدن تو قرب زن سے پیدا ہوتی ہے اور جنابت دل بُرے خیالات اور بدکار افراد کی صحبت سے پیدا ہوتی ہے۔ اب جس طرح بدن پانی سے پاک ہو جاتا ہے اس طرح دل اولیاء اللہ کی زیارت سے پاک ہوتا ہے۔“

اس کے بعد فرمایا!

”کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا سنت ہے۔ اس سے حدث اعضاء دور ہوتی ہے اور جس طرح شیطان حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شکل اختیار کرنے سے قاصر ہے اسی طرح اُس کی مجال نہیں کہ وہ دوستانِ خدا کے روپ میں کسی کے سامنے پہنچ سکے۔“

مولانا ظہر الدین کو تو ال کہتے ہیں کہ میں نے اپنے سوال کا جواب بلا کہے پالیا اور اسی وقت حضرت شیخ رکن الدین وال العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرید ہو گیا۔

بچپن میں حضرت شیخ رکن الدین وال العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دادا شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد کے باہر ہی تشریف فرما ہو گئے۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو دیکھا کہ آپ جنتی اور دوزخی نمازیوں کے جوتے علیحدہ علیحدہ قطار میں لگا رہے تھے۔ عام لوگوں نے تو اسے بچے کا کھیل سمجھا لیکن جو صاحب نظر تھے وہ یہ منظر دیکھ کر رو پڑے۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلدی سے سارے جوتے غلط کر دیئے اور حضرت شیخ رکن الدین وال العالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اٹھا کر سینے سے لگا لیا اور مسجد سے لے کر باہر نکل گئے اور پیار سے سمجھانا شروع کیا کہ بیٹا! اللہ کے راز فاش کرنا گناہ ہے۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقر غوثیہ میں غوثیت کا تاج پہنے بیٹھے تھے۔ فقر غوثیہ کے نزدیک ایک بڑی سرائے تھی جس میں ہر مہمان درویش کو علیحدہ علیحدہ حجرے میں ٹھہرایا جاتا تھا تا کہ وہ یکسوئی سے اپنی عبادت میں مصروف رہ سکیں۔ کبھی کبھار ایسا بھی ہوتا کہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی کسی حجرے میں تشریف لے جاتے اور عبادت میں مصروف ہو جاتے۔ ایک مرتبہ گرمی کا موسم تھا اور شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک حجرے میں آرام فرما رہے تھے۔ علی کھوکھری نامی ایک درویش انہیں پکھا جھل رہے تھے۔ پکھا جھلتے ہوئے انہیں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے مرشد کی خدمت کا موقع عطا کر کے مجھے ایک بڑے رتبے سے نوازا ہے۔ اس خیال کے تحت وہ شکرانے کے دو نفل پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے اور پکھے کو اشارہ کر دیا کہ وہ بدستور چلتا رہے۔

حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیدار ہوئے تو پکھا جھل رہا تھا اور علی کھوکھری نماز میں مصروف تھا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے بے اختیار نکلا یا غفور! یا غفور! یا غفور! ساتھ ہی آنکھوں سے جھڑی لگ گئی۔ علی کھوکھری مرشد کا عندیہ سمجھ گئے اور بے حد منت سماجت کی کہ وہ آئندہ احتیاط کریں گے لیکن حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک ہی نظر میں اُن کی تمام روحانی قوتیں سلب کر لیں اور فرمایا کہ اولیاء اللہ کے لئے کرامت کا چھپانا واجب ہے تو نے واجب کو ترک کیا اس لئے تیری اور ہماری دوستی نہیں نہ سکتی۔

علی کھوکھری نے روتے روتے عرض کیا کہ میں اس در کی دربانی نہیں چھوڑوں گا۔ اچانک حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چھت کی طرف دیکھا تو چہرہ اچانک متغیر ہو گیا اور فرمایا! علی! ہم نے لوح محفوظ کو دیکھا ہے اور اپنے دور کا ایک قطب اس وقت کرامت پر چل گیا ہے اس لئے اُس کے طفیل ہم تمہیں معاف کرتے ہیں۔ علی کھوکھری کا سینہ روحانیت سے دوبارہ سے روشن ہو گیا۔

ابھی حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علی کھوکھری کے درمیان بات ہو رہی تھی کہ ایک ضعیفہ حجرے میں داخل ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ میرا بیٹا مر رہا ہے اس کے لئے دعا کیجئے۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچے کی طرف ایک نظر ڈالی اور کہا کہ مردوں کے لئے صرف دعائے خیر ہی کی جاسکتی ہے تیرا لڑکا اللہ کے پاس جا چکا ہے۔

وہ ضعیفہ یہ بات سن کر بڑھال ہو گئی اور لڑکے کی لاش کو بمشکل اٹھا کر حجرے سے روتی ہوئی باہر نکل گئی۔ خانقاہ کے صحن میں حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی عمر اُس وقت بمشکل چار سال تھی کھیل رہے تھے۔ اس ضعیفہ کو روتے دیکھ کر کھیل چھوڑ دیا اور اُس ضعیفہ سے دریافت کیا کہ وہ کیوں رو رہی ہے؟ ضعیفہ نے کہا کہ بیٹا! میں تیرے دادا کے پاس گئی تھی اور میں نے سنا ہے کہ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے در سے کوئی سوالی خالی نہیں جاتا۔

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا تم نے سچ سنا ہے اُن کے در سے کوئی سوالی خالی نہیں جاتا اور تم ابھی واپس کہاں گئی ہو تم اپنا سوال مجھے بتاؤ۔ ضعیفہ نے غیر ارادی طور پر لڑکے کی لاش آگے کر دی اور کہا کہ جب میں تمہارے دادا کے پاس پہنچی اُس وقت یہ زندہ تھا۔ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ تو اب بھی زندہ ہے۔

اُس ضعیفہ نے حضرت کی بات سنتے ہی جب اپنے لڑکے کی طرف نظر کی تو وہ آنکھیں کھولے مسکرا رہا تھا۔ وہ ضعیفہ دوبار حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا معاملہ گوش گزار کیا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علی کھوکھری سے فرمایا کہ تم نے دیکھا اپنے دور کا ایک قطب کرامت پر محل گیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان المشائخ محبوب الہی حضرت خواجہ نظام الدین

اولیاءِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد دس برس تک زندہ رہے اور 16 رجب 735ھ میں بعد از نماز عصر اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازہ میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اپنے والد بزرگوار حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ دفن کیا گیا۔

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار تاریخی اور تعمیری اعتبار سے ملتان کی قدیم عظمت کا نشان ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کا گنبد محیط کے اعتبار سے براعظم ایشیا کا دوسرا بڑا گنبد ہے اور اپنی خوبصورتی کے باعث زائرین کی نگاہیں خیرہ کر دیتا ہے۔ حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک سلطان غیاث الدین تغلق نے تعمیر کروایا۔

حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یوں تو ایک عالم کو سیراب کیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشہور خلفاء میں مخدوم جہاتیاں جہاں گشت بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاجی صدر الدین چراغ ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان التارکین حمید الدین حاکم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ وجیہ الدین سیاح سنائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ کڑک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا ظہیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا علی بن احمد غوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شیخ عمر غوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شامل ہیں۔



حضرت جمال الدین ابوالحسن

سید موسیٰ پاک شہید ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت 952ھ میں شہر معرفت اوج شریف میں ہوئی۔ حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مورث اعلیٰ حضرت محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو کہ حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد پاک میں سے تھے۔

حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قدرت نے بہت ہی اعلیٰ جبلی صفات سے سرفراز فرمایا تھا۔ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام علوم ظاہری اور قرآن و حدیث کا علم بچپن ہی سے نہایت قلیل عرصہ میں حاصل کر لیا۔ علوم ظاہری سے فارغ ہونے کے بعد علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں بھی کمال حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ابو الفضل سلطان المحققین 'قطب العالم جمال الاسلام کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت "ابوالحسن" تھی۔

حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور انہی کی سرپرستی میں سلوک کی منازل طے کیں۔ والد ماجد کے وصال کے بعد مسند نشین ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات بھر عبادت میں مصروف رہتے اور زہد و ریاضت کے اس قدر پابند تھے کہ اگر کبھی نیند کا غلبہ ہوتا تو اس خیال سے کہ عبادت میں خلل پڑے گا آنکھوں میں نمک ڈال لیا کرتے تھے۔

حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ
 ”مجھے اپنے والد گرامی سے پہلے اپنے جد امجد سے فیض حاصل ہوا۔
 اس کے بعد میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھے
 بچپن ہی سے اس بات کا شوق تھا کہ جتنا ہو سکے سب سے زیادہ اللہ
 تعالیٰ کا ذکر کیا جائے۔“

میرے اس شوق کو دیکھ کر میرے والد صاحب نے ایک مرتبہ فرمایا کہ
 ”ابھی بچے ہو لیکن شوق دوستانِ حق کے ہیں۔“

حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ
 ”تلاوتِ کلام پاک و ذکر طیبہ شوق سے کرتا ذکر کی یہ حالت تھی کہ
 کھانا کھانے میں سستی دکھاتا تھا۔ مہری والدہ اکثر میرے والد
 صاحب سے شکایت کرتیں کہ ذکر خدا میں کھانے کی پرواہ نہیں کرتا
 اور کھانا خراب ہو جاتا ہے۔ والد صاحب مجھے فرماتے کہ بابا! نفس
 کے آرام کے لئے بھی کچھ ہونا چاہئے۔ ریاضت کے لئے ابھی بہت
 وقت پڑا ہے۔ صبح کی نماز کے بعد والد ماجد مجھے اپنے سامنے بٹھا کر
 وظائف پڑھواتے اور ذکر جہر بطور قاعدہ قاری ہی کراتے۔ میں
 ابھی 9 برس کا ہی تھا کہ مجھے بعض اسماء الہی اور مسنون دعائیں تلقین
 کی تھیں اور مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میں نے کبھی یہ وظیفہ ترک کیا ہو۔“

حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ والد صاحب نے
 ایک مرتبہ مجھے تلقین کی اور فرمایا!

”بابا! یہ فیض مجھے دست بدست حضرت جد امجد علیؑ سے ملے گا۔“

سرہ سے پہنچا ہے۔ ہاتھ دراز کر۔“

میں نے نہایت سرشاری سے اپنا ہاتھ ان کے دستِ مبارک میں دے دیا اور

بمرتبہ اللہ نوق ایدہم کے شاہراہ کا معائنہ ہوا۔ بوقت دستگیری مجھ سے فرمایا!
 ”جو کچھ بھی کرو گے وہ نقد بہ نقد حاصل ہوگا۔ شریعت کو ملحوظ رکھ کر
 حقیقت کے درجہ پر پہنچنا۔“

اس کے بعد مجھے خاص خرقہ مبارک اور سجادگی عطا فرمائی۔ ایک تسبیح اور ایک
 انگٹھی بھی عنایت فرمائی جو اُس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہنے ہوئے تھے بھی عنایت
 فرمائی۔

اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 کس قدر کمالات علیہ واستعدادات کے مالک تھے اور کس انداز پر قابلیت واستحقاق آپ
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جو ہر نفع میں مندرج تھے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ
 ”حضرت سلطان المشائخ قطب الدین سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ
 تعالیٰ علیہ خلق وخلق دونوں میں وارث محبوب خدا سرور عالم حضرت
 محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء تھے۔“

علماء نے لکھا کہ ہر محدث و فقیہ پر جو ہندوستان میں ہوئے اس بزرگ کا احسان
 ہے جس کا شکر لازمی ہے۔ اس وجہ سے کہ پہلے پہل علم و حدیث شریف اس دیار میں آپ
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وجہ سے مشہور ہوا۔

مصنف خزینۃ الاصفیاء کے مطابق!

”حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقام ہادی خاص و
 عام ہدایت و ارشاد کی صفات سے موصوف اور زہد و ریاضت میں
 مصروف تھے۔ اپنے وقت میں لائٹانی تھے۔ مملکت ہند میں اُن کا کوئی
 مثل نہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت اولادی کے ماسوا
 حضرت غوث صمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روحانی نسبت بھی تھی جو

اہل خصوص کو حاصل ہے۔“

حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دور بڑا ہی فتنہ تھا۔ ہر طرف بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔ ملک قزاقوں راہزنوں کی وجہ سے تباہی پھیلی ہوئی تھی۔ قزاقوں کے ایک گروہ نے حضرت کے ارادت مندوں کی ایک بستی پر حملہ کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خبر ہوئی تو ان قزاقوں کی طرف ہاتھی پر سوار ہو کر روانہ ہوئے۔ قزاق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھتے ہی فرار ہو گئے لیکن ایک بد بخت نے چھپ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک تیر چھوڑا جو حضور کے پہلو میں لگا اور جاں ستاں ثابت ہوا۔

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 58 سال کی عمر میں 23 شعبان 1001ھ میں شہید ہوئے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بمقام اوج شریف اپنے والد ماجد کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

بعد از وصال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد نے کسی صالح شخص کو خواب میں آکر فرمایا!

”فرزند! قطب زماں ہے اسے ہمارے پایاں سے نکال کر دوسری جگہ رکھنا بہتر ہے۔“

ان دنوں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے حضرت شیخ حامد گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان میں رہائش پذیر تھے۔ بعد از وصال 15 سال بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسدِ خاکی کو ملتان لایا گیا۔ باوجود اتنا عرصہ گزرنے کے بھی جسم مبارک بالکل متغیر نہ ہوا تھا۔ سارا عالم حیران تھا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بقعہ شریف ملتان شریف کے درمیان جنوب کی سمت اندرون پاک گیٹ میں دفن کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار آج بھی مرجع گاہِ خلائق خاص و عام ہے۔

حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چار صاحبزادگان تھے۔ شیخ حامد گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید جان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سید یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چاروں صاحبزادگان کے مزارات بھی ملتان شریف میں اندرون حرم گیٹ میں واقع ہیں۔

حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک 22 شعبان کو نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ جس میں زائرین کثرت سے شریک ہوتے ہیں۔
حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ایک غلط قسم کی روایت یہ بھی مشہور کر دی گئی ہے کہ والد صاحب کی سجادگی کے مسئلے پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اپنے بڑے بھائی سے اختلاف ہو گیا تھا اور جب خلافت کا مسئلہ زیادہ سنگین ہوا تو یہ مقدمہ اُس وقت کے بادشاہ اکبر کے سامنے پیش ہوا۔ اس کے بعد پھر کوئی اختلاف ہوا تو بڑے بھائی ترکِ خلافت کر کے اوچ شریف واپس آ گئے اور متوکلانہ زندگی بسر کی۔ حالانکہ حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اُن کے والد محترم نے اپنی زندگی میں ہی اپنا خلیفہ نامزد کر دیا تھا اور تمام تبرکات عنایت فرمادیئے تھے۔ اگر بھائی کو کسی بھی قسم کا کوئی اختلاف ہوتا تو وہ اُس وقت ہونا چاہئے تھا۔ لہذا اس روایت میں کسی بھی قسم کی کوئی صداقت نظر نہیں آتی۔

حضرت سید موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے نامور عالم اور جلیل القدر بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین و خلفاء کی ایک کثیر تعداد تھی لیکن بد قسمتی سے کتب سیر میں صرف حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ہی ملتا ہے جو کہ اپنے دور کے نامور محدث اور شارح ہیں۔



حضرت شمس الدین بنزوارى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شمس الفقراء حضرت شمس الدین بنزوارى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے کالمین اور نابغہ روزگار اولیاء میں شمار ہوتے ہیں۔ حضرت شمس الدین بنزوارى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا نام سید صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 560ھ میں غزنی کے ایک شہر بنزوارى میں پیدا ہوئے جس کی نسبت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنزوارى مشہور ہوئے۔

حضرت شمس الدین بنزوارى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرہ نسب حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرہ نسب ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

حضرت شمس الدین بنزوارى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید علی ملقب اسلام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید عبدالمومن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ افریقہ بن حضرت سید محمد بن ہاشم علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید احمد ہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید منتظر باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید عبدالمجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید غالب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید محمد منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت اسما غنزل عانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید محمد علقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت عبداسماعیل اعراج اکبر بن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت شمس الدین بنزوارى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا

حضرت عبدالہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی جو کہ اپنے دور کے جید علمائے کرام میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت عبدالہادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تمام ظاہری علوم فقہ تفسیر حدیث اور حفظ قرآن سے آراستہ کیا۔

579ھ میں جب حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صرف 19 برس کے تھے کہ والد محترم سید صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تبلیغ کی غرض سے بدخشاں روانہ ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی ساتھ لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد محترم کے ساتھ تبلیغ دین کی غرض سے بدخشاں پھر اُس کے بعد تبت چلے گئے۔ وہاں سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشمیر چلے گئے جہاں سورج پرست لوگ آباد تھے۔ باپ بیٹے کی کوششوں کی وجہ سے ہزاروں لوگ نے اُن کے عقائد کو قبول کیا۔

586ھ میں دونوں باپ بیٹے اپنے وطن واپس لوٹ آئے۔ حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی کر دی گئی اور اُن کے ہاں دو فرزند تولد ہوئے جن کے نام سید نصیر الدین محمد اور سید علاؤ الدین احمد تھے۔ حضرت سید علاؤ الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”زندہ پیر“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تبریز بہت پسند تھا۔ چنانچہ والد صاحب سے اجازت لے کر تبریز تشریف لے گئے اور متعدد مقامات پر تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ اس عرصہ میں اسماعیلی مرکز الموت ختم کر دیا گیا اور خلافت عباسیہ تباہ ہو گئی۔ سید صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی اپنے عقائد کی پاداش میں قتل کر دیا گیا جس کے بعد حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے ہجرت کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہا۔

حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سبزوار سے بغداد تشریف لے گئے۔ ان دنوں وہاں پڑا احمد نکودر فرمانروا تھا۔ علمائے وقت کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خیالات سے شدید اختلاف تھا اس لئے ان علماء نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کفر کا فتویٰ لگا دیا وہاں کے بعد شاہی حکم سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملک بدر کر دیا گیا۔ بغداد سے آپ

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ظہیرین چلے گئے جہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد وہ خان کی موجودگی میں قدم رکھا۔ ہندوستان میں تشریف لاتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان تشریف لے گئے۔

ملتان میں اسماعیلیوں کا اقتدار کئی سو سال تک رہا تھا۔ اگرچہ ان دنوں اسماعیلیوں کا دور ختم ہو چکا تھا مگر پھر بھی کچھ اعتقادی کوشش اس میں باقی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مساعی کی وجہ سے کسی حد تک اسماعیلی رسوم اور ہندو عقائد میں ہم آہنگی کے باعث کئی ہندو گھرانے مسلمان ہوئے اور شمسی کہلائے۔ یہ لوگ بیسویں صدی کے آغاز تک ہندوانہ ناموں اور رسموں کے ساتھ شمسی مسلمان سمجھے جاتے تھے۔

حضرت شمس الدین بنزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق کئی روایات مشہور ہیں۔ بقول صاحب تذکرہ ملتان:

”حضرت شمس الدین بنزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صوفی بزرگ تھے۔“

اس نظریہ کی تائید میں مؤلف تاریخ ملتان نے حضرت شمس الدین بنزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اور ملحقہ مسجد پر معروف شعر

چراغ و مسجد و محراب و منبر

ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

کے ثبت ہونے کا حوالہ بھی دیا ہے۔ حضرت شمس الدین بنزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کا موجودہ مزار اور مسجد 1941ء میں تعمیر ہوئی۔ ان پر ایسے شعر لکھا جانا جو عام طور پر مساجد پر لکھا جاتا ہے صاحب مزار کے عقائد کا جو ذکر نہیں ہو سکا بلکہ بتائے واسطے کے خیالات کا ثبوت ہے۔

ایک اور روایت جو کہ مشہور ہے وہ یہ کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسماعیلی قرآنی

داعی تھے۔

یہ روایت قیاس آرائی پر مشتمل ہے۔ اسے حضرت شمس الدین بنزواری کے صاحبزادے

سید نصیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار لانا ہزاروں شیعہ اور اہل سنت کے عقائد کے خلاف ہے۔

کی اولاد میں سے حسن کبیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی تبلیغ کا کام کیا تھا اور ان کا مزار اوج شریف ضلع بہاولپور میں ہے۔ ان کے فرزند عالم شاہ المعروف جتو شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کی غربی سمت واقع ہے۔ حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے صاحبزادے سید علاؤ الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوئی اولاد نہ تھی۔

کہا جاتا ہے کہ اسماعیلی اعتقاد کی وجہ سے حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بھی مابہ نزاع رہا ہے۔ اسماعیلی فرقہ کے رہنما سلطان محمد شاہ آغا خاں سوم نے اوائل عہد انگریزی میں اس روضہ کے حصول کے متعلق دعویٰ بھی کیا تھا مگر انہیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

اسی طرح اس واقعہ کے تقریباً 100 سال بعد موجودہ آغا خاں پرنس کریم جب ملتان آئے تو انہوں نے مزار پر زیارت کا ارادہ کیا تو حالات کی وجہ سے متولیوں نے انہیں اجازت نہ دی۔

حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بغداد کے بادشاہ کے بیٹے احمد گودار کو زندہ کر دیا تھا اور ملتان آنے وقت اسے اپنے ساتھ بھی لائے تھے۔ اس روایت کے ثبوت میں ضلع جھنگ میں واقع گودر ریلوے اسٹیشن کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ کوئی مستند روایت نہیں ہے کیونکہ مشرقی پنجاب (انڈیا) میں ضلع جالندھر میں بھی گودر نام کی ایک تحصیل واقع ہے۔

روایات میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ناگوار گزری اور انہوں نے ایک دودھ کا پیالہ بھیجا تا کہ واضح ہو کہ ملتان پہلے ہی اولیاء سے پڑھے مگر حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر گلاب کا پھول رکھ دیا جس سے یہ جتانے کی کوشش کی کہ وہ ان سب میں پھول کی مانند ہیں۔

یہ جواب حضرت شیخ بہاؤ الدین ذکر یا ملکانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بنا گا اور انہوں نے لوگوں سے ان کی پذیرائی کی ممانعت کر دی۔ جس پر حضرت شمس الدین سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ہمراہی کی بھوک رفع کرنے کے لئے ایک بھرنی بلافاصلہ جنگل سے بلائی اور اس کی ایک بوٹی کاٹ کر آفتاب کو سوانیزے کے برابر منگوا یا تاکہ بوٹی بھون لیں اور پھر آفتاب کو واپس کر دیا۔

اس قسم کی تمام تر روایات بوگس اور غلط ہیں اور اس قسم کی روایات کی کسی بھی مستند ذرائع سے تصدیق نہیں ہوتی۔

اسی طرح مردہ کو زندہ کرنے کی کرامت ہے جو کہ ملتان کے دو اور اولیاء سے بھی منسوب ہے اور فقط اعتقاد کی خاطر درست سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح آفتاب کا سوانیزے پر آنا۔ اگر آفتاب سوانیزے پر آتا تو سارا خطہ ملتان جل کر راکھ ہو جاتا۔ لہذا یہ تمام روایات محض افسانہ نگاروں کی بنائی ہوئی ہیں۔



حضرت شاہ یوسف گردیز ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے اور لقب جمال الدین ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ابو الفضل تھی۔ عموماً لوگوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہ گردیز کے نام سے مشہور ہیں۔ گردیز کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصبہ گردیز میں پیدا ہوئے۔ گردیز افغانستان کے صوبہ غزنی کا ایک علاقہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ ولادت پر مورخین کا اختلاف ہے۔ تذکرہ نویسوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سن ولادت 450ھ بتایا ہے۔

حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جد امجد شاہ قسور گردیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک آج بھی گردیز میں مرجع گاہ خلاق خاص و عام ہے۔ حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ذیل میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرہ نسب بیان کیا جا رہا ہے۔

حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن سید حضرت ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت شاہ قسور گردیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن شیخ ابی عبد اللہ محمد غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن شیخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن امام محمد مشکان بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن امام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن سید حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن علی الحارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن امام محمد دیباج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب والدہ کی طرف سے سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔
 حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جد امجد مخدوم سید علی قسور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت ادلی تھے۔ حضرت مخدوم سید علی قسور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہی حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تمام بد اوج روحانی طے کروائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ بھی صاحب کشف و کرامت والی اللہ تھیں۔ انہوں نے بھی اپنے فیضانِ نظر سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نوازا۔ ان بزرگوں سے روحانی فیض حاصل کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیر و سیاحت کے لئے تشریف لے گئے اور پھر ان توران روم اور شام کا سفر کیا۔ دورانِ سفر مختلف اولیائے کرام سے فیض حاصل کیا اور ان سے فیوض و برکات کے موتی اکٹھے کئے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب تصرفاتِ طاہری و باطنی کے حامل اور نابغہ روزگار ہو گئے۔

دورانِ سیاحت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے والد محترم کے وصال کی خبر ملی تو گردیز واپس تشریف لے گئے۔ گردیز آنے کے بعد زیادہ وقت اپنے دادا حضرت مخدوم سید قسور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گزارنے لگے۔ اکثر اوقات گوشہ نشین رہتے اور خلوت میں عبادت سے لطف اندوز ہوتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلوت میں اطاعتِ الہی سے ایک گونہ گو مسرت و راحت محسوس کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب خلوت سے جلوت میں آئے تو کئی کرامات کا ظہور ہوا۔ ان کرامات کو دیکھ کر دادا نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کرامات کے اظہار سے منع فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ کم سنی میں ہی ریاضتیں اور مجاہدات کرتے رہے تھے اس لئے کرامات کا ظہور غیر ارادی طور پر ہو جاتا تھا۔ کتب سیر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات کے سلسلے میں مذکور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا حضرت مخدوم سید قسور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارادت مندوں میں سے ایک کا بچہ بیمار ہو گیا۔ وہ بچہ کی صحت یابی کے لئے دعا کرانے لگا۔ اس دعا سے بیمار بچہ

تو مخدوم سید قسور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا کرنے سے گریز کیا اور اُس کو مشیت ایزدی پر صبر کرنے کی نصیحت کی۔ چنانچہ وہ بچہ قضائے الہی سے وصال فرما گیا۔ اُس مرید نے رونا شروع کر دیا اور حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اُس کی گریہ زاری پر ترس آ گیا اور انہوں نے بارگاہِ الہی میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا ختم ہوئی تو مشیت الہی سے وہ بچہ زندہ ہو گیا۔ اس واقعہ کو سن کر حضرت مخدوم سید قسور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سخت ناراضگی کا اظہار فرمایا اور حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رخصت کرتے ہوئے کرامات کے اظہار سے ایک مرتبہ پھر رکنے کا حکم فرمایا۔ حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واداسے رخصت لے کر سیر و سیاحت کرتے ہوئے ملتان تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملتان میں سکونت اختیار کرنے کا ارادہ کیا اور مستقل طور پر رہائش اختیار کر لی۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیر پر سواری کرتے تھے اور سانپ کا کوڑا استعمال فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کرامت کا اظہار ذیل کے شعر سے ہوتا ہے!

ذاتی سوار شیر کہ در دست مار کرد

مخدوم شاہ یوسف اس جا قرار کرو

حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ملتان تشریف لائے تو اُس وقت ملتان اندرونی و بیرونی آفات کا مرکز بنا ہوا تھا۔ دریائے راوی اس وقت جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک ہے کی طرف بہتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا کی بدولت دریائے اپنا رخ بدل لیا۔ اس طرح ملتان شہر تیسری مرتبہ آباد ہوا۔ موجودہ ملتان شہر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرہ کے گرد آباد ہوا ہے۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے پوچھا کہ دنیا ظالموں اور فاسقوں کے ہاتھ میں ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”یہ تم سمجھتے ہو کہ ہم مانگتے ہیں اور ہم کو ملتی ہیں۔“

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین سے کچھ پھراٹھا لے اور واپس زمین پر گرا دیئے۔ پھر زمین پر گرتے ہی سونا بن گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”اگر میں چاہوں تو تمام جہاں کے پہاڑوں کو اللہ تعالیٰ کے علم سے خالص سونے کا بنا دوں لیکن میری ایسی کوئی خواہش نہیں ہے۔“

حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید شیخ عبدالصمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ خاص مریدوں میں سے تھے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بخرض زیارت حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجرہ اقدس گیا تو دروازہ اندر سے بند تھا۔ میں کچھ دیر تک کھڑا رہا کہ دروازہ کھلے تو اندر جاؤں۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک جماعت حجرہ میں سے نکلی جو تمام کی تمام سفید لباس میں ملبوس تھی۔ حجرہ سے نکلتے ہی وہ زمین میں اتر گئے۔ یہ واقعہ دیکھ کر میں گھبرا گیا اور میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ دروازہ کھلا اور دیگر زائرین و مریدین حجرہ مبارک میں داخل ہو گئے۔ میں بھی حیران و پریشان حجرے میں داخل ہو گیا۔ حجرے میں داخل ہو کر میں نے سلام پیش کیا اور ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد جب میں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ سارا ماجرا ڈکڑا کر کیا اور دریافت کیا کہ وہ حضرات کون تھے؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسکراتے ہوئے فرمایا:

”یہ تمہارے پیر بھائی تھے اور قوم جنات سے ان کا تعلق تھا۔“

میں نے دریافت کیا کہ کیا جن بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

”ہاں! جن بھی آتے ہیں اور تمہاری طرح علوم دینیہ و معارف مجھ سے سیکھتے ہیں۔“

حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرہ مبارک کے باہر ایک کلاں تھا۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کلاں پر چپے لگا کر لوگوں کے لئے کلاں لٹا دیئے۔

تھے اور کنواں بند پڑا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا!
جو خدا بیلوں سے کنویں کو جاری کرتا ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے
کہ بغیر بیل کے بھی کنویں کو جاری کر دے۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ کنواں خود بخود جاری ہو گیا اور عرصہ دراز
تک وہ کنواں بیلوں کے بغیر جاری رہا۔

حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مدت تک اہل ملتان اور دیگر
خطوں کے لوگوں کو اپنی روحانی فیوض و برکات سے نوازتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
نے 81 برس کی عمر میں اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک
بوہڑ گیٹ، محلہ شاہ گردیز ملتان میں آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر ایک چبوترہ ہے جس پر ایک پاؤں کا
نشان ہے۔ مشہور ہے کہ یہ قدم مبارک حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

بعد از وصال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کرامت یہ بھی مشہور ہے کہ ایک
درویش عشق و محبت میں سرشار ہو کر بیعت کی غرض سے سفر کرتے ہوئے ملتان آپ رحمۃ اللہ
تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب وہ شخص ملتان پہنچا تو اس کو پتہ لگا کہ آپ رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ وصال فرما گئے ہیں۔ وہ مزار مبارک پر پہنچا اور رونے لگا کہ میں تو اتنی دور سے
سفر کرتا ہوں صرف بیعت کے لئے حاضر ہوا تھا لیکن مجھے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی
زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی۔

اس دوران قبر مبارک سے آواز آئی!

”ما یوس نہ ہو آؤ میں تمہیں بیعت کراتا ہوں۔“

اس کے بعد قبر مبارک سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ نکلا اور اس درویش
سے مصافحہ کرنے کے بعد اس کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کر لیا۔

حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعد از وصال اس کرامت کی دھوم

ہر جگہ مچ گئی اور لوگ جوق در جوق دست یوسی کے لئے حاضر ہوئے لیکن حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک سے چالیس برس تک اس غلطی کا ظہور جاری رہا۔ اس عرصہ میں جو بھی شخص قبر مبارک پر حاضر ہوتا حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ قبر مبارک سے باہر آجاتا اور اس سے مصافحہ فرماتے۔

اس دوران حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الاسلام حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسند خلافت پر بیٹھے۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ پابند احکام شرعیہ بھی تھے اس لئے وہ نہیں چاہتے تھے کہ عالم برزخ کے حالات لوگوں پر ظاہر ہوں۔ اس لئے انہوں نے حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور درخواست کی کہ

”شاہ یوسف! شریعت حقہ کی خلاف ورزی نہ کریں اور اپنا ہاتھ قبر

میں کر لیں کیونکہ یہ ہر اس وقت ڈرازی ہے۔“

حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمانے پر حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسا کرنا بفرما کر دیا۔ وہ سوراخ جس سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہاتھ مبارک قبر سے باہر آتا تھا آج بھی ویسے ہی موجود ہے۔



حضرت حافظ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سہروردیہ سلسلہ ملتان میں اسلامی ہند کی ابتداء سے ہی مرکز بنا رہا۔ برصغیر پاک و ہند میں سہروردیہ سلسلہ کے بانی شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق بھی ملتان سے تھا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملتان میں ایک عظیم الشان خانقاہ قائم کی تھی۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد بھی سلسلہ سہروردیہ کے علاوہ کسی دوسرے سلسلے کو ملتان میں اقتدار حاصل نہیں ہوا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں ملتان میں حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک عظیم المرتبت خلیفہ حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملتان میں چشتیہ سلسلے کی بنیاد رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم و عمل کی بے پناہ صلاحیتوں سے مالا مال تھے۔ روحانی اور علمی اعتبار سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا رتبہ بہت بلند تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شجاعت و سرفروشی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد پاک حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر ملتان تشریف لائے۔ حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حکم دیا تھا کہ وہ ملتان میں چشتیہ سلسلہ کی ترویج کے لئے حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو روانہ کریں۔ کتب سیر میں یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے!

ایک دن شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما تھے اور حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی وہاں موجود تھے۔

باتوں باتوں میں اس بات کا ذکر چھڑ گیا کہ ملتان میں شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت کے سامنے کسی بھی ولی کا تصرف نہیں چلا اور وہاں کسی اور سلسلے کا کوئی شیخ نہیں جاتا اور کسی کو بیعت نہیں کرتا۔ شاہ فخر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”میاں نور محمد! اب تک ملتان بہاؤ الحق کی ولایت تھی لہذا وہاں کسی دوسرے ولی کا تصرف کام نہیں کرتا تھا لیکن اب ملتان ہمارے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اب یہ لازم ہے کہ تم وہاں اپنا کوئی مرید بھیجو اور کہو کہ خانقاہ شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں خلق کو اپنا مرید اور اپنا تصرف کرے۔“

حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہلی واپس آ کر حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ملتان رخصت کیا۔ حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولوی خدابخش خیر پوری کو خانقاہ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں بیٹھ کر مرید کیا تھا۔ حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1160ھ میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم اور دادا دونوں حافظ قرآن تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا نام حافظ محمد یوسف اور دادا کا نام حافظ عبدالرشید تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق اعوان قبیلے سے تھا۔ اعوان حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے ہیں اس لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب بھی کئی واسطوں سے گزر کر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ والد ماجد اور دادا کی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کم سن میں ہی قرآن پاک حفظ کر لیا۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بچپن ہی سے شوق تھا کہ وہ کسی مرید مومن کے دست حق پر بیعت ہوں۔ اس مقصد کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ رکن الدین وال عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو جاتے اور عبادت و ریاضت

میں مشغول ہو جاتے۔ ہر رات ایک کلام پاک ختم فرماتے اور پیر کمال کے لئے دعا مانگتے رہتے۔ ایک رات خواب میں اشارہ ملا کہ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں اشارہ ملتے ہی رخت سفر باندھا اور مہار شریف کو روانہ ہو گئے۔ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو بیعت کی درخواست کی۔

حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ کچھ ظاہری علوم بھی حاصل کئے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نفی میں سر ہلا دیا اور عرض کی کہ قرآن پاک اور نماز روزہ سے متعلق کچھ مسائل پڑھے ہیں۔ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا طریق کار یہ تھا کہ وہ علماء کو اپنے ساتھ کھانا کھلاتے تھے۔

کھانے کا وقت ہوا تو چند جید علمائے کرام حاضر خدمت ہوئے۔ ان علمائے کرام میں مولوی محمد حسین بھی تھے جو کہ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور محرم راز تھے۔ انہوں نے جب حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو مصافحہ کیا اور حالات دریافت کئے۔ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دریافت کیا کہ کیا تم ایک دوسرے کو جانتے ہو؟ مولوی محمد حسین نے عرض کیا کہ ہم دونوں ایک ہی استاد سے تعلیم یافتہ ہیں اور یہ بہت بڑے جید عالم دین ہیں۔ طالب علمی کے زمانے میں ان کو علامہ العصر کہا جاتا تھا۔

یہ سن کر حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا کہ انہوں نے اپنا علم کیوں چھپایا؟ تو حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً عرض کی حضور! میں نے سنا ہے کہ فقراء حضرات علماء سے نفرت کرتے ہیں لہذا میں نے اپنے علم کو پوشیدہ رکھا۔ حضرت شیخ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا حافظ صاحب! ہم تو علماء کو پسند کرتے ہیں۔

اُسی دن کے بعد سے حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کر لی۔ مرشد سے تعلق اس قدر ہو گیا تھا کہ سفر و حضر میں بھی ساتھ ساتھ ہوتے تھے۔ عرصہ دراز تک وضو کرانے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ خانقاہ کے لنگر کا انتظام بھی حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سپرد تھا۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک کی آیات و احادیث کی تلاوت کرتے اور مریدین سے معنی پوچھتے اور پھر ان معانی کے مطالب خود سمجھاتے۔ لوگ باریک اور مشکل ترین مسائل کے حل کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے مسائل کو بخوبی قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرماتے۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مسئلہ وحدت الوجود سے قلبی لگاؤ تھا۔ امام اکبر اور مولانا جامی رحمہم اللہ کی تصانیف پر پورا عبور حاصل تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں کو ان کتابوں کے اسرار و رموز سے آگاہ کرتے تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ علم کا سمندر موجیں مار رہا ہے۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملتان میں ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ یہ مدرسہ علم و فضل کا ایک بہترین مرکز تھا۔ خواجہ گل محمد احمد پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مدرسہ میں تعلیم حاصل کی اور حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت ہی ملنسار بااخلاق اور صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ غرباء اور مساکین کی دل جوئی کو اپنا فرض سمجھتے تھے۔ کھانے میں کبھی عیب نہ نکالتے تھے بلکہ اگر دسترخوان پر کوئی ایسی حرکت کرتا تو اس کو منع فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے پیر بھائیوں سے بھی بہت محبت تھی۔ ہر ایک کے دکھ درد میں شامل ہوتے تھے۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ملتان میں جلوہ افروز ہوئے تھے تو اُس وقت پنجاب میں سکھوں کا تسلط تھا اور مسلمانوں مشکلات کا شکار تھے۔ حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملتان میں قیام کے دوران سکھوں نے کئی بار ملتان پر حملہ کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں وہ ملتان پر قابض نہ ہو سکے۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت و ریاضت میں تو مشہور تھے ہی لیکن لوگوں نے اُن کی شجاعت اور ہمت و استقلال کو بھی سکھوں کے خلاف جہاد میں دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمت اور حوصلے کو دیکھ کر دیگر مسلمانوں کے حوصلے بھی بلند ہوئے اور انہوں نے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ جہاد میں حصہ لیا۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سکھوں کے بڑھتے ہوئے سیلاب کا مقابلہ انتہائی مردانگی اور عالی ہمت سے کیا۔ جب حالات زیادہ خراب ہوئے تو لوگوں نے گھبرا کر ہجرت کرنے کا ارادہ کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”آوازِ جنگ بکفار عام است و اکنوں جنگ بایشاں فرض عین کر دپس

الحال بیروں نمی رویم کہ مارا دو درجہ است یکے درجہ غزا دوم درجہ

شہادت۔“

اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود سبقت فرماتے ہوئے میدانِ جنگ میں قدم رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ عزوجل پر کامل یقین اور بھروسہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوصلے کو دیکھ کر دوسرے لوگوں کے بھی حوصلے بلند ہوئے اور سکھوں کو شکست ہوئی۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام غیر شرعی رسوم کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زاہد شاہ سے پوچھا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتے؟ زاہد شاہ نے کہا کہ وہ تو شادی کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ لوگ سادات سے نہیں ہیں اور ہماری برادری کے لوگ کہتے ہیں شادی سادات میں کرنی چاہئے۔ حضرت حافظ محمد

جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا! سادات کا نکاح غیر سادات سے شرح میں جائز ہے تم جاہلوں کے کہنے پر کیوں اعتبار کرتے ہو۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت کے بے حد پابند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

”معرفت حق کا بہترین طریقہ وہ ہے جو مشائخ شریعت کا ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے معتبر ذریعہ سے پہنچا ہے اور وہ ظاہر کو شریعت سے آراستہ رکھنے کا ہے اور اس پر قائم رہنے کا اور باطن کو خراب عادتوں سے صاف کرنے کا ہے۔“

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ اچھا لباس پہنتے تھے۔ تہ نہی انتہائی کم استعمال کرتے تھے۔ اکثر پاجامہ پہنتے تھے اور قلاہ قادری اوڑھتے تھے۔ کرتے کا گریبان چاک رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک انگٹھی بھی تھی جس پر الٹہ جمیل یحب الجمال کندہ تھا۔ اس انگٹھی کو بطور مہر استعمال کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فارسی، عربی اور سرائیکی زبان پر عبور رکھتے تھے اور ان زبانوں میں کئی اشعار بھی کہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سرائیکی زبان میں لکھی گئی ایک سی حرفی بھی بہت مشہور ہے جس کا نام ”چرخہ نامہ“ ہے۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام کا قلمی نسخہ حضرت علامہ طالوت مرحوم کے پاس محفوظ تھا مگر ان کے وصال کے بعد وہ نسخہ کدھر گیا اس بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہیں۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 5 جمادی الثانی 1226ھ کو تقریباً 66 برس کی عمر میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وفات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد اور مرید خاص منشی غلام حسن شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن مجید کے ان الفاظ سے نکالی ہے جو مزار مبارک پر درج ہے۔

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ

1226ھ

فارسی میں تاریخ وصال اس مصرعے سے واضح ہوتی ہے!
خروج سال وصالش چو چست جوئے کرد
ندائے داد سر وشم کہ یافت خوب وصال

1226ھ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک 5 جمادی الثانی کو منایا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار دولت گیٹ کے نزدیک محلہ حافظ جمال میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر ہزاروں بندگانِ خدا حاضری دیتے ہیں اور فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں۔

حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو شادیاں کی تھیں لیکن کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چار سلسلوں میں مرید کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مریدوں کی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند ایک مشہور خلفاء کے نام یہ ہیں۔

مولانا خدا بخش ملتان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زاہد ملتان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غلام حسن شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی عیسیٰ خانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولوی حامد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبزادہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولوی عبید اللہ ملتان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔



حضرت سخی شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سخی شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہ جہان کے بیٹے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ کا نام تاج بی بی تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصلی نام سلطان شجاع ہے مگر لوگوں میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخی شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیضان عام ہر وقت جاری رہتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ بیرون دولت گیٹ ملتان میں واقع ہے۔ مزار کی عمارت نہایت پختہ اور خوشنما ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدان میں شاہ چراغ پنڈی والے شوق الہی والا بہاولپور اور فقیران رسول شاہی مشہور ہیں۔



حضرت پیر جیون سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر جیون سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق مہار قوم سے ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت پیر شیر شاہ مخدوم سید علی محمد صاحب شیر شاہی کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پورہ انور کہروڑ سے لوڈھراں کی جانب 6 میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک ہر سال اپریل میں منایا جاتا ہے جس میں دور دور سے لوگ حاضر ہوتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب سلطان تھا۔ شاہ جہاں بادشاہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقدین میں سے تھا۔



حضرت سلطان ایوب قتال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سلطان ایوب قتال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مخدوم رشید حقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دادا حضرت مخدوم رشید حقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے دریا کے کنارے پر مویشی چرایا کرتے تھے۔

حضرت سلطان ایوب قتال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ دریا کے کنارے پر مویشی چرایا کرتے تھے کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔

کتب سیر میں بیان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منوری سے ملتان تشریف لائے تھے اور یہیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 766ھ میں ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک دینا پور میں سرکاری جنگل کے نزدیک واقع ہے اور مرجع گاہ خلایق خاص و عام ہے۔ شروع میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے نزدیک پانی کی کثرت تھی لیکن بعد میں نہر بننے کی وجہ سے پانی کی کثرت میں کمی آگئی۔



حضرت بابا بہرن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت بابا بہرن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑی عالی مرتبت شان کے بزرگ تھے اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت جنگلوں اور ویرانوں میں پھرتے رہتے تھے اور کئی کئی دن فاقوں میں گزارتے تھے۔

ایک مرتبہ کچھ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آزمائش کی غرض سے آئے۔ اس سے بیشتر کے وہ لوگ کچھ کہتے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی دلی کیفیت خود ہی بیان کر دی اور فرمایا!

”اس گروہ کا حال مختلف ہے ان کی آزمائش کے لئے نہیں آنا چاہئے تاکہ خیالات کی وجہ سے ان کے فیوض و برکات سے محروم ہو جاؤ بلکہ جب ان کے پاس آؤ نیک نیتی سے آؤ تاکہ فیض حاصل کر سکو۔“

ایک مرتبہ بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو گئے لیکن اس کیفیت میں بھی صبر و استقلال کا مظاہرہ کیا۔ چنانچہ انوارِ باطنی سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا دل روشن ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے لیکن کرامت کے اظہار میں ہمیشہ تامل سے کام لیتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت جذب و استغراق کی کیفیت میں مشغول رہتے جس کے وجہ سے نگاہوں میں تاثیر پیدا ہو گئی تھی اور جس بات کا زبان سے اظہار فرماتے وہ ظہور ہو جاتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنا حال لوگوں سے ہمیشہ اوجھل رکھنے کی کوشش کرتے اور گمنامی کی زندگی پسند فرماتے تھے۔

حضرت بابا ہرن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک جنرل ہسپتال ملتان چھاؤنی کے نزدیک واقع ہے اور مرجع گاہِ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت پیر فتح شاہ قریشی ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر فتح شاہ قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیریں بیاں عالم وین تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اخلاقِ حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمازِ اشراق پڑھ کر سو جاتے اور نمازِ عشاء سے فارغ ہو کر مراقبہ فرماتے۔ تمام رات جاگ کر گزارتے تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کمالاتِ صوری و معنوی سے نوازا رکھا تھا۔

حضرت پیر فتح شاہ قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 25 محرم الحرام 1305ھ بمطابق 13 اکتوبر 1887ء کو ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک مسجد قریشیہ کوٹلہ

تغلق خان کے چبوترے پر واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت محمد نظام بخش ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت محمد نظام بخش ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقر و ولایت میں نابغہ روزگار شخصیت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور جد امجد حضرت محمد موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی اپنے دور کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زیادہ وقت عبادت و ریاضت میں گزرتا تھا۔ ہمہ وقت ذکر و فکر، مراقبہ و محاسبہ میں مشغول رہتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دنیاوی آلائشوں سے پاک تھے اور قرآن و سنت اور فقہ کا درس دینے میں مشہور تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بابرکت سے ہزاروں لوگوں کے دل منور ہوئے۔

حضرت محمد نظام بخش ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 8 ذی الحجہ 1326ھ کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔



حضرت بابا بہرام شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت بابا بہرام شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے صاحب کشف و کرامت ولی اللہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سماع کا از حد شو تھا۔ دوران سماع آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اکثر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی جس کے سبب رقص کرنے لگتے تھے۔

حضرت بابا بہرام شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم کے پابند تھے۔ بے پناہ عبادت و ریاضت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے دور کے اولیاء اللہ میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامل درویش اور بردبار انسان تھے۔ جو کچھ بھی خدمت میں پیش ہوتا راہِ خدا میں خرچ کر دیتے تھے۔

حضرت بابا بہرام شام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک ملتان چھاؤنی ریلوے اسٹیشن کے مقابل واقع ہے جہاں ہمہ وقت عقیدت مندوں کا ہجوم لگا رہتا ہے۔



حضرت بابا غلام شبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت بابا غلام شبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت استغراق کی کیفیت میں گم رہتے تھے۔ ریاضت، عبادت، فقر اور ترک و تجرید میں بے مثل تھے۔ شہرت کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحمل، بزوباری، قناعت، توکل الی اللہ، تقویٰ، عشق و ذوق و شوق کا مجسمہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سماع کا از حد شوق تھا۔

حضرت بابا غلام شبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ریلوے روڈ چوک سد و حسام ملتان شریف میں واقع ہے۔



حضرت عنایت اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت عنایت اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامع علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ تھے۔ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے عزلت کی زندگی گزارتے تھے۔ نعمت خداوندی ملنے پر شکر ادا کرتے اور تکلیف پہنچنے پر صبر و استقلال کا مظاہرہ کرتے تھے۔ ہمیشہ نصف شب سے بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاتے۔ ہمیشہ سادہ لباس زیب تن

فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ کرامت کے اظہار کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

حضرت عنایت اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شی اسٹیشن روڈ پر واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت شوہ دا بلیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصلی نام کتب سیر سے معلوم نہیں ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے لقب شوہ دا بلیل کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پرہیزگاری اور ریاضت مشہور تھی۔ عشق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ہر وقت آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے۔ زمانہ پرست لوگوں سے کنارہ کش رہتے تھے۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر روزانہ حاضری دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک گلی جنڈی والی اندرون بوہڑ گیٹ واقع ہے۔



حضرت پیر کی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیر کی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور تھے۔ اصل نام کتب سیر میں دستیاب نہیں ہے۔ کتب سیر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ صاحب کشف و کرامت ولی کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جذب و شوق میں بے مثال تھے۔ سماع کا بہت شوق تھا اور اکثر سماع کے دوران کیفیت وجد میں آجاتے۔

اگر کوئی شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بیان کرتا کہ اُس نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کی سعادت حاصل کی ہے تو اُس کے سامنے باادب ہو کر بیٹھ جاتے اور اُس کی آستین کو بار بار اپنی آنکھوں سے لگاتے۔

حضرت پیر کی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شی روڈ ریلوے روڈ پر واقع ہے جہاں ہزاروں بندگانِ خدا حاضر ہو کر روحانی نعمتوں سے مالا مال ہوتے ہیں۔



مزارِ شہیدان

ملتان شریف میں سبزی منڈی موڑ کے نزدیک لکڑ منڈی چوک کے ایک کونے میں دو مزارات واقع ہیں۔ صاحب مزارات چکے نام و حالات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔ چند ایک روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں بھائی تھے اور صاحب کمال بزرگ تھے۔ جب محمد بن قاسم سندھ کو فتح کرنے کے بعد ملتان آیا تو اُس کے ہمراہ تشریف لائے۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ کفار سے جنگ کے دوران اس جگہ شہید ہوئے جہاں مزار مبارک واقع ہیں۔



حضرت داؤد شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت داؤد شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ تمام عمر تہجد میں بسر کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زہد و تقویٰ بے مثال تھا۔ کبھی بھی لذیذ طعام یا میوہ جات تناول نہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خوراک سوکھی روٹی تھی جسے پانی میں بھگو کر استعمال فرماتے تھے۔ مال دنیا سے شدید نفرت

تھی۔ یادِ الٰہی میں اس قدر مشغول ہوتے تھے کہ اردگرد کی کچھ خبر نہ رہتی تھی۔

حضرت دادن شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار چوک شہیداں محلہ بھیدی پوترہ میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت پیر بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب شریعت و طریقت ولی تھے۔ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ استغراق اور بے خودی کی کیفیت ہمہ وقت طاری رہتی تھی۔ دن ہو یا رات عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے۔ بڑی تعداد میں لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بغرض حاجت روائی حاضر ہوتے تھے۔

حضرت پیر بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار جنڈیالہ فیکٹری کے نزدیک ایک گلی میں واقع ہے۔



حضرت محمد رضا شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مخدوم زادہ محمد رضا شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق ملتان کے مشہور و معروف گیلانی خاندان سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چولے والے سائیں کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب علم و عمل، منبع شریعت و طریقت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات بابرکات مظہر انور ربانی اور مطلع تجلیات اور کاشف رموز حقیقت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے جو بھی نکلتا وہ پورا ہو جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات بے اختیار تھیں۔

حضرت مخدوم زادہ محمد رضا شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضور غوث اعظم محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نسبت خاص حاصل تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو بھی سوالی آتا اسے خالی ہاتھ نہ لوٹاتے تھے۔
حضرت مخدوم زادہ محمد رضا شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون شہر پاک گیت اپنے جدا مجد کے نزدیک واقع ہے۔



حضرت بری شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت بری شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کرامت و خوارق بزرگ بیان ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشق الہی اور عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ سماع کا از حد شوق تھا اور دوران سماع وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ نماز اور روزہ کے سختی سے پابند تھے۔ تبلیغ دین کی خاطر کئی جگہوں پر پھرتے رہے۔
حضرت بری شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار وڈا کھوہ نزد خونی برج میں واقع ہے۔



حضرت پیر اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر کتب سیر میں صاحب کشف و کرامت بزرگ کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ ہزاروں بندگانِ خدا نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فیوض روحانی حاصل کیا۔ فقر و درویشی میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمایاں مقام کے حامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت میں انکساری اور عاجزی کا جزو نمایاں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو کچھ بھی آتا اسے فقراء اور مساکین میں تقسیم فرمادیتے۔

حضرت پیر اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ملتان چھاؤنی میں مرجع گاہ خلاق
خاص و عام ہے۔



حضرت شاہ دانا شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہ دانا شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔
آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا باطن شیخ الاسلام حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ
اللہ تعالیٰ علیہ کے رنگ میں رنگا ہوا تھا اور ظاہری طور پر حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انوار سے روشن تھے۔

حضرت شاہ دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الاسلام حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین
زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جانثار غلاموں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
بارے میں ایک روایت مشہور ہے کہ جب شیخ الاسلام حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا
ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت لعل
شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
ملک یمن بغرض سیاحت گئے۔ خوراک کے لئے کام کا ذمہ ہر ایک صاحب کے ذمے لگا۔
شیخ الاسلام حضرت شیخ غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آٹا پینا اپنے
ذمہ لگایا اور ایک گھر سے چکی مانگ کر لے آئے۔ ابھی آٹا پینا شروع کیا تھا کہ اُس گھر کی
مالکہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات مبارک پر بہتان لگایا جو کہ زلیخا نے حضرت
یوسف علیہ السلام پر لگایا تھا۔

چنانچہ یہ مقدمہ حاکم وقت کے دربار میں چلا گیا۔ حاکم وقت نے ثبوت مانگا تو
اُس عورت نے جھوٹی قسم کھالی۔ تینوں یاروں نے چاہا کہ وہ اپنے یار کو اس مواخذہ سے
نکالیں۔ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیر کی صورت میں آئے۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باز بن کر اڑنے لگے۔ حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہرن کی صورت میں حاضر ہوئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سوار کر کے لے جائیں۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ معاملہ شرع کا ہے کسی طرح صفائی پیش ہونی چاہئے۔ حاکم نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صفائی مانگی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ میرے پاس اور تو کچھ ثبوت نہیں لیکن پنگھوڑے میں ایک دس سال کا بچہ لیٹا ہوا تھا اُس سے پوچھا جائے وہ گواہی دے گا۔ بچے کو دربار میں لایا گیا۔ بچے کی عمر اُس وقت دس ماہ تھی۔ اُس بچے نے بقدرتِ خدا کہا کہ میری ماں جھوٹی ہے اور یہ درویش سچے ہیں۔ عورت نے غصے میں آ کر اپنے لڑکے کو زمین پر دے مارا جس سے وہ اسی وقت مر گیا۔ حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس لڑکے کو اٹھایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جا اور وہ بچہ زندہ ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس بچے کو اپنے ہمراہ واپس لے آئے۔ یہی بچہ بڑا ہو کر حضرت شاہ دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور ہوا۔

حضرت شاہ دانا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرونِ دہلی گیٹ میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں ایک مثل مشہور ہے۔

”اندر غوث بہاؤ الدین باہر قطب فرید بے توں بہت اوتا ولی سنگ
شاہد شہید۔“



حضرت مولانا وجیہ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مولانا وجیہ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات ملانا در ملتانی نے بیان فرمائے ہیں۔ ملانا در ملتانی اپنی تصنیف ”تذکرۃ الانساب“ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر

ان الفاظ کے ساتھ فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل وطن عراق تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان آئے تو یہاں قاضی قطب الدین کا درس مشہور تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہیں رہائش اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نکاح خاندان قریش کی ایک باعفت اور نیک سیرت خاتون سے ہوا جن کے بطن سے دو صاحبزادے عبدالکریم اور عبدالرحیم تولد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 971ھ میں ہوا۔

حضرت مولانا وجیہہ الدین کا مزار قطب الدین کا شانی کے مزار کے نزدیک مشرقی پہلو میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا خواجہ محمد موسیٰ صدیقی کے اجداد میں سے ہیں۔



حضرت محمد معصوم المعروف پیر کریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب وجد و صاحب جلال بزرگ بیان ہوئے ہیں۔ شریعت و طریقت کی پابندی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شیوہ تھا۔ ریاضت و مجاہدہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند مقام رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند پایہ عالم باعمل اور حق گوئی و بے باکی میں اپنی مثال آپ تھے۔ تمام عمر ذوق الہی اور ہدایت خلق میں گزاری۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار نواں شہر سے پل موج دریا جاتے ہوئے جانب مغرب ایک گلی میں واقع ہے۔



حضرت شاہ دین بیراگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہ دین بیراگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے زاہد و عابد مشہور ہیں۔

تمام رات عبادت الہی میں بسر کرتے تھے۔ کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ

”انسان فرشتہ ہے بھوک اور پیٹ کی آتش جب بڑھ جاتی ہے تو یہ شیطان بن جاتا ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماع سے ہمیشہ پرہیز کرتے اور کبھی ایسی محفلوں میں تشریف نہ لے جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں!

”احوال تابع شریعت ہیں نہ کہ شریعت تابع احوال۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت ولی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار دولت گیٹ سے قلعہ کو جاتے ہوئے عملدار حسین کالج کے قریب واقع ہے۔



حضرت معصوم شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت بلند پایہ اخلاق سے مزین تھے۔ توکل تو واضح اور انکساری آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نمایاں صفات میں سے تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخاوت اور فیاضی کا چشمہ تھے۔ غرباء اور مساکین سے بے حد محبت فرماتے تھے۔ شریعت و طریقت کی پابندی کرتے اور ہمیشہ سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے۔

حضرت معصوم شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام اخلاق و عادات سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرون دولت گیٹ سلور کے کارخانے کے نزدیک واقع ہے۔ سڑک کا نام آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے ”معصوم شاہ روڈ“ ہے۔



حضرت بابا بر نے والے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصلی نام کتب سیر میں دستیاب نہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بابا بر نے والے کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ کے قصے زبان زد عام ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ تھے۔ دن رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے توکل کا یہ حال تھا کہ سوائے ایک بوری جو کہ زمین پر بچھا کر بیٹھے رہتے تھے کے علاوہ کچھ بھی پاس نہ تھا۔ ایک ہی وضو سے کئی کئی ہفتے تک نماز ادا کرتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض سے ہزاروں تشنگان نے اپنے دلوں کی پیاس بجھائی۔

حضرت بابا بر نے والے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار تھانہ حرم گیٹ کے ساتھ گلی میں ایک چبوترے پر واقع ہے۔



حضرت سید حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علوم ظاہری و روحانی میں ایک کامل و اکمل شخصیت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زہد و تقویٰ مشہور تھا۔ سکر و جذب کی کیفیت طاری رہتی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی روحانی تصرف سے ہزاروں بندگان خدا کو راہ حق سے آشنا کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار آوے والے دنگل کے مقابل ایک مقبرہ میں واقع ہے۔



حضرت شاہ رسال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہ رسال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حال و قال اور شریعت و طریقت میں عمل پیرا تھے۔ مغرب سے لے کر فجر تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ عبادت کا حال یہ تھا کہ تمام رات کبھی نہ جو اور کبھی رکوع میں گزر جاتی تھی۔

حضرت شاہ رسال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سماع کا ذوق رکھتے تھے اور اکثر اوقات سماع کے دوران وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ سادہ لباس اور قلیل غذا استعمال کرتے تھے۔ حضرت شاہ رسال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرون حرم گیت واقع ہے۔



حضرت سید حامد شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید حامد شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے صاحب فضل و کمال حضرات میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زہد و تقویٰ اور ریاضت و عبادت میں لاثانی اور قائم اللیل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام عمر خلق خدا کی خدمت میں بسر کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انہی اوصاف حمیدہ کی وجہ سے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کسب فیض کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور فیض یاب ہو کر جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض سے ہزاروں لوگوں نے فیض حاصل کیا۔

حضرت سید حامد شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بھی آوے والے دن گل کے سامنے حضرت سید حسین شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مغربی طرف واقع ہے۔



حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1299ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل اپنے والد محترم حضرت خواجہ نظام بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی جو کہ اپنے دور کے نابغہ روزگار شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرزمین ملتان میں سب سے زیادہ عبادت گزار اور زہد و تقویٰ کے حامل بزرگوں میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے اپنے دور کے تمام اولیاء میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور ساری رات عبادت و ریاضت میں بسر کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر تیسرے روز قرآن مجید کا ختم فرماتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید حافظ محمد دلدار بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ

”آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ اکثر عشاء کے وضو سے ہی نماز فجر ادا فرماتے تھے۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت ہی سادا غذا استعمال کرتے تھے۔ عمر کے آخری حصے میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی غذا صرف چند لقمے تھی۔

مؤذن جب اذان کی آواز بلند کرتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ مبارک آتے ہی ادب سے کھڑے ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ

اوج شریف میں عرس مبارک کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں تشریف فرماتے کہ اذان شروع ہوگئی اور جب مؤذن نے اذان دیتے ہوئے اشہدان محمد رسول اللہ کہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسب معمول کھڑے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقلید میں سارا مجمع کھڑا ہو گیا۔ حاضرین پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور ہر طرف سے سبحان اللہ کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔

حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ میں دہلی میں فرشتوں کا نزول کے عنوان پر سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق مضمون تحریر فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دن رات نوافل میں مشغول رہتے تھے۔ عوام و خواص والہانہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے تشریف لاتے تھے۔ حاجت مندوں کی ہر ممکن مالی اور روحانی امداد فرماتے اور سائل کو کبھی انکار نہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ انتہائی نورانی تھا اور مزاج انکسارانہ اور سادہ تھا۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرقپور شریف سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور دو راتیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس قیام فرمایا۔

ایک مرتبہ چشتیاں شریف میں حضرت قبلہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر دربار شریف کے سجادہ نشین کے ہاں ایک مجلس منعقد تھی۔ حضرت خواجہ محمد نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف فرماتے تھے۔ دوران مجلس حضرت خواجہ محمد نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یوں تو عرس مبارک پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں حاضر صرف ایک دیتا ہے۔ اُن کا اشارہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات کی طرف تھا۔

ایک مرتبہ ایک سفید ریش شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے 60 سال ہو گئے وظائف پڑھتے ہوئے لیکن تا حال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے محروم ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوئی وظیفہ بتائیں تاکہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس سے فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ مجھے زیارت کرا دیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کا سراپنی بغل میں لے کر مراقبہ کیا اور وہ شخص زیارت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوا اور خوشی خوشی رخصت ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندگی کے آخری ایام میں اپنے فرزند حضرت خواجہ حافظ محمد دلدار بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مصلے پر مامور کر دیا اور خود اُن کے پیچھے نماز ادا فرماتے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فرزند کو خاندانی روایات کے مطابق اپنا جانشین مقرر فرما دیا۔

حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال بروز ہفتہ 4 محرم الحرام 1379ھ بمطابق 11 جولائی 1959ء کو مسجد شریف کے اندر ہوا۔ بوقت وصال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور سب کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک اندرون حسین آگاہی محلہ کنگراں دربار عالیہ چشتیہ نظامیہ ملتان میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک 3، 4 محرم الحرام کو منعقد ہوتا ہے۔



اوج شریف میں عرس مبارک کے موقع پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں تشریف فرماتے کہ اذان شروع ہوگئی اور جب مؤذن نے اذان دیتے ہوئے اشہدان محمد رسول اللہ کہا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسب معمول کھڑے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقلید میں سارا مجمع کھڑا ہو گیا۔ حاضرین پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور ہر طرف سے سبحان اللہ کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔

حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں تشریف لے گئے تو حضرت خواجہ حسن نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ میں دہلی میں فرشتوں کا نزول کے عنوان پر سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق مضمون تحریر فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دن رات نوافل میں مشغول رہتے تھے۔ عوام و خواص والہانہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے تشریف لاتے تھے۔ حاجت مندوں کی ہر ممکن مالی اور روحانی امداد فرماتے اور سائل کو کبھی انکار نہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ انتہائی نورانی تھا اور مزاج انکسار نہ اور سادہ تھا۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرقپور شریف سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے اور دو راتیں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس قیام فرمایا۔

ایک مرتبہ چشتیاں شریف میں حضرت قبلہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر دربار شریف کے سجادہ نشین کے ہاں ایک مجلس منعقد تھی۔ حضرت خواجہ محمد نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف فرماتے تھے۔ دوران مجلس حضرت خواجہ محمد نظام الدین تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یوں تو عرس مبارک پر ہزاروں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے ہیں لیکن صحیح معنوں میں حاضر صرف ایک دیتا ہے۔ اُن کا اشارہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات کی طرف تھا۔

ایک مرتبہ ایک سفید ریش شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مجھے 60 سال ہو گئے وظائف پڑھتے ہوئے لیکن تا حال حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے محروم ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوئی وظیفہ بتائیں تاکہ میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو سکوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس سے فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کہتے کہ مجھے زیارت کرا دیں۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کا سراپنی بغل میں لے کر مراقبہ کیا اور وہ شخص زیارت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوا اور خوشی خوشی رخصت ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زندگی کے آخری ایام میں اپنے فرزند حضرت خواجہ حافظ محمد ولد اربخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مصلے پر مامور کر دیا اور خود اُن کے پیچھے نماز ادا فرماتے۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فرزند کو خاندانی روایات کے مطابق اپنا جانشین مقرر فرما دیا۔

حضرت خواجہ محمد حسین بخش چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال بروز ہفتہ 4 محرم الحرام 1379ھ بمطابق 11 جولائی 1959ء کو مسجد شریف کے اندر ہوا۔ بوقت وصال آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو رکعت نماز نفل ادا کی اور سب کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک اندرون حسین آگاہی محلہ کنگراں دربار عالیہ چشتیہ نظامیہ ملتان میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک 3، 4 محرم الحرام کو منعقد ہوتا ہے۔



حضرت سید حامد گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید حامد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے نہایت برگزیدہ اور عبادت گزار ولی اللہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ”ابوالفیض“ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے لقب ”گنج بخش“ سے مشہور ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ حسینی سید تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام سیدۃ النساء اُمۃ القوی صحت خاتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ کا شمار اپنے دور کی جلیل القدر اولیائے خواتین میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سن ولادت 1553ء ہے۔

حضرت سید حامد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیکی اور پارسائی کا دور دور تک چرچا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدان کی بھی کثیر تعداد موجود تھی۔

حضرت سید حامد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاس آبائی جاگیر کافی موجود تھی جو اپنی فطرتا سخاوت کی وجہ سے فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دی۔ اگر کوئی عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کوئی نذرانہ پیش کرتا تو وہ بھی فی سبیل اللہ خرچ کر دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنا کچھ ہوتے ہوئے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ بعض اوقات اس قدر نوازتے کہ ان کی پشتوں کے لئے کافی ہو جاتا۔

حضرت سید حامد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معرفت الہی میں کمال ذوق حاصل تھا۔ تعلیم اور تفہیم میں یگانہ روزگار تھے۔ جس مرید کی طرف بھی توجہ فرماتے تھے وہ کامل ہو جاتا تھا۔ برکات و کرامات کا ایسا فیضان ہوتا کہ وہ کامل سے اکل ہو جاتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب گنج بخش کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس کوئی بھی سوالی آتا خواہ اُسے دینی یا دنیاوی مسئلہ ہوتا اُس کی مدد ضرور فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خوارقِ عادت بے شمار ہیں۔ استقامتِ علیٰ الحق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل مقصد تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شجاعت و ولایت میں اپنے مورثِ اعلیٰ کے حقیقی وارث ثابت ہوئے۔

حضرت سید حامد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 1608ء میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک اپنے والد ماجد کے مزار مبارک سے جانب شرق واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیضان بعد از وصال بھی اسی طرح جاری و ساری ہے جس طرح حیاتِ زندگی میں جاری تھا۔ ہزاروں تشنگانِ علم یہاں پر آ کر اپنی پیاس بجھاتے ہیں۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں اور علم و عرفان کے موتی سمیٹتے ہیں۔

حضرت سید حامد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چار فرزند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چاروں فرزند ولی اللہ ہوئے۔ ان میں حضرت سید جان علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سید یار علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک سے غربی طرف متصل ہیں۔ اس کے علاوہ دو فرزند سید فتح علی موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سید دولت علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔



حضرت اللہ بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت اللہ بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسن و اخلاق کا پیکر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات علوم ظاہری و باطنی کا سرچشمہ تھی۔ جو کوئی بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا تھا وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدا داد صلاحیتوں سے متاثر ہو جاتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت عبادتِ الہی میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت اللہ بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتبِ بیر سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک اندرونِ حسین آگاہی واقع ہے۔



حضرت سید ابراہیم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید ابراہیم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے کامل اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ عشقِ الہی اور عبادت و ریاضت میں نابغہ روزگار تھے۔ ساری زندگی توکل اور قناعت میں بسر کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک محلہ گوشہ نشیناں میں ایک مسجد کے اندر جانب شمال واقع ہے۔



حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق جٹ سمرہ خاندان سے تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جھنگ سے ملتان تشریف لائے اور حضرت مولانا قاضی محمد یار خان پوری کے مرید ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فیض عام تھا اور ہر حاجت مند اپنی ضرورت خواہ دینی ہو یا دنیاوی حاضر ہوتا اور فیض حاصل کرتا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 28 شعبان المعظم 1319ھ کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار خانپوال روڈ پر واقع ہے۔



حضرت صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت و ریاضت میں یکتائے روزگار تھے۔ دنیا اور اہل دنیا سے بے نیاز اور اپنے عہد کے ممتاز بزرگان دین میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت صلاح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم حضرت فضل دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دادا حضرت مشرف الدین غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنے دور کے نابغہ روزگار میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پرنور بیرون بوہڑ گیٹ نزد اشار ہوٹل واقع ہے اور مرجع گاہ غلاق خاص و عام ہے۔



حضرت بھاون شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت بھاون شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے اپنے دور کے نامور اولیاء اللہ میں شامل ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت ولی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار کڑی داؤد خاں میں واقع ہے۔



حضرت منشی غلام حسن شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت منشی غلام حسن شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1302ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا نام منشی جان محمد تھا۔

حضرت منشی غلام حسن شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وسعت حق پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کیں۔ مرشد سے بے پناہ عقیدت تھی کہ روز و شب انہی کی خدمت میں گزارتے تھے۔ حضرت خواجہ محمد جمال ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلوک کی تمام منازل طے کرنے کے بعد اپنا خلیفہ اعظم بنایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک اچھے خوشنویس بھی تھے۔ لوگ دور دور سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تبرکات کتابیں لکھوانے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اردو، فارسی اور عربی زبانوں پر عبور حاصل تھا۔

حضرت منشی غلام حسن شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 19 محرم الحرام 1849ء کو انگریزوں کے حملہ ملتان کے دوران شہید ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار منشی صاحب کی خانقاہ کے نام سے موسوم ہے۔



حضرت مسکین رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مسکین رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی نابغہ روزگار شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک بیرون دولت گیٹ واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 1270ء میں ہوا۔ دیگر حالات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت پیر جندے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر جندے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرون دولت گیٹ، حافظ جمال روڈ کی سمت واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔



حضرت روچی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک کچی سرائے نزد عام خاص باغ بیرون دولت گیٹ میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات کے بارے میں کتب سیر سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔



حضرت مولوی محمد شفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پُر انور احاطہ مسجد خاص باغ بیرون دولت گیٹ واقع ہے۔ دیگر حالات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔



حضرت عبدالرشید زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت عبدالرشید زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون دہلی گیٹ چوڑی

سرائے میں محمد بن قاسم کی مسجد کے نزدیک واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت پیر مصاب شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت حکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔ دیگر حالات و واقعات مخفی ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اونا بجز روزگار صوفیاء میں ہوتا ہے۔



حضرت داؤد جہانیاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت و ریاضت کے دلدادہ تھے۔ سماع کا شوق رکھتے تھے اور دوران سماع اکثر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ مزاج انتہائی سادہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حملہ سادات بیرون دہلی گیٹ واقع ہے۔



حضرت بابا ہارون شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درویشی کامل تھے۔ صاحب دل اور فقر و فاقہ زہد و عبادت میں کمال رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقر و فاقہ میں نہایت صبر اور استقلال کا مظاہرہ کیا اور کبھی کسی سے کچھ طلب نہ فرماتے تھے۔

حضرت بابا ہارون شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت کریم النفس اور بااخلاق صفات

کے حامل تھے۔ سماع کا شوق رکھتے تھے اور اکثر اوقات سماع کے دوران حالت وجد طاری ہوتی تو زار و قطار گریہ شروع کر دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حرم گیت شاہ رسال روڈ پر واقع ہے۔



حضرت پیر مٹاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام فتح اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے لیکن پیر مٹاں کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب محبوب سبحانی حضور غوث اعظم و شگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حسین آگاہی محلہ سعد میں واقع ہے۔



حضرت قاضی مٹھور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات و واقعات بھی دیگر کئی اولیاء اللہ کی طرف پوشیدہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرون دولت گیت حافظ جمال روڈ پر واقع ہے۔



حضرت پیر دوست محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار گلی وال والی میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت سید فتح علی المعروف

سید موسیٰ پاک دین قدس سرہ العزیز

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام سید فتح علی اور کنیت ابوالفتح ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لیاقت و صداقت و علمی اور ریاضت بہت مشہور تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا نام سید علی علیہ السلام تھی۔ حضرت سید حامد علیہ السلام نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لیاقت میں ہی خلافت اور سجادگی سے نوازا دیا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد ماجد سے جو تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا شمار اپنے دور کی نامور اولیائے حق میں ہوتا تھا۔

حضرت سید فتح علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیدائش کا نام و وقت معلوم ہے کہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چھوٹے تھے تو والد ماجد نے آپ کو لایا اور آپ کو سزا دی کہ جو نماز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نماز سے غافل ہو گا اور جو روزہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا روزہ سے غافل ہو گا اور جو حج آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا حج سے غافل ہو گا اور جو عمرہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا عمرہ سے غافل ہو گا اور جو صدقہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا صدقہ سے غافل ہو گا اور جو نیک کام آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نیک کام سے غافل ہو گا اور جو روزہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا روزہ سے غافل ہو گا اور جو نماز والدہ ماجدہ نے گوارا نہ لیا کریں۔ چنانچہ وہ مجذوبہ بن گیا اور اس کا نام سید موسیٰ علیہ السلام رکھا گیا۔

کتب سیر میں بیان ہے کہ جس زمانہ میں حضرت سید فتح علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لیاقت علمی و صداقت عمل کا چرچا عام ہوا آپ نے اپنے والد ماجد سے کہا کہ میں نے

دیوانی لاہور مقرر فرمایا۔ مولانا مولوی محمد بقا فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سواری پر سوار تھے اور مجھ سمیت کچھ دیگر مسززیں بھی ہمراہ تھے۔ راستے میں ایک مجذوبہ عورت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ مجھے پہچانتے ہو؟ میں بوقت طفولیت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کا رتھی اور جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ جب نماز ادا کرنے لکڑی ہوتی تھیں تو میں گہوارے کو ہلاتی تھی اور یہاں لاہور میں بیٹھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گہوارے کو ہلایا کرتی تھی۔

حضرت سید فتح علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجذوبہ کی بات سن کر فرمایا کہ میں خود اپنے اعزاز سے ذکر کرنے والا تھا لیکن تم نے پہلے ہی بتا دیا۔

حضرت سید فتح علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک مرتبہ بادشاہ کے مقربین میں سے کسی امیر نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت کی۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں گئے تو دس خوان طرح طرح کے کھانوں سے سجا ہوا تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کھانے کے لئے تھوڑا سا نکالا اور کھانے کے لئے ابھی لقمہ لیا ہی تھا کہ کھانا مشکوک معلوم ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ کھانا شکاری کتوں کے آگے ڈالا تو وہ بھی سونگھ کر پیچھے ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس امیر سے فرمایا کہ اس مشتبہ طعام کو کتے بھی نہیں کھاتے تو میں بزرگوں کی اولاد میں سے ہو کر کس طرح کھا سکتا ہوں۔ امیر یہ سن کر شرمندہ ہو گیا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ جمالہا کمالی حضرت غوث صہبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے تو اُس وقت حضور غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”فرزند مہر کی! میرے مشابہ ہے اور جو شخص ان کے ادب و عزت کو

لمحظور کے گام میں اُس سے خوش رہوں گا۔“

اسی طرح شیخ عبدالقادر پان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ ایک رات مجھے حضور غوث صہبانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ

موسیٰ پاک دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی حضور کے ساتھ بنی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ حضرت موسیٰ پاک دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے ہے۔ لکھا ہے کہ جس طرح نبوت عظمیٰ مثل تھے اسی طرح کمالات میں بھی پورا اتباع تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شکل و شہادت میں حضرت غوث صدیقی حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشابہ تھے۔

بحر السرائر میں لکھا ہے کہ مولانا محمد بقاء ملتانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت موسیٰ پاک دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جب اندازہ لگایا ہے تو پھر اسی طرح ہونا تھا۔

کسی کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ وہ دریافت کرے کہ ان کلمات کا کیا مطلب ہے؟ مولانا بقاء ملتانی لکھتے ہیں کہ میں نے جرأت کہہ کے ان کلمات کا مطلب دریافت کیا کہ یہ ہماری فہم سے بالاتر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”دارالشکوہ جو والد کی طرف سے بلند اقبال تھا خدا تعالیٰ کی طرف سے بلند اقبال ہو گیا۔ اور نگ زیب سے شکست کھا گیا اور عالمگیر سلطنت کا مالک ہو گیا۔“

پندرہ دن بعد معلوم ہوا کہ اسی تاریخ کو اورنگ زیب عالمگیر فتح یاب ہو کر تخت نشین ہوا۔ ابھی لوگ اس شک میں تھے کہ سکہ تو مراد بخش کا جاری ہے سلطنت کیسے چلے گی۔ کچھ دن بعد مراد بخش کے قید ہونے کی بھی خبر آ گئی۔ شاہ جہاں محاصرہ میں آ گیا۔ مولانا بقاء ملتانی کہتے ہیں کہ ایک دن نضار کا ایک بڑا بھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بتا سکتے ہیں کہ میں کیوں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت سید موسیٰ پاک دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہاں میں جانتا ہوں تم حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام سے ماہر ہو گئے ہو۔

بجالایا اور فرمایا کہ مجھے عرصہ دراز سے شوق تھا کہ میں مسلمان ہوں لیکن میری تمنا یہ تھی کہ میں کسی مردِ حق کے دستِ حق پرست پر اسلام قبول کروں۔ رات کو مجھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ سید موسیٰ پاک دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے افضل اس زمانے میں کوئی نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس راہب کو کلمہ پڑھایا اور دائرہ اسلام میں داخل کیا۔

حضرت سید فتح علی المعروف سید موسیٰ پاک دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات بکثرت موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو لوگ بھی حاضر ہوتے ان پر الطاف و سلوک ظاہر ہوتے تھے۔ ہر ایک ساتھ عزت و احترام سے پیش آتے۔

حضرت سید فتح علی المعروف سید موسیٰ پاک دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1074ھ میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نمازِ جنازہ شروع ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سینے سے ہو ہو کی آوازیں بلند ہونا شروع ہو گئیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ مردہ جسم اور زندہ قلب والی مثال تھی۔ تمام حاضرین بعد از وصال یہ کرامت دیکھ کر حیران تھے۔

حضرت سید فتح علی المعروف سید موسیٰ پاک دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین صاحبزادے تھے۔ شیخ عبدالقادر سید حامد معروف عبدالوہاب اور سید حسین رحمہم اللہ۔ پہلے دونوں بھائی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پہلی بیوی خیر النساء اُمّہ الاول سیدہ گیلانیہ رزاقیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا تھیں۔ تیسرے بیٹے کی والدہ کا تعلق راجپوت قوم سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تینوں فرزندوں کا شمار اپنے دور کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا تھا۔



حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت گیارہویں صدی ہجری میں ملتان شہر کے قدیمی بارونق بازار کتب فروشاں اندرون پوٹریٹ میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد حضرت مولانا حافظ علی مدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار میں ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام ”مقبول الرحمن“ تھا لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد کے عطا کردہ نام ”علی مردان“ کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب اس دنیا میں تشریف لائے تو ہندوستان کی مختلف ریاستیں انگریزوں کے خلاف برسر پیکار تھیں۔ انگریزوں کا ابھی مکمل طور پر ہندوستان پر قبضہ نہ ہوا تھا۔ ملک کو انگریزوں کے قبضہ سے بچانے کے لئے مسلمان انگریزوں کے خلاف اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا رہے تھے۔ ملک کے سیاسی و معاشی حالات انتہائی بدتر تھے۔ اس زندگی اور موت کی جنگ میں ملتان بھی پیچھے نہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا حافظ علی مدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے خطبات اور درس و تدریس کے ذریعے انگریزوں کی غلامی سے مسلمانوں کو نجات دینے کے لئے برسر پیکار تھے۔

حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور قرآن پاک اور دیگر کتب الہی سے پڑھیں۔ اعلیٰ درجی تعلیم

کے لئے اس وقت کے نامور علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کی تدریسی محنت نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جلد ہی دینی علوم پر دسترس حاصل ہو گئی۔

حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد محترم کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حلقہ بہت وسیع تھا جس میں ملتان کے مذہبی اور پیشوا خاندان گیلانی، قریشی اور پٹھان کے علاوہ گرویزی خاندان کے اکابرین بھی شامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان لوگوں کو علوم اسلامیہ سے ہمکنار کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ کئی پشتوں سے حضرت حافظ عبدالقادر فقیر عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جا ملتا ہے۔

حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت محکم الدین سیرانی اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور اسی نسبت سے اویسی مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلد ہی محنت و ریاضت کی بدولت حضرت محکم الدین سیرانی اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرشد حضرت محکم الدین سیرانی اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک سمہ سٹہ میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

کتب سیر میں بیان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مساجد کی خدمات میں بھرپور حصہ لیا۔ تمام رات ملتان شہر کی مساجد میں وضو کے لئے پانی کا ذخیرہ کرتے تھے تاکہ صبح کی نماز کے وقت نمازیوں کو پانی میسر آسکے۔

حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ کبھی کبھی رات کو آرام کی غرض سے کمرے میں تشریف لے جاتے اور اکثر دیکھنے میں آیا کہ کمرے میں عبادت میں مصروف ہوتے اور جسم کا ہر عضو اللہ ہو کا ورد کر رہا ہوتا تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہاولپور بھی تشریف لے گئے تھے جہاں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زہد و تقویٰ زبان زد عام تھا۔ نواب آف

بہاولپور نے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ سنا تو عیالہ مندی کے لئے مسجد میں حاضر ہوئے۔ جب نواب آف بہاولپور تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام پاک میں مصروف تھے۔ نواب موصوف نے جب مسجد میں قدم رکھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گم پایا تو کافی دیر انتظار کرنے کے بعد مایوس ہو کر چلے گئے۔ نواب کے جاتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ اُس مقام پر ظاہر ہو گئے۔ جب مریدین نے وجہ دریافت کی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”میں اُس وقت کائنات کے خالق بارگاہ رب العزت کے حضور حاضری دے رہا تھا تو یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ میں دنیا کی ایک ریاست کے حکمران کو ملتا۔ نواب موصوف اللہ جل شانہ کے بننے میں رکاوٹ کا باعث تھا۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت سادگی سے زندگی گزارتے تھے۔ کئی کئی پہر فاقے میں گزار دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کوئی سوال آتا تو اُس کا سوال پورا کرنے کی کوشش کرتے۔

بہاولپور سے واپسی پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوبارہ ملتان میں آ کر قیام پذیر ہو گئے اور درس و تدریس کے علاوہ اپنے زورِ خطابت سے انگریزوں کے خلاف صفِ آراء ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے انگریز کا نام لینا بھی گناہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں میں حضرت خواجہ مولانا عبید اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا مزار اہل کپڑی افغاناں میں واقع ہے، خواجہ مولانا خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا مزار اہل میوالہ میں ہے اور سرانیکی کے عظیم شاعر اور بزرگ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شامل ہیں۔ ان حضرات نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربارِ فیض سے روحانی فیض حاصل کیا۔

حضرت خواجہ پیر علی مردانی ایسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اور وقتِ جلالت میں گزرتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی میں ان حضرات کی خدمت میں بیٹھ کر کئی کئی

میں بسر کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 25 رجب المرجب 1282ھ میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک چوک شہیداں اور حرم گیٹ کے درمیان والی سڑک اکبر روڈ پر واقع ہے۔ حضرت مولانا مخدوم قادر بخش اویسی المعروف مخدوم جندوڑہ اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزار مبارک تعمیر کروایا۔ مزار مبارک کے اندر سماع ہال ہے اور اس سے ملحقہ قبرستان ہے۔ مزار کے اندر حجرے بھی تعمیر کروائے جو سجادہ نشین حضرات کے لئے مخصوص ہیں۔ مزار کے ساتھ ایک عالی شان مسجد بھی موجود ہے جو کہ رشد و ہدایت کا مینارہ ہے۔

حضرت خواجہ پیر علی مردان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو بیٹے حضرت مولانا پیر غوث بخش اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مولانا مخدوم قادر بخش اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پسران میں چھوڑے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا مخدوم قادر بخش اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد محترم کی طرح اپنی عبادت و ریاضت میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مخدوم جندوڑہ اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت مخدوم جندوڑہ اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دین کی تبلیغ کے لئے ملتان سے باہر کئی علاقوں کا سفر کیا۔ ہزاروں فضلاء نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روحانی اور دنیاوی علوم حاصل کئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روحانی حلقہ پورے ہندوستان میں پھیلا ہوا ہے۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ امام بخش اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام قابل ذکر ہیں جنہوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا اور بلند مقام کے حامل ہوئے۔



حضرت پیر مولانا عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سرزمین پاک و ہند میں جن اولیاء اللہ نے کفر و شرک کے خلاف جہاد کیا اور دین کی ترویج و اشاعت کے لئے اپنی زندگی وقف کی ان میں سے ایک نام حضرت پیر مولانا عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شاہ یوسف گرویزی ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شاہ شمس بہزاد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شاہد کن الدین وال عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت حافظ جمال ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر اولیائے حضرات جن کا تعلق ملتان سے تھا کہ طرح اسلام کی سر بلندی کے لئے تعمیری کام کیا۔ یہ انہی بزرگان دین کا روحانی فیض ہے کہ ملتان شہر اور اس کے گرد و نواح میں اسلام کو فروغ حاصل ہوا۔

ملتان جو کہ ان ہستیوں کے آنے سے پہلے ظلم و ستم اور کفر کا گوارا تھا اسلام کا قلعہ بن کر ابھرا۔ یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان میں تمام کاغذی فکر کو کون کی بڑی دینی علوم کا ہیں ملتان میں واقع ہیں۔ انہی بزرگوں کی شب و روز کی محنتوں کا نتیجہ ہے کہ ملتان پر آج بھی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے۔ ملتان کو اولیاء اللہ کا شہر ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ ہزاروں لوگ روزانہ ان بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہو کر روحانی فیض حاصل کرتے ہیں اور اپنی دلی مرادوں کو پاتے ہیں۔ ان کے مزارات پر حاضر ہو کر سکون قلبی حاصل کرتے ہیں۔ یہ حضرت پیر مولانا عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے اولیائے کرام کا فیض ہی ہے کہ آج

سرزمین پاک و ہند میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان موجود ہیں۔

حضرت پیر مولانا عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات خصوصی اہمیت کی حامل اس لئے بھی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی پوری زندگی فقر و فاقہ میں بسر کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ ملتان میں سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگان میں ہوتا ہے۔

حضرت پیر مولانا عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو چیز بھی آتی اُسے راہِ خدا میں خرچ کر دیتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اسی سخاوت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی بھی زندگی بھر میں صاحبِ نصاب نہ ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سادگی اور پرہیزگاری کی وجہ سے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ”موحد پیر“ کہتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شرک و بدعت سے سخت نفرت تھی۔ اس بارے میں ایک واقعہ بھی کتب سیر میں درج ہے۔

ایک مرتبہ ایک رئیس کا اکلوتا لڑکا شدید بیمار ہو گیا۔ کسی نے اُس رئیس سے کہا کہ اس لڑکے کو جنڈی کی پرستش کروائی جائے تو یہ صحت یاب ہو جائے گا۔ رئیس نے لڑکے کو جنڈی کی پرستش کروائی لیکن وہ پھر بھی جانبر نہ ہو سکا اور وفات پا گیا۔ اُس رئیس کو اس بات کا شدید غم تھا کہ اُس کا اکلوتا بیٹا اس دنیا سے چلا گیا۔

حضرت پیر مولانا عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس رئیس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ

”میں تعزیت کی بجائے تمہیں تنبیہ کرنے آیا ہوں۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ بات سن کر ساتھ آئے لوگ گھبرا گئے کہ کہیں یہ رئیس کوئی بد تمیزی نہ کر دے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس رئیس کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا!

”کتنا سستا سدا ہے کہ جان چلی گئی لیکن ایمان بچ گیا۔“

پھر فرمایا!

”اگر یہ بچہ بچ جاتا تو لوگوں کا فلاح عقیدہ اور مضبوط ہو جاتا کہ ہندو کی پوجا کرنے سے مریض صحت یاب ہو جاتے ہیں۔ اس طرح وہ شرک و بدعت میں مصروف ہو جاتے۔“

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شرک و بدعت سے کتنی نفرت تھی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں توحید انہجائی درجے تک راسخ تھی۔ کتب سیر میں بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور رقم کی ایک تھیلی خدمت میں پیش کرتے ہوئے بولا کہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے لڑکا عطا فرمائے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کی رقم واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ ”میں نے خدا تعالیٰ سے ٹھیکہ نہیں لے رکھا کہ نذرانہ لوں اور بیٹا دلوں۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ساری زندگی اشاعت اسلام میں بسر ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ترویج دین و تدریس میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ علم میراث میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کمال و درجہ حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم میراث پر ایک رسالہ بھی تحریر فرمایا جس کو درس نظامی میں سہ اول کی حیثیت رکھتا ہے۔ رسالہ علم میراث کے علاوہ بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سو کے قریب تصنیفات تحریر کی ہیں جن میں سے اکثر غیر مطبوعہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور تصنیفات میں تحفہ زنان، عیوب النفس، رسالہ نحو و حدیث، کائنات سرحد فی المعارف، رسالہ طائیفہ رسالہ فی قبول الہلوا یا والذرو غیرہ شامل ہیں۔

حضرت پیر مولانا عبید اللہ ملتانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی میں اس کتاب

کی تعمیر میں بھی حصہ لیا جو آج بھی درس و تدریس اور اشاعت اسلام میں نمایاں مقام رکھتی ہیں۔ ان مساجد میں نمایاں مساجد جامع مسجد صدر جھنگ، جامع مسجد نزد درگاہ خواجہ صاحب، جامع مسجد خیر پور شریف، ٹامیوالی بہاولپور شامل ہیں۔

حضرت پیر مولانا عبید اللہ ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تلامذہ اور خلفاء کی فہرست بھی بہت طویل ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ مشہور صوفی شاعر حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسب فیض حاصل کیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ ساری زندگی دریا کا پانی پیا۔ ساری زندگی عبادت و ریاضت اور ترویج و اشاعت دین اسلام میں بسر کی۔ ہمیشہ صاف ستھرے لباس استعمال فرماتے۔ غذا ہمیشہ قلیل مقدار میں لیتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی انہی خصوصیات کی وجہ سے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ”خاصے والے پیر“ کے نام سے پکارتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو نصیحت کی کہ ”میں نے زندگی بھر مشتبہ مال سے پرہیز کیا ہے۔ لہذا میرے پاس اس وقت صرف چالیس روپے موجود ہیں جو میری حق حلال کی کمائی سے ہیں انہی سے میری تجھیز و تکفین کرنا۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بارے میں کتب سیر میں مختلف بیانات موجود ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا عرس مبارک جمادی الاول کے مہینے میں ہوتا ہے جس میں ملک بھر سے ہزاروں عقیدت مند حاضر ہو کر نذرانہ عقیدت پیش کرتے ہیں۔



حضرت حافظ اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

یوں تو شہر ملتان کئی برسوں سے بزرگوں اور اولیاء اللہ کا مسکن ہے اور یہی شہر
 اولیاء اللہ حضرات یہاں رونق افروز رہے ہیں لیکن ان اولیاء اللہ میں ایک ذات ایسی بھی تھی
 جو کہ فانی القرآن تھی۔ جن کی گفتگو اور کردار کا مرکز قرآن کریم تھا۔ جنہوں نے اپنی ہماری
 زندگی قرآن حکیم کے علوم کی اشاعت اور درس و تدریس کے لئے وقف کر دی تھی۔ وہ اپنے
 اس کام میں سچی لگن کے ساتھ لوگوں کے دلوں کو روشن کرتے رہے اور سو سال تک یہ ستارہ
 ملتان شہر میں جگمگاتا رہا۔ یہ بزرگ سرزمین چاک و ہند میں ”قبلہ عالم ملتان“ کے عظیم
 مشہور ہوئے۔

حضرت قبلہ ملتان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ
 اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ کا شجرہ نسب کئی واسطوں سے ہوتا ہوا حضرت علی شیر
 خدامولا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔

حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد شریف کے مشہور تالیف
 روزگار اور روحانی پیشوا حضور غوث اعظم سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ کی اولادِ پاک کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ کمال پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے
 پرست پر بیعت ہوئے اور ان سے ظاہری و روحانی تعلیم حاصل کی۔

حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین چونکہ مکہ میں رہائش
 پذیر تھے اور آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مکہ مکرمہ سے سات سال کی عمر میں حضرت خواجہ کمال پاک
 رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اٹھارہ سال تک ان کی خدمت میں رہ کر

سلوک کی منازل کو طے کیا۔

حضرت خواجہ کمال پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نامور اُستادہ میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جید عالم اور اجل ترین حفاظ میں شمار کئے جاتے تھے۔ حضرت خواجہ کمال پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شہرہ پوری دنیا میں مشہور تھا اسی لئے بھی حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی شیخ طریقت کی تمام صفات کو من و عن اپنایا اور انہی کی طرح عالم باعمل اور عظیم روحانی پیشوا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد پاک کی طرح علم و قرأت کے امام اور قرآن پاک کے معلم تسلیم کئے جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد پورے برصغیر پاک و ہند میں پھیلے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ ایران افغانستان اور دیگر اسلامی ممالک سے بھی لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کسب فیض حاصل کرتے۔

حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان میں 936ھ میں وارد ہوئے۔ اُس وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک صرف 25 سال تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پیر و مرشد کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے ملتان میں ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی۔ یہ مدرسہ حرم دروازے کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد میں قائم ہوا جس میں طالبانِ حق و معرفت کا ہمہ وقت ہجوم لگا رہتا۔

حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامات میں سے ایک کرامت یہ بھی تھی کہ کند سے کند ذہن والا بچہ بھی چند ہی دنوں میں قرآن پاک کو حفظ کر لیتا تھا۔ وہ بچہ ایسا شرح صدر اور ایسا منور دماغ ہوتا کہ پھر کبھی ساری زندگی قرآن پاک کو نہیں بھولتا تھا۔ حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ زندہ کرامت آج بھی موجود ہے اور مشہور ہے کہ جو شخص بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ پر جا کر ایک ہفتہ قرآن پاک کی تلاوت شوقِ ابرادب سے کرے اُس کا سینہ علوم قرآنیہ سے کھل جاتا ہے۔

حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیگر اولیائے اللہ کی طرح اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے بے پناہ محبت و اُلفت رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خلق خدا کے سچے خیر خواہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ذاتی خرچ سے ان طلباء کے لئے جو دنیاوی غیر سے علم کے حصول کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں تشریف لائے تھے، لئے ایک عظیم الشان درسگاہ تعمیر کروائی۔ اس درس گاہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مصلحتاً حق کو درس و تدریس کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ مسافروں اور طلباء کے لئے ایک بہت بڑا لنگر خانہ بھی اس درسگاہ سے متصل تھا جہاں ایک وقت میں سینکڑوں آدمی کھانا کھاتے تھے۔

حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمان ہنر یہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس دور میں موجود کئی نام نہاد پیروں کی طرح لوگوں کو لوٹے اور فریب دینے کے لئے خدا اور اُس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام استعمال نہ کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ذاتی محنت کی کمائی سے دین و دنیا کی خدمت کی۔

حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ درجے کے طبیب بھی تھے۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس دنیاوی بیماریوں کے سلسلے میں بھی حاضر ہوتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے لئے شافی علاج تجویز فرماتے۔ اُس وقت کے سلاطین اور امراء کی بھی خاصی بڑی تعداد علاج معالجہ کے لئے حاضر ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سے کبھی بھی اس انداز میں پیش نہ آتے کہ جس سے عام لوگوں کی کوئی دل آزاری ہو۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس ضمن میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کی حدیث کا حوالہ بھی دیتے تھے کہ

”اسلام عوام میں پیدا کیا گیا ہے اور یہ عوام میں ترقی پذیر ہوا ہے اور

عوام کی طرف لوٹ آئے گا۔“

سلاطین اور امراء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش نہ آتے اور ان سے

کرتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہ نڈرائے عوام اور مساکین میں تقسیم فرماتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی خصوصی توجہ دی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خاندان کی ہر بچی کے لئے قرآن پاک کا حفظ کرنا اور بچہ کے لئے قرآن کا علم حاصل کرنا فرض قرار دیا تھا۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ روایت سو سال گزرنے کے باوجود اب بھی خاندان میں قائم ہے۔

رشد و ہدایت کا یہ ستارہ 75 برس تک ملتان شہر پر رونق افزار ہنے کے بعد 1011ھ میں سو سال کی عمر مبارک میں اس عالم جاودانی سے کوچ کر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک ملتان شہر کے ریلوے اسٹیشن سے جنوب کی سمت واقع ہے۔ یہ مزار ملتان شہر کی تاریخی مسجد مسجد طوطلاں کے عقب میں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر ہزاروں متلاشیانِ حق حاضر ہوتے ہیں اور کسب فیض پاتے ہیں۔

حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درس و تدریس کے تصنیفات بھی فرمائیں۔ یہ تصنیفات رشد و ہدایت کے خواہش مند حضرات کے لئے ایک درس گاہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان تصنیفات میں بیاض قلب، رسالہ مرآة الحق مشہور ہیں۔

حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں حضرت خواجہ امام بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت خواجہ احمد یار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر بزرگ مشہور ہیں۔ حضرت شیخ حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خلفاء کو حکم دیا تھا کہ ان کا مزار مبارک تعمیر نہ کیا جائے اور قبر مبارک کو کچا رکھا جائے۔ کافی عرصہ گزرنے کے بعد ملتان کے ایک نیک دل حاکم نواب مظفر نے قبر مبارک کو پختہ کروایا اور مزار مبارک تعمیر کروایا۔



حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 11 رجب المرجب 1196ھ کو اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے ہوتا ہوا حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جد امجد حضرت شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خراسان سے ملتان تشریف لائے تھے۔ حضرت شیخ فخر الدین عراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار دمشق میں حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں مرجع گاہ خلافت خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد جمال اللہ ملتان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کیں۔ اس سلسلے میں کتب سیر میں ذیل کا واقعہ مذکور ہے۔

ایک روز خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد جمال اللہ ملتان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ مجلس میں تشریف فرما تھے اور مریدین حلقہ بگوش تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مریدین کو نصیحت فرما رہے تھے کہ اچانک بات کرتے ہوئے فرمایا!

”ہماری مجلس میں ایک شاہ باز تشریف لارہے ہیں۔“

تمام مریدین کی نگاہیں اُس ہستی کے دیدار کی منتظر ہو گئیں کہ وہ ہستی کون ہے جسے خواجہ خواجگان شاہ باز کہہ رہے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد وہ شاہ باز جنہیں لوگ کلیم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے جانتے تھے تشریف لائے۔ حضرت خواجہ حافظ جمال اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں بڑی عزت و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا اور اپنے حلقہ ارادت میں شامل

کیا اور سلوک و معرفت کی منازل طے کروائیں۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لوگ ”شیخ مکرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ“ کے نام سے جانتے ہیں اور مرشد پاک نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ”شاہ باز“ کا لقب عطا فرمایا۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملتان میں ایک مسجد اور مدرسہ بھی تعمیر کروایا اور تبلیغ دین کے لئے اپنی ساری زندگی کو وقف کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ میں ہر وقت طلباء کا ہجوم رہتا تھا۔ تمام طالب علموں کو ایک وقت کا کھانا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے ملتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز فجر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ تک ذکر الہی میں مشغول رہتے تھے۔ بعد از فراغت طالبان دن کو درس دیا کرتے تھے۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان میں لکنت تھی اس لئے بعد اوقات تقریر کے دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خاموش ہو جاتے تھے۔ مگر سبحان اللہ جو فقرہ بھی زبان مبارک سے ادا کرتے وہ گوہر نایاب ہوتا تھا۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علم دین پر بڑا شغف حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وہ تمام کتب جو اُس وقت مروجہ تھیں از بر تھیں۔ کتب سیر میں اس بارے میں ذیل کا واقعہ مذکور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک شاگرد کتاب ”غایۃ التحقیق“ پڑھا کرتا تھا۔ اس کتاب کے کچھ درمیانی اوراق اُس شاگرد سے گم ہو گئے جس کی وجہ سے وہ سخت پریشان تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کی پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے وہ درمیانی اوراق اُس کو تحریر فرما دیئے۔ وہ شاگرد وقتی طور پر تو مطمئن ہو گیا لیکن اُس نے کتاب کی تلاش جاری رکھی۔ بالآخر کچھ عرصے کے بعد اُس کو غایۃ التحقیق کا دوسرا نسخہ دستیاب ہو گیا۔ اُس نے اپنے گمشدہ اوراق اور حضرت کے تحریر کردہ اوراق کا موازنہ کیا تو اُس نے تحریر میں کچھ فرق نہ پایا۔ تحریر میں کسی بھی لفظ کی کوئی معمولی سی غلطی بھی موجود نہ تھی۔ وہ آ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر پڑا اور معافی کا خواستگار ہوا۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی عظمت کا ایک اور واقعہ کتب سیر میں مذکور ہے کہ ایک خراسان کے حاکم کو ایک مشکل مسئلہ آن پڑا۔ اُس نے خراسان کے تمام علمائے کرام سے اس مسئلے کے حل کے لئے رابطہ کیا لیکن کسی سے بھی کوئی ثنائی جواب نہ مل سکا۔ اُس نے اپنے ایک خصوصی ایلچی کو ہندوستان بھیجا کہ وہ ہندوستان میں موجود تمام علمائے کرام سے اس کے ثنائی جواب کے لئے رابطہ کرے۔ وہ ایلچی ہندوستان میں مختلف مقامات پر گیا لیکن اُس کو ثنائی جواب نہ مل سکا۔ وہ ناامید ہو کر واپس خراسان کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں اُسے حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ نظر آئی تو اُن کی خدمت میں حاضر ہوا۔

حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس انہی دنوں کوٹ مٹھن شریف کے قاضی القضا حضرت خواجہ عاقل محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تشریف فرما تھے۔ ایلچی نے حاکم خراسان کا مسئلہ ان دونوں حضرات کے گوش گزار کیا تو ان دونوں حضرات نے ملتان میں حضرت موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔

وہ ایلچی ملتان تشریف لایا اور حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر حاکم خراسان کا مسئلہ پیش کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کچھ ہی دیر میں اُس مسئلہ کا جواب تحریر فرما کر اُس ایلچی کو دے دیا۔ اُس ایلچی نے شکرانہ کے طور پر نذرانہ پیش کیا جسے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس وقت موجود طلباء میں تقسیم کر دیا۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عملی نمونہ تھے۔ سادگی کو پسند فرماتے تھے اور ہر کام کو اپنے ہاتھ سے کرتے اور جمع دیتے تھے۔ مسجد میں لوگوں کے لئے وضو کا پانی خود اپنے ہاتھوں سے بھرتے تھے۔ اگر کبھی کوئی شاگرد یا عقیدت مند عرض کرتا تو فرماتے کہ تمہارا وقت قیمتی ہے تم اپنے علم کی طرف توجہ دینیہ کام میں خود کر لوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل علاقہ کے سزاگاہ اور بیماروں کو

خود خیال رکھتے تھے اور ان کے دروازوں پر جا کر ان کی خدمت کرتے تھے۔ گرمی کے موسم میں ان کے گھڑے پانی سے بھرتے تھے۔

جیسا کہ سطور بالا میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عملی نمونہ تھی اس لئے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے دوپہر کو قیلولہ فرماتے تھے۔ نمازِ ظہر سے فارغ ہونے کے بعد ذکر الہی میں مشغول ہو جاتے تھے۔ تلاوتِ قرآن پاک، دلائل شریف، ختم خواجگان اور وظائف ماثورہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روزانہ کے معمولات میں شامل تھے۔ نمازِ مغرب سے لے کر نمازِ عشاء تک نوافل وغیرہ میں مصروف رہتے تھے۔ نمازِ عشاء دیر سے ادا فرماتے اور نمازِ عشاء کی ادائیگی کے بعد گھر تشریف لے جاتے تھے۔ کچھ دیر آرام فرماتے اور پھر اس کے بعد تہجد کی نماز کے لئے دوبارہ مسجد میں آ جاتے تھے اور نمازِ تہجد سے فارغ ہونے کے بعد ذکر الہی میں مشغول ہو جاتے تھے۔

نواب مظفر خاں صاحب مرحوم کو حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شاگردِ رشید ہونے کا فخر حاصل تھا۔ وہ باقاعدہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تھے تحائف اور نذرانے پیش کرتے رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ نذرانے طالب علموں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔

نواب مظفر خاں کی یہ حسرت کبھی بھی پوری نہ ہو سکی کہ اس کے تحائف و نذرانے حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود مصرف میں لائیں۔

ملک بھر میں سے خواص و عام کی ایک بہت بڑی تعداد شہد کی مکھیوں کی طرح حاضر خدمت ہوتی تھی۔ وظائف سے فارغ ہونے کے بعد نہایت اطمینان سے ہر ایک کی درخواست سنتے تھے۔ طالبانِ دین و دنیا سب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مستفید ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر ایک کو شریعت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر چلنے کی تاکید فرماتے۔ خلافِ شرع امور کے سخت خلاف تھے۔ کسی کی دل آزاری سے سختی سے منع

فرماتے تھے اور ایسے لوگوں کی اصلاح کی حتی الامکان کوشش کرنے لگے۔
حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ ارادت میں اولیت کے
لئے لوگ دور دراز سے سفر کر کے تشریف لاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کو بہت نہ
فرماتے تھے بلکہ نصیحت فرماتے اور کہتے کہ میں اس بوجھ کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں
رکھتا۔ مگر جو لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات منبع البرکات سے بڑی عقیدت ہوتی تو
آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کا ذوق دیکھ کر حلقہ ارادت میں شامل فرما لیتے۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے شب قدر کی
سعادت حاصل ہوئی اور اس کے بعد میں نے جس کے لئے دعائے خیر کی وہ قبول ہوئی۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ
تھے۔ ایک مرتبہ ملتان شہر میں سخت قحط پڑا۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں
حاضر ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نرمیاً کہ دودھ چاول پکا کر بچوں کو ہراہ لے کر
عید گاہ پہنچو اور دودھ چاول کھاؤ۔ بچے جب پانی مانگیں تو بارش کے لئے دعا کرو۔ لوگوں کا
ایسا کرنا تھا کہ اتنی بارش ہوئی کہ سارا ملتان جل تھل ہو گیا۔

ایک مرتبہ ملتان میں شدید سیلاب آیا اور سارا شہر پانی سے بھر گیا۔ لوگوں نے آپ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دعا کی درخواست کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وضو کیا اور پانی کے
قریب مصلے بچھا کر دو رکعت نماز نفل ادا کی۔ نماز سے فارغ ہوئے تو پانی نے آگے بڑھ کر قدم
بوسی کی اور واپس ہو گیا۔ کچھ دیر بعد ایسی کیفیت تھی کہ جیسے کئی سیلاب ہی نہ آیا ہو۔

حضرت خواجہ محمد موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 65 سال تک طالبانِ حق کو منور
کرنے کے بعد اس جہانِ قافی سے کوچ کر گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک محلہ
کمانگراں میں مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت سید عبدالقادر ثالث پان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام عبدالقادر اور لقب مخدوم ثالث اور پان اور کنیت ابوالخیر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کا نام لمتہ الاول اور لقب خیر النساء تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کا شمار اپنے دور کی نابغہ روزگار خواتین میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کا تعلق خاندان سادات گیلانیہ سے تھا اور رزاقی سیدہ تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کے بارے میں کتب ہیر میں درج ہے کہ وہ اپنی عبادت و ریاضت میں یکتائے زمانہ تھیں اور کشف قلوب اور معارف کا پورا حصہ ان کے پاس تھا۔ حضرت لمتہ الاول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتی ہیں کہ مجھے ہر شب جمعہ کو حضرت سیدۃ النساء بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت نصیب ہوتی۔

حضرت لمتہ الاول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ایک مرتبہ مراقبہ میں مشغول تھیں۔ مراقبہ سے فارغ ہونے کے بعد کہنے لگیں کہ میرے بھائی ہدایت اللہ انتقال کر گئے ہیں اس لئے تعزیت کی رسم ہونی چاہئے۔ ایک ماہ بعد جب بھائی کی وفات کا خط آیا تو اس پر وہی وفات کی وہی تاریخ درج تھی جس تاریخ کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے تعزیت کی تھی۔

حضرت لمتہ الاول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتی ہیں کہ جب عبدالقادر میرے شکم میں تھے تو اس وقت میری کیفیت یہ ہوتی تھی کہ میں جب وضو کر کے قرآن مجید کی تلاوت کرتی تو میرے شکم میں جنبش پیدا ہو جاتی تھی اور جب تلاوت سے رُک جاتی تو جنبش بھی رُک جاتی تھی۔

حضرت سید عبدالقادر ثالث پان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 12 ذیقعد 1026ھ کو اس

دنیا میں تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیدائش کے کیا دن تک دودھ نہ پیا۔
 آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد سے منقول ہے کہ ایک صبح مجھے حضور
 غوثِ ممدانی محبوبِ سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت
 باسعادت نصیب ہوئی۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اس مولود
 مسعود کو دکھا کر فرمایا کہ میری رضا جوئی مطلوب ہے تو اس کی تربیت کا خیال رکھنا کیونکہ یہ
 اپنے وقت کا قطب ہوگا۔ کتب سیر میں موجود ہے کہ اس اشارہ میں حضرت سید عبدالقادر
 ثالث پان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر ہوئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اگر ہمارے
 اسلاف میں سے کسی نے بھی اپنے فرزند کے ہاتھ پر بیعت کی ہوتی تو میں بھی اس سے دریغ
 نہ کرتا۔ تجھے وہ مرتبہ ملا ہے کہ جس کا تقاضہ مشیت ایزدی سے یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ کی فرمانبرداری کی جائے۔

شیخ بقا محمد سے کتب سیر میں منقول ہے کہ میں حضرت سید موسیٰ پاک دین رحمۃ
 اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں بھکر میں تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان العارفين سید شاہ
 محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو وقت کے غوث تھے سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اتفاقاً
 سید محمود شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت مجھ کو نہ حالت میں رقص کناں تھے۔ سید موسیٰ پاک
 دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خیال آیا کہ اگر شاہ محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حالت میں
 میری طرف متوجہ ہوتے اور دعا فرماتے تو بہتر تھا۔ حضرت شاہ محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ
 علیہ نے لب کشائی کرتے ہوئے فرمایا!

”اے موسیٰ! جس مرتبہ پر تو نے ترقی کی ہے وہ تو تجھ پر ظاہر ہے لیکن
 تیرے گھر ایک فرزند پیدا ہوگا جس کا مرتبہ عظیم ہوگا۔“
 حضرت سید عبدالقادر ثالث پان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت
 بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے منقول ہے کہ میرے والد آسم کے درخت کے نیچے
 پڑھا رہے تھے کہ اس اثناء میں بارش شروع ہوئی۔ حضرت سید عبدالقادر ثالث پان رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ہاتھ کا اشارہ کیا تو بارش رُک گئی۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ایک شخص نے ملازم کے ہاتھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہلا بھیجا کہ فلاں خادم برائے حصول ملازمت حاضر ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواباً پیغام بھیجا کہ اُسے کہو کہ کھانا کھا کر چلا جائے۔ اُس نے پیغام بھیجا کہ گھر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دولت کے تصدق کھایا کرتا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھر دوبارہ فرمان بھیجا کہ اسے کہو بیٹھ جائے اور کھانا کھالے۔ اُس نے پھر عذر کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تیسری مرتبہ بھی یہی پیغام کہلوا بھیجوا یا۔ اُس نے معذرت کی اور رخصت کی عرض کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اُس کے اختیار میں ہے۔ وہ شخص اٹھ کر چلا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس کا رزق بند ہو چکا ہے۔ ہم نے چاہا تھا کہ وہ کچھ عرصہ اور زندہ رہے لیکن اُس نے خود ہی نہ چاہا۔ بعد میں پتہ چلا کہ وہ شخص جاتے ہی انتقال کر گیا۔

کتب سیر میں روایت ہوتا ہے کہ ایک بندہ ایک شب بجمال سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوا۔ حضرت سید عبدالقادر ثالث پان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بغل میں تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اُن کو چوم رہے تھے۔

وہ شخص صبح بیدار ہوتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چاہا کہ بات کا خواب بیان کرے لیکن اُس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس سے فرمایا کہ بہتر ہے نا اہل کو محرم اسرار نہ بنایا جائے۔ وہ سمجھ گیا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مطلب عدم اظہار ہے۔ چنانچہ وہ شخص قدم بوسی کر کے واپس تشریف لے گیا۔

گھر واپس لوٹتے وقت اُس شخص کے دل میں خیال آیا کہ میں بھلا کیوں امرار کے اظہار کے درپے ہوں۔ ابھی یہ بات اُس کے دل میں ہی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ با آواز بلند فرمایا کہ شاباش! اس راہ میں ایسا ہی ہونا چاہئے۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ حضرت سید عبدالقادر غالب پان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں اُن کے ایک ہم عصر اور باکمال درویش حضرت سید شاہ نظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ تھے۔ حضرت سید شاہ نظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں حضرات پنجتن پاک کی زیارت نصیب ہوئی۔ انہوں نے حضرت سید عبدالقادر غالب پان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا تخت پوش دکھا کر فرمایا کہ اس پر سونا چاہئے۔ حضرت سید شاہ نظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے۔

صبح ہوئی تو حضرت سید عبدالقادر غالب پان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا تخت حضرت سید شاہ نظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھجوا دیا۔ حضرت شاہ نظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ تخت پوش واپس کرتے ہوئے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے وہ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیداری میں حاصل کیا ہے لیکن میں نے اُس وقت بھی معذرت کر لی تھی اور اب بھی معافی کا خواستگار ہوں۔

حضرت سید عبدالقادر غالب پان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے مشہور و معروف عارف اور بڑے زہد میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1672ء میں اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندگان زندگی میں ہی اس جہان فانی سے کوچ فرما چکے تھے اس لئے آپ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے حضرت شیخ سید محمد غوث ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔

حضرت سید عبدالقادر غالب پان رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا حزار میل تک آج بھی مہمان میں مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت مخدوم سید محمد غوث ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام سید محمد غوث، کنیت ابوالحسن اور لقب جمال الدین تھا۔ سادات گیلانی خاندان سے تعلق تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ سیدہ بی بی خاتون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا تعلق حسینی سادات سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے مشہور تھیں۔

حضرت مخدوم سید محمد غوث ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت 29 جمادی الاول 1078ھ کو ہوئی۔

حضرت مخدوم سید محمد غوث ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے میں یکتا اہل زماں اور صاحب علم و عرفان بزرگ تھے۔ علم و عمل میں لائانی، مظہر انوار صفات رب المشرقین، سند نشین جادہ غوث العظیمین اور بزرگ جلیس و سارۃ قطب الکوین، محبت المساکین اور خصائل شائل میں برگزیدہ زماں تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اوصاف حمیدہ بے شمار ہیں۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ماہتاب جمال الہی، آفتاب جلال نامتالی، مخزن اذکار ربانی، گنجینہ اسرار سبحانی، آئینہ تجلیات ذات مظہر نور صفات کے القاب سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت مخدوم سید محمد غوث ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری تعلیم و تربیت اپنے دادا حضرت سید عبدالقادر ثالث پان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی اور ان کی تربیت میں روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے۔ حضرت سید عبدالقادر ثالث پان رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دادا محترم کی طرح نابغہ روزگار شخصیات میں شمار ہوتے تھے۔ بعد از وصال حضرت سید عبدالقادر ثالث پان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند نشین ہوئے۔

حضرت مخدوم سید محمد غوث ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے شمار کرامات مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے حاضر ہوتے تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے مسائل خوش اسلوبی سے حل فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں تین فرزند تولد ہوئے جن کا شمار بھی اپنے دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت سید فتح محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کمال و صاحب جلال بزرگ تھے۔ حضرت سید فتح محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال حضرت مخدوم سید محمد غوث ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔ سادات پیر جال والا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید فتح محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔ دوسرے فرزند سید دین محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی اپنے دور کے نابغہ روزگار میں ہوتا تھا اور تیسرے فرزند سید گل محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جو اپنے زہد و تقویٰ کی وجہ سے مشہور ہوئے۔ حضرت سید ذوالفقار شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہی کی اولاد میں سے ہیں۔

حضرت مخدوم سید محمد غوث ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1725ء میں اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک بھی ملتان شریف میں مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت مخدوم سید دین محمد شاہ المعروف شیخ حامد گنج بخش ثالث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مخدوم سید دین محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1696ء میں اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام دین محمد اور لقب حامد اور گنج بخش تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اوصاف حمیدہ کی بدولت لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد محترم حضرت سید محمد غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اُن کی مسند پر صرف 29 برس کی عمر میں جلوہ افروز ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں یکساں طور پر مشہور تھے۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بااقتدار بزرگ مانتے تھے اور اپنے مسائل کے حل کے لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔

حضرت سید دین محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جو کچھ بھی نذرانہ آتا تھا وہ غرباء اور مساکین میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور میں والی ملتان شجاع خان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مندوں میں سے تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1779ء کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بہ انور آج بھی ملتان میں مرجع گاہ خلایق خاص و عام ہے۔



حضرت مخدوم جمال الدین المعروف

شیخ عبدالقادر چہارم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم مبارک مخدوم جمال الدین ہے اور لقب شیخ عبدالقادر چہارم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1758ء کو پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری و روحانی تعلیم اپنے والد محترم حضرت سید دین محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی۔ سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد ماجد کے وصال کے بعد مسند نشین ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رشد و ہدایت کا عرصہ صرف تین سال پر محیط ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مختصر عرصہ میں بھی ہزاروں تشنگان دل کی پیاس بجھائی۔ نواب مظفر خاں والی ملتان آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مندوں میں سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین سال کے قلیل عرصے میں بھی رشد و ہدایت کا ایسا دریا بہایا کہ ایک کثیر تعداد اس سے سیراب ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1813ء کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پسماندگان میں تین فرزند چھوڑے جن میں حضرت مخدوم صدر الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین ہوئے۔



حضرت مخدوم صدر الدین شاہ المعروف

شیخ محمد غوث ثالث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مخدوم صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1783ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے کمال، متقی، پرہیزگار عالم باعمل بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسب روحانی اپنے والد محترم حضرت مخدوم جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت و ریاضت میں بے مثال تھے اور علم و عرفان کی معراج پر تھے۔

شاہ شجاع درناوی بادشاہ کابل آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص معتقدین میں سے تھا۔ سکھ مہاراجہ رنجیت سنگھ باوجود غیر مسلم ہونے کے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقیدت رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے اور برصغیر پاک و ہند میں پھیلے ہوئے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں انگریزوں کی حکومت کا آغاز ہوا تھا۔ ان سے پہلے سکھ حکومت تھی اور کچھ عرصہ افغانوں نے بھی حکومت کی۔ لوگوں کے حقوق بُری طرح پامال ہو رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آخری زمانہ میں انگریزوں کو عروج ملا اور ان کا اقتدار قائم ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اخلاقی خدمات کے عوض آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بے شمار سندوں سے نوازا گیا جو اب بھی مزار مبارک پر محفوظ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے اور آپ رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ سے کئی کرامات کا ظہور ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہم و فراست کے حکمران بھی قائل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں کو فلاحی کاموں کی طرف ترغیب کی۔ خود بھی فلاحی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں جو بھی نذرانہ آتا تھا وہ فلاحی کاموں میں خرچ کر دیتے تھے۔ لوگ اپنے مسائل کے لئے حاضر ہوتے تو ہر ممکن اُن کی مدد فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ اس وقت کے منتظر رہتے تھے کہ جہاں وہ اہل جہاں سے جو فنا اور مقامِ فنا ہے علیحدہ ہو کر جہانِ آفرین کے ساتھ بقا کا شرف و افتخار حاصل کریں۔ اسی وجہ سے آخری وقت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ گوشہ نشینی اختیار کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت و ریاضت میں مزید اضافہ ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1853ء میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر اہلیانِ ملتان جدوجہد منعموم تھے۔ ہر شخص آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے میں شامل ہونے کے لئے بے چین تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنازے میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک میں ملتان شہر میں جلوہ گاہِ خلاقِ خاص و عام ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پسبندگان میں تین صاحبزادے چھوڑے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تینوں صاحبزادے پیر نور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، سید محمد غوث بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور سید محسن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے نابغہ روزگار ولی اللہ ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت پیر نور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند نشین ہوئے۔



حضرت مخدوم پیر نور شاہ المعروف

شیخ حامد گنج بخش چہارم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام حضرت مخدوم پیر نور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ حامد گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1808ء میں ملتان شریف میں پیدا ہوئے۔ ظاہری و باطنی تعلیم اپنے والد محترم مخدوم صدر الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلوک کی منازل کو بخوبی طے کیا اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے راہ طریقت کے نابغہ روزگار ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خاندان برسوں سے ملتان میں اپنی بزرگی کی وجہ سے مشہور تھا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اسلاف کی اس صفت کو برقرار رکھا۔ حضرت مخدوم پیر نور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیض کا یہ عالم تھا کہ مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم بھی کافی بڑی تعداد میں حاضر ہوتے اور کسب فیض حاصل کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوگوں میں اپنی فہم و فراست کی وجہ سے مشہور تھے۔ دور دور سے لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے تشریف لاتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آخری زندگی میں تہجد اختیار کر لیا تھا اور ما سوائے اللہ کے سب سے فارغ ہو گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1868ء میں اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔



حضرت پیر مخدوم ولایت شاہ المعروف

عبدالقادر خامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر مخدوم ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لوگ عبدالقادر خامس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے جانتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1838ء میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری و باطنی تربیت اپنے والد محترم حضرت مخدوم پیر نور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیا اور ان کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایام طفولیت میں وہ جلوہ آرائی تھی کہ سبحان اللہ۔ دنیا کی چہل پہل اپنی طرف کھینچ لیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاکم اور محکوم دونوں کی نگہداشت کا پورا پورا خیال رکھا۔

حضرت پیر مخدوم ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے آباؤ اجداد کی عزت و وقار کو بلند رکھا۔ جس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد بزرگی میں اور نیک نامی میں مشہور تھے اسی طرح لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی عزت کی نگاہ سے دیکھتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ بھی حاضر خدمت ہوتا تھا وہ سب فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1878ء میں اپنی جان جانِ آخرین کے سپرد کی۔



حضرت سید شیر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید شیر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کمال و عالی وقار تہذیب و لیاقت کی مجسم تصویر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت 1873ء میں ہوئی۔ قرآن مجید اور دیگر ظاہری علوم بچپن میں ہی حاصل کر لئے تھے۔ ظاہری تعلیم و تربیت سے فارغ ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلوک کی منازل اپنے والد محترم حضرت پیر مخدوم ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگرانی میں طے کیں اور بعد ازاں خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عبادت سے بے حد شغف حاصل تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمائے دین کے اعزاز اور صلحاء کی پایہ شناسی میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔ نہایت سادگی پسند تھے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شخصیت میں سادگی میں بھی ایک رعب و دبدبہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح زہد و تقویٰ حق پرستی، صبر و شکر میں بے مثال تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بلا کا عشق تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و اہل بیت اور اولیائے اللہ کے شیدائی تھے۔ حضور غوث پاک محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیدائی تھے۔

حضرت سید شیر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تاریخ وصال اور دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اپنے آباؤ اجداد کے مزارات کے ساتھ ملحق ہے۔



حضرت سیدراجن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سیدراجن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1878ء میں ملتان میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت پیر مخدوم ولایت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچپن میں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور اس کے بعد ظاہری تعلیم کے لئے سکول بھی گئے۔

بعد ازاں فراغت سکول آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولوی نظام الدین صاحب کی شاگردی اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ذہانت و فطانت سے نوازا رکھا تھا۔ صوم و صلوٰۃ کے بے حد پابند تھے اور دکھاوے سے پاک تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روحانی تربیت اپنے والد بزرگوار کے زیر سایہ حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کیں۔

1904ء میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو میونسپل کمشنر کا عہدہ ملا۔ 1911ء میں صدر کے فرائض انجام دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے نہایت خوش اسلوبی سے اپنے منصب فرائض کو ادا کیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تاریخ وصال اور دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بھی اپنے جد امجد کے قریب ہے۔



حضرت مخدوم سید محمد صدر الدین شاہ المعروف

مخدوم محمد غوث رابع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مخدوم سید محمد صدر الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت 1868ء میں ملتان میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت پیر مخدوم سید ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ کم سنی میں ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پیشانی نورانی تھی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سن شعور کو پہنچنے تک ابتدائی تعلیم و تربیت سے فارغ ہو چکے تھے۔

دینی تعلیم سے فراغت کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سکول داخل کرادیا گیا۔ 1878ء میں والد محترم حضرت پیر مخدوم سید ولایت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد منصب سجادگی پر جلوہ افروز ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی خاندانی روایات و اقدار کو برقرار رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مشرباً قادری اور مذہباً اہل سنت والجماعت تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بلا کا عشق تھا اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دلدادہ تھے۔ اہل بیت کے فدائی اور حضور محبوب سبحانی سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ قلبی لگاؤ رکھتے تھے۔ خوش شکل ہونے کے ساتھ ساتھ خوش سیرت بھی تھے۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اخلاق کے گرویدہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں علم و استقلال، شجاعت و وقار، صبر و پرہیزگاری، خوش طبعی و سخاوت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

حضرت مخدوم سید محمد صدر الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی منکسر المزاجی کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ درگاہ کا خادم بیمار ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُس وقت تک اُس کی تیمارداری میں مصروف رہے جب تک کہ وہ تندرست و توانا نہ ہو گیا۔

ایک مرتبہ محرم الحرام میں عاشورہ کے موقع پر یہ افواہیں بہت زیادہ پھیلنے لگیں کہ اس دفعہ شدید فسادات کا خطرہ ہے۔ ملتان کے رہائشی ان خبروں کو سن کر بے حد پریشان تھے۔ اُس وقت کے ملتان کے ڈپٹی کمشنر نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک عریضہ بھیجا کہ اس اُبھرتے ہوئے طوفان کو مناسب طریقے سے روکنے کے لئے بحیثیت نگران ذمہ داری سنبھالیں تو ہمیں اُمید ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شرکت کی وجہ سے شرپسندی کا خطرہ نہ ہوگا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرپسندوں کے فتنے سے بچنے کے لئے بحیثیت نگران ذمہ داری قبول فرمائی۔ بعض شرپسندوں کا شرانگیزی کا ارادہ تھا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بحیثیت نگران ذمہ داری قبول کرنے پر اُن کا ارادہ بدل گیا۔ اس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خوش اسلوبی کی وجہ سے عاشورہ کا دن خیر خیریت اور امن و امان سے گزر گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس خوش اسلوبی کی وجہ سے ڈپٹی کمشنر نے متاثر ہو کر اعزازی اسناد سے نوازا جو کہ آج بھی تمبرکات میں محفوظ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رئیس اعظم ملتان کا خطاب دیا گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان سب باتوں سے ماورا رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حسن سلوک سے ہزاروں لوگ متاثر ہو کر واکرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اتباع شریعت میں اپنے آباؤ اجداد کی طرح ہر مادی صفات سے ماورا تھے۔ ہمہ اوقات ذکر و فکر میں مشغول رہتے تھے۔ اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا رہتے اور کبھی بھی کوئی نماز قضاء نہ کرتے تھے۔

1912ء میں جب برطانیہ سے بادشاہ جارج پنجم ہندوستان تشریف لایا تو اس نے دہلی میں اجلاس طلب کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بحیثیت رئیس اعظم ملتان کے اس اجلاس میں شرکت کا دعوت نامہ موصول ہوا۔ دعوت نامہ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نیک نیتی کا ذکر کرتے ہوئے یہ استدعا کی گئی کہ جارج پنجم کو دعائے خیر سے نوازیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رعایا اور عوام کی دل جوئی کے لئے ہر تکلیف اٹھانے کو تیار رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں ان کا مشیر ہوں اور ان کی مشکلات کو حل کرانے کے لئے سرکار سے رابطے میں رہتا ہوں۔

حضرت مخدوم سید محمد صدر الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی بیوی کا تعلق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہی خاندان سے تھا اور سید شادی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دختر نیک اختر تھیں اور دوسری خاتون حضرت سید حامد شاہ گردیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 1945ء کو ملتان میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک اپنے جد امجد حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب واقع ہے۔ 10 محرم الحرام کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عرس مبارک نہایت عزت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ پاک و ہند سے ہزاروں عقیدت مند حاضر ہو کر کسب فیض حاصل کرتے ہیں۔



حضرت سید مجتبیٰ شاہ گیلانی المعروف

مختار حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”سید مجتبیٰ شاہ“ ہے اور ”مختار حسین“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید مخدوم صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1891ء میں ملتان شریف میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کی وجہ سے نابغہ روزگار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں خاندانِ قادریہ حضرت غوث بندگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضور غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انوارِ متجلی بدرجہ اتم موجود تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کا تعلق ساداتِ گردیزی کے بااثر خاندان سے تھا اور وہ سید حامد شاہ گردیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاحبزادی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ اپنے اخلاق اور عبادت و ریاضت کی وجہ سے نابغہ روزگار خواتین میں شامل تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بچپن ہی سے اپنے جدِ اعلیٰ حضرت سید موسیٰ پاک شہید المعروف حضرت کلیم اللہ شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کا بہت شوق تھا اور ان سے روحانی فیض حاصل کرنے کے متمنی تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن شریف چھوٹی عمر میں ہی ختم کر لیا جس کے بعد ابتدائی تعلیم کے لئے سکول میں داخل کروادینے لگے۔ فہم و فراست کا یہ عالم تھا کہ صرف

نوسال کی عمر میں ہی نوین جماعت کا امتحان پاس کر لیا۔ نوین جماعت کا امتحان پاس کرنے کے بعد جب دسویں جماعت میں آئے تو معاہدہ خیال دل میں آیا کہ دسویں جماعت کا امتحان پاس کرنے کے بعد والد صاحب کہیں کسی ملازمت یا عہدہ کے شکنجے میں نہ جکڑ دیں اس لئے ظاہری تعلیم سے متنفر ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری تعلیم کو چھوڑ کر عرفانِ الہی کے امتحان کی تیاری شروع کر دی اور علومِ معارفہ اور عربی و فارسی میں دسترس حاصل کی۔ قلیل عرصہ میں ہی شوق و ذوق ایزدی کی وہ کیفیت طاری ہوئی کہ تمام مخلوق سے قطع تعلق کر کے تہجد کے مرتبہ پر قائم ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے قلب کی صفائی کے لئے عبادت و ریاضت شروع کر دی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں سے درخواست کی کہ وہ جس معراج پر عروج حاصل کرنے کی تمنا رکھتے ہیں اُس کے مکمل ہونے تک اُن کو معاف رکھیں۔ نیز فرمایا کہ میں جنگلوں میں نہیں جانا چاہتا نہ ہی پہاڑوں میں چھپنا چاہتا ہوں اس لئے کہ یہ سب آپ لوگوں پر شاق گزرے گا۔ مجھے صرف ایک کوٹھری میں رہنے دیجئے جہاں میں سب سے الگ تھلگ رہ کر عبادت کر سکوں۔

گھر والوں نے جب کھانے پینے کا اصرار کیا تو فرمایا کہ ایک شخص کو متعین کر دیا جائے جو شام کی شام میری خبر گیری کیا کرے لیکن اُسے سمجھا دیں کہ کھانے کی مقدار میں کسی بھی صورت اضافہ نہ کرے اور نہ ہی میرے راز فاش کرے ورنہ میں یہ سلسلہ بھی بند کر دوں گا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان باتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بزرگانِ اسلاف جو کہ چلہ کشیوں میں مصروف رہے تھے اُن کی طرح عبادت و ریاضت کا لطف اٹھانا چاہتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ریاضت و مجاہدات میں خود کو اس طرح غرق کر لیا کہ چند دنوں ہی میں ظاہری ملبوسات ترک کر دیئے اور صرف ایک تہبند اور چادر زیب تن کر

لی۔ باقاعدگی سے روزہ رکھتے اور افطاری کے وقت صرف ایک گلاس پانی پر گزارہ کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کئی برسوں تک اس طریقے سے دنیا سے کنارہ کش رہے اور عبادت و ریاضت میں مصروف رہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادم جو کہ بعد میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے ہر طرح سے وفاداری کا ثبوت دیا اور ہر وہ راز جو بعض اوقات اُس کے سامنے ظاہر ہوتے تھے لوگوں کو پوشیدہ رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اُسے فتوح الغیوب جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر مطالعہ تھی کے مشکل اسرار و مقامات سے آگاہ فرماتے۔ کشف قلوب کی منازل کے بعد کرامات بھی بیان فرماتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادم ناصر خاں کا بیان ہے کہ ایک فقیر کی نسبت فرمایا کہ یہ چوتھے روز مر جائے گا اور ویسا ہی ہوا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ چند طالب علم جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ انٹر کے امتحان میں بیٹھ چکے تھے ملاقات کے لئے تشریف لائے اور خادم خاص ناصر خاں کی زبانی کہلا بھیجا کہ ہمیں ملاقات کی اجازت دی جائے تاکہ دعاؤں کا موقع بھی ہاتھ آجائے۔

ناصر خاں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اطلاع کی تو فرمایا کہ انہیں کہو کہ مجھے ملاقات سے عاجز فرمائیں اور دعا میں ضرور کر دوں گا۔ کچھ عرصہ بعد اُن طالب علموں کی معرفت علم ہوا کہ وہ سب کامیاب ہو گئے تھے لیکن ایک رہ گیا تھا۔ جو طالب علم رہ گیا تھا وہ دوڑتا ہوا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور خادم خاص ناصر خاں کے ہاتھ پیغام بھیجا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہلا بھیجا کہ فکر نہ کرے کچھ دنوں میں ہی اُس کے پاس ہونے کی خوشخبری بھی آجائے گی۔ لہذا کچھ دنوں بعد جب نتائج باقاعدہ طور پر سامنے آئے تو وہ بھی پاس ہو گیا تھا۔

ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خادم خاص ناصر خاں سے فرمایا کہ ہم اب قریب الارتمال ہیں۔ خادم یہ سن کر ضبط نہ کر سکا اور جا کر حضرت مخدوم سید صدر الدین رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کے گوش گزار کر دیا اور کہا کہ اگرچہ میں مجاز نہیں ہوں کہ صاحبزادہ کے راز فاش کروں مگر یہ خوف بھی ہے کہ معاملہ کہیں خراب نہ ہو جائے اور میں عتاب میں آ جاؤں۔ صاحبزادہ کی حالت خطرناک معلوم ہوتی ہے اور ان کی زبانی مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ حبیب سے حبیب کی ملاقات کی منزل طے کرنے والے ہیں۔

حضرت مخدوم سید صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ سن کر گھبرا گئے اور اسی وقت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کے لئے پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حالت عجیب تھی۔ انہوں نے ہاتھ لگایا تو حرارت محسوس ہوئی۔ کھانسی کی بھی شدت تھی۔ انہوں نے روتے ہوئے فرمایا!

”اگر صلاح ہو تو سول سرجن کو دکھایا جائے۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ

”بابا جان! آپ جو چاہیں کریں لیکن بہتر یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے

سپر دکر دیں۔ انگریزی ادویہ سے مجھے ویسے بھی نفرت ہے۔“

حضرت مخدوم سید صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا!

”چلو دو انہیں سہی لیکن دکھانے میں کیا حرج ہے۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد محترم کی یہ بات سن کر خاموش ہو گئے۔ سول سرجن

اور دیگر طبییوں کو بلایا گیا تو سب سے پہلا علاج یہ طے ہوا کہ تبدیلی مکان انتہائی ضروری

ہے کیونکہ یہ جگہ بہت تنگ ہے اس لئے مضر صحت ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دے بے لفظوں فرمایا کہ

”مجھے تو یہی مکان مرغوب ہے لیکن تبدیلی مکان تو خود بخود درپیش

ہے۔“

پھر حضرت مخدوم سید صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ وہ جو چاہیں۔

اسی شب والدہ صاحبہ اور دیگر تمام رشتہ دار ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ آخر کار 24

جمادی الاولیٰ 1331ھ بوقت شب 11 بجے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والد ماجد کے ہمراہ فشن پر سوار ہو کر اپنی آماجگاہ جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا پہنچی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ وہاں پہلے سے موجود تھیں۔

وصل الی اللہ کا شوق بھی تھا اور وعدہ وصل بھی معلوم ہو چکا تھا اس لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت ہی ہشاش بشاش تھے۔ جتنے بھی لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ آئے تھے ان سب کو آرام کرنے کا کہا۔ والدہ صاحبہ کو بھی آرام کرنے کا مشورہ دیا اور دیرینہ خادم ناصر خاں کو بھی آرام کرنے کو فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اس بات کی فکر تھی کہ کہیں دیرینہ عشق میں کوئی خلل واقع نہ ہو جائے۔

جب سب لوگ تشریف لے گئے تو یوں مناجات شروع کر دیں۔
 ”اے دافع المہمات والبلیات چونکہ یہ عاجز صرف تیرے ہی جمال کا مشتاق ہے اور تیرے ہی وصال کا دلدادہ ہے اور تیرے ہی لئے مخلوقات سے یکسوئی اختیار کی۔ سب کچھ چھوڑ کر تجر و اختیار کیا۔ اے فیاض! تیرے تجلیات اور افاضات نے مجھے تیرا ایسا شیدائی کیا ہے کہ دنیا و مافیہا میری نظروں میں نہیں چھتی۔“

میرا کمال محبت تیرا کمال جلال
 وحی مباد کہ نقصان پذیرائیں دو کمال
 اے ذوالجلال! میرے والدین اس فکر میں ہیں کہ میں بیمار ہوں۔
 ڈاکٹر اور طبیب بیٹھے ہیں مگر میرے رگ رگ میں یہ ندا گونج رہی ہے
 کہ

از سر بالیں سن بر خیز اے ناداں طبیب

درد مندے عشق رادار و بخیز دیدار نیست

بعض مجھے دیوانہ کہتے ہیں کہ تمام آرام و آسائش مخلات و لباسِ فاخرہ

اور طعام لذیز کو چھوڑ کر ایک تنگ حجرے اور ایک عام سے لباس میں
بے خواب رہتا ہے۔ بھلا یہ کہاں کی عقل مندی ہے۔ مگر اے خلاق
عالم وہ اس سے بے خبر ہیں کہ

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی

دیوانہ تو ہر دو جہاں راچہ کند

اے مجیب الدعوات! اب اس وقت کہ تجرد حاصل ہے سب کچھ حتیٰ
کہ حجرہ بھی جدا ہو گیا ہے اب قفس بدن سے بھی رہا کر کے مرغاب
عرش بنا دے تاکہ جو تجلیات و انوارات خاصہ ہیں اُن سے مشکوف و
مشہور ہوں۔

حجاب چہرہ جاں سے شود غبارتم

خوشا دی کہ ازیں چہرہ پر وہ برکنم

اس تمنا کے اظہار کے بعد پیغام داعی اجل آیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو پہلے
سے ہی تیار تھے۔ کلمہ پڑھا اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ نے 24 جمادی الاول 1331ھ کو وصال پایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز جنازہ آپ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت مخدوم سید صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے
پڑھائی۔ نماز جنازہ میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے آباؤ
اجداد کے پہلو میں دفن کیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک آج بھی مرجع گاہ
خاص و عام ہے۔



حضرت عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مخدوم عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان میں قادری سلسلہ کے نابغہ روزگار ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ پیدائش کی تصدیق کتب سیر سے نہیں ہوتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت میراں سید علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پر بیعت ہوئے اور انہی کے پاس رہ کر سلوک کی منازل طے کرنے کے بعد خلافت سے نوازا گئے۔

حضرت میراں سید علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی اپنے دور کے نابغہ روزگار میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کی خدمت میں تین سال گزارے اور انہی کے حکم سے ملتان میں آکر قیام کیا۔ ملتان میں جس جگہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قیام ہوا وہ جگہ آج آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضرت عبدالرشید حقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چار شادیاں کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پہلی زوجہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمیشہ سے ہوئی۔ دوسری شادی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شاہ تغلق کی صاحبزادی سے کی۔ دوسری شادی کے متعلق روایت یہ ہے کہ شاہ تغلق کو کھانے میں کرم نظر آتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا فرمائی تو اُس کا یہ عارضہ دور ہو گیا۔ شاہ تغلق نے ارزاہ عقیدت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی بیٹی عقد میں دے دی۔ تیسری شادی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رائے لوٹا کی صاحبزادی سے کی اور چوتھی شادی قوم مڑل میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کے چار صاحب جزا دے صاحب ولایت ہوئی۔ حضرت مخدوم ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مخدوم محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مخدوم حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مخدوم ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت مخدوم ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہ صدر قتال کے نام سے مشہور ہوئے اور ان کی خانقاہ دینا پور سے جانب مشرق کچھ دور واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ حضرت مخدوم حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ کبروڑ میں واقع ہے۔

حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اور بھائی عبدالرشید قلعہ ہانس میں بیٹھے تھے۔ عبداللہ قوال نے جب یہ شعر پڑھا

آنکس کر بمجود سراسر نزدیک ست

از جان عدم گشت زموئے باریک ست

تو بھائی عبدالرشید کا حال متغیر ہو گیا اور ان پر بے خودی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ رقص کرنا شروع کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان کی طرف پرواز شروع کر دی۔ میں نے دامن پکڑ کر روک دیا۔ دوبارہ اڑنے لگے تو میں نے دوبارہ دامن پکڑ کر روک دیا۔ جب تیسری مرتبہ پرواز کی تو میں انہیں پکڑ کر حجرہ میں لے آیا اور عبداللہ قوال کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ عبداللہ قوال فوراً خاموش ہو گیا۔ تجلی شوق کا شعلہ نمودار ہوا اور رات کی تاریکی میں حجرہ کے اندر روشنی ہو گئی۔

حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور بھائی عبدالرشید ایک جگہ اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے مجاہدے کا حال پوچھا تو فرمایا کہ میں نے ساتویں دن ایک گھونٹ پانی سے روزہ افطار کیا ہے۔ اس حساب سے میں نے تین سال میں پانی کا ایک کاسہ پیا ہے اور دو سیر ستواں مدت میں کھایا ہے اور ہمیشہ کھڑے ہو کر حضور حق میں مشغول و متوجہ رہا ہوں اور کسی قسم کی تشویش محسوس نہیں کی اور نہ ہی کبھی ضعف کی وجہ سے کمزور ہوا ہوں۔

روایت ہے کہ ایک سلطان تغلق کی ملکہ نے خواہش ظاہر کی کہ میں اپنی لڑکی کے شوہر کو دیکھنا چاہتی ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ایک روزن سے شیخ عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت ضعیف تھے اور بادشاہ کی لڑکی خور و سالہ تھی۔ بیگم بہت غمگین ہوئی اور غصہ میں آگ سے بھری ہوئی انگلیٹھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اُلٹ دی۔ وہ انگارے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ٹکراتے ہی جواہرات میں تبدیل ہو گئے۔ یہ جواہرات دیکھ کر لوگ ٹوٹ پڑے اور سب اٹھا کر لے گئے۔ ملکہ یہ سب دیکھ کر سخت پریشان ہو گئی اور حاضر خدمت ہو کر معافی کی خواستگار ہوئی۔ اس واقعہ کے بعد ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی شاہ تغلق کی صاحبزادی سے ہوئی۔

ایک مرتبہ شاہ تغلق کا ایلچی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت چالیس آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مل چلانے میں مصروف تھے۔ ایلچی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کو کوئی جواب نہ دیا اور بدستور مل چلانے میں مصروف رہے۔

تیسرے پھیرے پر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایلچی کے نزدیک آئے تو اُس کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہا۔ ایلچی نے عرض کیا کہ حضرت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو شرعی احکام سے واقف ہیں میں حیران ہوں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلام کا جواب پہلے کیوں نہ دیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ

”میں یہاں موجود ہی نہ تھا دہلی گیا ہوا تھا کیونکہ بادشاہ تغلق کے گھر کو

آگ لگ گئی تھی اور میں اُس کی حفاظت کے لئے گیا ہوا تھا۔ اب

اُس کی لڑکی کو آگ سے نکال کر واپس آیا ہوں اور جواب میں تاخیر کی

وجہ بھی یہی ہے۔“

شاہ تغلق کے ایلچی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات سن کر تاریخ ٹوٹ کر لی۔

جب وہ ایلچی واپس دہلی پہنچا تو اُسے پتہ لگا کہ شاہ تغلق کے محل میں آگ لگی تھی اور آگ اُسی تاریخ کو لگی تھی جو تاریخ اُس نے اپنے پاس نوٹ کی تھی اور ایک چرم پوش درویش نے بادشاہ کی لڑکی کو آگ سے بچایا تھا۔

حضرت مخدوم عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی خانقاہ میں ایک کنواں کھدوایا تھا جس کے متعلق مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعا ہے کہ جو اس کنویں کا پانی پئے گا وہ شفا یاب ہوگا۔ پہلے تو یہ کنواں سارا سال کھلا رہتا تھا لیکن اب یہ کنواں صرف عرس کے ایام میں کھلا جاتا ہے۔ ہزاروں لوگ اس کنویں کا پانی پیتے ہیں اور شفا یاب ہوتے ہیں۔

ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت میں مشغول تھے کہ ایک شخص نے حجرہ کے دروازہ پر آ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادم سلطان ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ شیخ عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں یہ پھول پہنچا دو۔

سلطان ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حسب ارشاد وہ پھول آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہنچا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز ادا کر رہے تھے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پھول سونگھا اور سر سجدہ میں رکھ دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سجدے میں ہی داعی اجل کو لبیک کہا۔ تجھیز و تکفین کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی حجرہ میں دفن کیا گیا جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 669ھ کو وصال پایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک آج بھی ملتان میں مزین گاہِ خلافت خاص و عام ہے۔



حضرت پیر محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر سے کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔



حضرت حافظ بولا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک محلہ ساگ دیڑھا میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں بھی کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔



حضرت عنایت اللہ اویسی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے عالی مرتبت اور نامور بزرگوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مورث اعلیٰ حضرت فقیر عبدالقادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عراق سے ہجرت کر کے ہندوستان تشریف لائے تھے۔

حضرت عنایت اللہ اویسی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ روزے سے رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے جدا مجد کی طرح واقف طریقت چشمہ اسرار الہی اور منبع فیوض لامتناہی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے۔ توحید و تحقیق میں بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار

حضرت پیر برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک کے ساتھ اندرون بوہڑ گیٹ واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت حافظ علی مدد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت حافظ علی مدد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت حافظ عنایت اللہ اویسی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند رشید تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عقلی و نقلی علوم اور ظاہری و باطنی تصرفات کمال کا درجہ حاصل تھا۔ اکثر وقت عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلوک کی تمام منازل اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہ کر طے کیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کسب فیض سے ہزاروں لوگ مدارج قرب الہی تک پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات کشف و عرفان کا منبع تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں حضرت حافظ علی مردان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی کامل بزرگ ہوئے ہیں۔

حضرت حافظ علی مدد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون بوہڑ گیٹ احاطہ پیر برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک اپنے والد ماجد کے ساتھ واقع ہے۔



حضرت پیر سنو، من شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔



حضرت خالد بن ولید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خالد بن ولید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قریشی النسل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمود غزنوی کے زمانے میں ملتان تشریف لائے اور ملتان تشریف لانے والے اولین اولیائے کرام میں سے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق ایک روایت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ شتر بانوں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کچھ گستاخی کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بددعا سے علاقہ کی سب اونٹنیوں کے دودھ میں سے مکھن نکلنا بند ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف کے گنبد میں ایک سفید پتھر لگا ہوا ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ یہ اونٹنیوں کا مکھن تھا جو پتھر کا ہو گیا ہے۔ اس پتھر کے بارے میں یہ بھی مشہور ہے کہ اس میں کبھی کبھار مکھن کا قطرہ ٹپکتا ہے اور جس روز آخری قطرہ گرے گا اس روز قیامت آجائے گی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک کی عمارت گو کہ بالکل شکستہ ہو گئی لیکن اس مزار کی ہیبت جلالی اب بھی قائم ہے اور زائرین جب مزار مبارک پر حاضر ہوتے ہیں تو ان پر خاص قسم کی ہیبت طاری ہو جاتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال اور دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔



حضرت مخدوم شاہ علی محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مخدوم شاہ علی محمد بن حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق حضرت امام تقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد پاک سے ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان میں قادر یہ سلسلہ کے مشہور بزرگ ہوئے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مخدوم سید محمد غوث بندگی گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مخدوم سید محمد غوث بندگی گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے موضع شیر شاہ کے قریب ایک چاہ پر جسے چاہ چلے والا کہتے ہیں کے نزدیک بارہ سال متواتر عبادت و ریاضت کی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مرشد پاک کی طرف سے شیر شاہ کا لقب عطا ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں کی تعداد لاکھوں میں بتائی جاتی ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ عادت تھی کہ ہر روز بعد از نماز مغرب چالیس فقراء کے پاؤں دبایا کرتے تھے۔ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ کل 39 فقراء ملے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے پاؤں دبانے سے فارغ ہو کر ایک کتے کے پاؤں دبانے لگ گئے۔ فارغ ہونے کے بعد جب اپنی جائے قیام پر تشریف لائے تو اس شب ایک مردِ غیب نمودار ہوا اور اس کے ہاتھ میں چاولوں کی ایک پلیٹ تھی اور دوسرے ہاتھ میں پانی کی صراحی تھی۔ اس نے دونوں چیزیں آپ رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ کو پیش کیوں اور کہا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چلہ بارگاہِ الہی میں مقبول ہو گیا اور یہ طعام بہشت آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے واسطے بھیجا گیا ہے اسے تناول فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہ طعام نوش فرمایا اور دو گانہ نفل شکرانے کے ادا کئے۔

اُس مردِ حق نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کچھ روپے بھی پیش کئے کہ اس میں سے جس قدر چاہیں رکھ لیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے مالِ دنیا سے کچھ غرض نہیں ہے۔ لیکن اُس مردِ حق کے اصرار پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چند روپے رکھ لئے۔ اُس مردِ حق نے کہا کہ جب تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسل قائم رہے گی یہ روزینہ اُن کو ملتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو روحانی دولت سے تو سرفراز فرمایا ہی تھا لیکن اس کے علاوہ چھ فرزندِ حاجی محمد شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شاہ محمد شیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شاہ سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شاہ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شاہ عبدالرسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شامل ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے حضرت شاہ شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سوا کوئی بھی صاحبِ اولاد نہیں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک پہلے دریائے چناب کے کنارے موجود تھا جو کہ وریا میں طوفان آنے کی وجہ سے منہدم ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تابوت مبارک وہاں سے نکال کر چاہ شریفاں والا نزد شیر شاہ دوبارہ دفن کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تابوت جب نکالا گیا تو ہزاروں لوگوں نے زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود جسم مبارک اس طرح تروتازہ تھا کہ جیسے کچھ لمحے پہلے وصال ہوا ہو۔



حضرت حاجی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت حاجی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی ملتان کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ بد قسمتی سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک حضرت شاہ شمس سبزواری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے نزدیک ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔



حضرت پیر ولا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر ولا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولی کامل اور نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں شامل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق جٹ لاڑ قوم سے تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت مولانا خدا بخش خیر پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلوک کی تمام منازل ان کے پاس ہی رہ کر طے کیں اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے درس و تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا تھا اور جس مسجد میں درس دیتے تھے وہ مسجد آج بھی موجود ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے منسوب ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار آغا پورہ کے نزدیک محلہ ولا چوک جو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور ہے واقع ہے۔



حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے وقت کے نابغہ روزگار میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولی کامل حضرت شیخ سید شجاع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسینی سید ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوتا ہوا حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرہ نسب ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید شیخ شجاع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید عبد الطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سید امام باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن شہید کربلا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حضرت سید زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سہروردی سلسلہ کے نامور بزرگ حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فیض روحانی پیران پیر حضور سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی حاصل ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مرشد حضرت شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے شکوٹ میں آکر آباد ہوئے۔ موضع شکوٹ مکنان کی نواحی بستیوں میں سے ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے شمار کرامتوں کا اظہار ہوا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت و ریاضت میں بے حد شغف رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگ اپنے دنیاوی اور روحانی مسائل کے حل کے لئے تشریف لاتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے مسائل کا شافی حل تجویز فرماتے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی حضرت بی بی امینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے کی جن کے بطن سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین فرزند تولد ہوئے۔ ان میں حضرت سید سلطان قیصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا مزار بخارا میں ہے اور دوسرے سید محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا مزار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار سے متصل ہے اور تیسرے حضرت سید سہراں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا مزار بھی بخارا میں ہے۔ دوسری بیوی کا نام حضرت عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی تین فرزند تولد ہوئے جن میں سے پہلے فرزند حضرت سید احمد معروف سخی سرور سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے ساتھ متصل ہے اور دوسرے فرزند حضرت سید عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا مزار بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ متصل ہے اور تیسرے فرزند حضرت سید معروف خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا مزار آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار سے جانب شمال حضرت عائشہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار سے متصل ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال اور دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک ملتان کے نواح میں واقع قصبہ شکوٹ میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلایق خاص و عام ہے۔



حضرت سلطان پیر احمد قتال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت پیر جلال مستی اچوی قدس سرہ کی اولاد میں سے ہیں اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا نام حضرت سید علیم الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا شمار اپنے دور کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا تھا اور وہ اپنی عبادت و ریاضت کے سبب مشہور تھے۔

حضرت سلطان پیر احمد قتال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 949ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادر زاد ولی تھے اور بچپن ہی سے صاحب کرامت مشہور تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بچپن کا ایک واقعہ ہے کہ خادم خانقاہ نے نادیا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تھپڑ مار دیا۔ تھپڑ مارنے کی دیر تھی کہ اُس کا ہاتھ خشک ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری تعلیم اپنے والد محترم سے حاصل کی اور روحانی فیوض کے لئے گھر سے نکل پڑے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوران سفر کئی فقراء کی صحبت اختیار کی اور اُن کے ساتھ رہ کر ریاضت و مجاہدے کئے۔ 970ھ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھروڑ تشریف لے گئے۔ وہاں پر اُس وقت حضرت پیر علی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ اپنے زمانے کے نابغہ روزگار تھے موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کے دست حق پر بیعت کی سعادت حاصل کی اور اُن کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کرنا شروع کیں۔

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرشد حضرت پیر علی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ سوچے تھے کہ چڑیوں نے جمع ہو کر شور مچانا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ

سوچ کر کہ کہیں ان کے شور سے مرشد کی آنکھ نہ کھل جائے چڑیوں کو حکم دیا کہ مر جاؤ۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اتنا کہنا تھا کہ وہ تمام چڑیاں مر گئیں۔ حضرت پیر علی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بیدار ہوئے اور انہوں نے سارا ماجرا دیکھا تو فرمایا کہ تم قتال ہو۔ اسی دن سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب قتال مشہور ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت پیر علی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ حج بیت اللہ کی سعادت بھی حاصل کی اور بعد زیارت بغداد شریف، کربلا معلیٰ، بخارا شریف سے ہوتے ہوئے واپس ملتان تشریف لائے۔ ملتان آ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن الدین وال عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر چلہ کشی کی اور روحانی فیوض حاصل کئے۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اطراف میں موجود نیلی بار میں جا کر جنگلی اقوام کو مسلمان کیا۔

990ھ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلاپور میں مقیم ہو گئے جہاں سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زہد و تقویٰ کا شہرہ دور دور تک ہونے لگا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے شمار کرامتیں مشہور ہیں۔ ہزاروں بندگان خدا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پر تابغہ روزگار ہوئے۔

ایک مرتبہ ایک بنیا مر گیا۔ اس سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کچھ حساب کتاب تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کی لاش دیکھ کر فرمایا کہ لالہ جی ہمارے ساتھ حساب تو کرتے جاؤ۔ یہ کہنا تھا کہ وہ بنیا فوراً زندہ ہو گیا اور حساب سمجھا کر پھر مر گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نور و عرفان کے موتی لٹانے کے بعد 1041ھ میں اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اقدس جلاپور پیر والا ضلع ملتان میں واقع ہے۔



تاج العارفین حضرت شاہ ابوبکر و راق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام ابوبکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "تاج العارفین" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار چشتیہ سلسلہ کے نامور بزرگان دین میں ہوتا ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیر بھائی ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ ہارون عثمانی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور انہی کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں۔ بعد ازاں مرشد پاک کی طرف سے خلافت سے سرفراز ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب و راق کی وجہ تسمیہ کتب سیر میں یہ بیان کی گئی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مرشد پاک کی صحبت میں رہتے تھے تو ہر روز مرشد پاک ایک ورق لکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دے دیتے کہ اسے دریا میں ڈال دو اور جو ورق سے ملا کرے وہ لے آیا کرو۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسا ہی کرنا شروع کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دریا کے کنارے چلے جاتے تو دریا میں سے ایک ہاتھ نکل کر ورق پکڑ لیتا اور دوسرا ورق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیتے دیتا۔ اس ورق کو پڑھنے کی چونکہ اجازت نہیں تھی اس لئے کبھی بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو پڑھ کر نہیں دیکھا۔ اسی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "وراق" کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔

ابتداء میں جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت و ریاضت میں مشغول ہوتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کا بہت شوق تھا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بیعت ہوئے تو پھر مرشد کا خیال دل میں سما گیا اور اس کے بعد

عالم محویت میں گم ہوئے تو کسی چیز کا شوق نہ رہا۔ کافی عرصہ گزرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن اپنے حجرے میں عبادت کر رہے تھے کہ ایک سفید ریش بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے دریافت کیا کہ کیا تمہیں کوئی ہوش ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے خدا کے سوا کسی چیز کا ہوش نہیں۔ پہلے شوق حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کا تھا لیکن اب صرف ایک دھندلا سا خیال باقی ہے۔ اُن سفید ریش بزرگ نے فرمایا کہ میں ہی خضر علیہ السلام ہوں اور تمہاری تمنا پوری کرنے آیا ہوں۔ یاد رکھو کہ ”اللہ بس باقی ہوس۔“ اُس دن کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کامل ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے متعلق مشہور ہے کہ شروع میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اجمیر شریف کے نواح میں واقع قصبہ تارا گڑھ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے میلسی جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک موجود ہے اپنے مرید کی مدد کے لئے تشریف لائے اور کفار سے جہاد کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دوران شہید ہو گئے اور سردھڑ سے علیحدہ ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میدان جنگ سے نکلے اور بغیر سر کے گھوڑے پر سوار ایک شخص امام دین کے مکان کے سامنے چلے گئے اور اُس کو پکارا۔ امام دین نے جب بغیر سر کے گھوڑے پر سوار شخص کو دیکھا تو ڈر گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ڈرو نہیں اور میدان جنگ میں جاؤ۔ وہاں ہر سر پر ایک چراغ جل رہا ہو گا لیکن جس سر پر چار چراغ جل رہے ہوں گے وہ اٹھا کر لے آؤ۔ امام دین نے حسب ارشاد تعمیل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اُسے صاحب اولاد کرے۔ امام دین اگرچہ ضعیف العمر تھا لیکن پھر بھی صاحب اولاد ہوا اور اسی کی اولاد اب بھی دربار شریف پر مجاور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار موضع دہلو تحصیل میلسی ضلع ملتان میں آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت دیوان چاولی مشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ملتان شہر میں عمارت دیوان چاولی مشائخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت قدیم ہے اور عمارت کے شمالی جانب ایک مسجد موجود ہے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ محمود غزنوی نے تعمیر کروائی تھی اور مشرق کی جانب ایک اور مسجد واقع ہے جس کے متعلق مشہور ہے کہ کہ عہد جہانگیر میں تعمیر ہوئی۔ عمارت کے اندر مزارات بھی موجود ہیں جن میں سے ایک مزار حضرت دیوان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرا اُن کی ہمشیرہ حضرت کنگن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا ہے۔ مزار حضرت دیوان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باہر حضرت سید شکور شاہ وزیر دیوان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک ہے۔ مزار حضرت دیوان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملحق ایک درخت بھی موجود ہے جس پر جال کی طرح نشانات ہیں۔ مشہور ہے کہ یہاں پر حضرت دیوان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیر کی شکل میں ظاہر ہو کر بچے مارے تھے۔ اسی دیوان سے ملحق چاہ بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارہ برس چلہ کشی کی تھی۔ اس کے علاوہ مزارات پسران حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موجود ہیں۔

کتب سیر میں بیان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام رائے چاولہ تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ راجہ ہسپال کے سب سے چھوٹے لڑکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے موزٹ اعلیٰ رائے لکھن قوم راجپوت ڈھوڈھی کا سردار تھا اور اسی نواح میں اُس کی حکومت قائم تھی۔ چنانچہ موضع کنگن پور رائے چاولہ کی ہمشیرہ کے نام سے آباد ہوا۔ رائے چاولہ بچپن ہی سے مذہب اسلام کی طرف راغب تھے اور بعالم باطن حضور رسول کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہو کر درجہ ولایت تک پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسلام قبول کر لیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمیشہ حضرت کنگن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا بھی مسلمان ہو گئیں۔

حضرت دیوان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائیوں کو یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے موقع ملتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شہید کر دیا۔ بعد میں انہیں اس بات کا شدید صدمہ ہوا اور انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ وصال 131ھ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک محمود غزنوی نے تعمیر کروایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک اواخر رمضان المبارک میں منایا جاتا ہے جس میں ہزاروں تشنگان اپنے دلوں کی پیاس بجھاتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر انور پر بڑے بڑے صاحب کمال بزرگان دین جن میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شیر شاہ سید جلال الدین سرخ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی نابغہ روزگار ہستیوں نے حاضر ہو کر کسب فیض حاصل کیا اور اب تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مرجع گاہ خلاق خاص و عام ہے اور لوگوں کے لئے منبع فیوض و برکات ہے۔



حضرت پیر برہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

دنیا میں کئی بادشاہ اور حکمران ایسے گزرے ہیں جنہوں نے بادشاہی میں ہی فقیری حاصل کی۔ ان بادشاہوں میں جنہوں نے فقیری حاصل کی سب سے مشہور حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جو کہ عراق و عجم کے بادشاہ تھے۔ ہندوستان میں اس ضمن میں ناصر الدین محمود اور اورنگ زیب عالمگیر کے نام قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح حضرت پیر برہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ مغلیہ خاندان کے زمانے میں کھروڑ کے حاکم تھے اور حاکم وقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فقیر دوست اور فقیر طبع انسان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خلق خدا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ خزانے کی رقم غرباء، فقراء اور مساکین میں بے دریغ استعمال کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ مرکزی حکومت کے خزانے کے لئے تھیلوں میں ٹھیکریاں بھر کر روانہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ ٹھیکریاں اشرافیوں میں بدل گئیں۔ جو لوگ خود اپنے ہاتھوں سے ٹھیکریوں کو بھر کر لے گئے تھے جب انہوں نے دہلی جا کر تھیلے کھولے تو اشرافیوں کو دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معتقدین میں شامل ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیوض و برکات سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔

حضرت پیر برہان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار خانقاہ قصبہ کھروڑ سے نصف میل کے فاصلے پر جانب مشرق واقع ہے۔



حضرت سید علی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید علی سرور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دور کے نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت لعل فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ حضورِ غوثِ اعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ تھے کے دستِ حق پرست پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 600ھ میں دہلی سے کھروڑ تشریف لائے۔ ابتداء میں کچھ عرصہ ملتان شہر میں بھی قیام فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین شادیاں کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد آج بھی کھروڑ میں آباد ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال کھروڑ میں ہوا اور وہیں پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزارِ پاک موجود ہے۔



حضرت پیر سید محبت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر سید محبت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانے کے مشہور عالم و عابد تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تقویٰ میں کمال درجہ حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت اور ذکرِ الہی میں گزرتا تھا۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استغناء کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی سے کچھ قبول نہ فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار باغ لائے خان سے متصل سڑک پر مغربی جانب واقع ہے۔



حضرت خواجہ اولیس کھگہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”جلال الدین“ اور لقب ”خواجہ اولیس“ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں عرب سے ملتان آکر آباد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تمام عمر خلق خدا کی خدمت میں گزری۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمہ وقت یادِ الہی میں مشغول رہتے تھے۔

حضرت خواجہ اولیس کھگہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 700ھ کو اس جہانِ پرفانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بستی دائرہ ملتان میں مدفون کیا گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تعمیر کروایا۔



حضرت شاہ حسین آگاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے زمانے کے صاحب کمال بزرگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ اپنی حسن و قبح کی وجہ سے قبل از وقت آگاہ ہو جاتے تھے اس لئے آگاہی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگ استخارہ کے لئے تشریف لاتے تھے۔ ملتان میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے ایک بازار حسین آگاہی کے نام سے مشہور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک ملتان میں مرجع گاہ خلایق خاص و عام ہے۔



حضرت شاہ حبیب گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق گیلانی سید گھرانے سے ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت پیر عبدالحق خلیف الصدق حضرت پیران پیر حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد پاک سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد سید فتح اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد کے بلند پایہ اولیاء اللہ میں شمار ہوتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم و تربیت بغداد میں حاصل کی۔ بارہ برس کی عمر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ظاہری علوم سے فارغ ہو چکے تھے۔ بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چلہ کشی و عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے ملتان تشریف لائے اور ان کے حکم سے موضع بغداد کی بنیاد رکھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بے شمار کرامتیں زبان زد عام ہیں۔

ایک مرتبہ شاہ جہاں بادشاہ کو چار پائی سمیت عالم خواب میں بلا کر ایک غریب سوداگر کی دادرسی کا حکم دیا جس کا کچھ روپیہ بادشاہ پر واجب تھا اور شاہی افسر خزانہ کی وجہ سے ادا نہ ہوا تھا۔ شاہ جہاں نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمات کے صلہ میں موضع بغداد بطور جاگیر عطا فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک موضع بغداد ملتان کے نواح میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت ار جن شیر بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کتب سیر میں بیان ہے کہ بخارا سے چار بزرگ جن کا تعلق قوم سادات سے تھا حضرت ار جن شیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت ازانی شیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شاہ صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ اور حضرت شاہ دادر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بطور سیاحت ہندوستان سفر کرتے ہوئے ملتان کے نواح میں واقع سرانے سدھو تشریف لائے اور ایک جنگل میں قیام پذیر ہوئے۔ اُن دنوں میں سرانے سدھو میں یہ مشہور تھا کہ ایک جن قصبہ سرانے سدھو کے باشندوں کو تکلیف دیتا ہے اور اُن کے بچوں کو اٹھا کر لے جاتا ہے۔ ایک دن وہ جن ایک بیوہ عورت کے بچے کو اٹھا کر لے گیا۔ وہ عورت گریہ زاری کرتی ہوئی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس عورت کی گریہ زاری کو دیکھتے ہوئے اُس جن سے مقابلہ کیا اور شیر پر سوار ہو کر سانپ کو بطور چابک استعمال کیا اور اُس جن کو شکست فاش دی۔ اُس دن سے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ار جن شیر کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے متعلق کتب سیر خاموش ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار عبداللہ جمعدار تحصیل سدھو نے بنوایا جسے بحالت خواب بشارت ہوئی کہ مزار پاک تعمیر کروائے۔ اسی جمعدار تحصیل نے خانقاہ بنوائی اور نوکری چھوڑ کر مجاور ہو گیا۔ اب بھی اسی کی اولاد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار پر مجاور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر ہر سال 27 جیٹھ کو عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔



حضرت میاں عبدالحکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت میاں عبدالحکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد غلام علی کپڑے دھویا کرتے تھے۔

اُس زمانے میں حاجی رحمت علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چرچا زبان زد عام تھا۔ اُن کے کپڑے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد غلام علی دھویا کرتے تھے۔ جب وہ یہ کپڑے دھو کر حضرت حاجی رحمت علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کرتے تو اٹھ کر ادب و احترام کے ساتھ پیش آتے۔ ایک مرتبہ لوگوں نے اُن سے اس عزت و تکریم کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ اس شخص کی پشت سے ایک قطب پیدا ہوگا میں اُس کے لئے ہی تعظیم بجالاتا ہوں۔

جب حضرت عبدالحکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو کچھ لوگ مکان پر آئے اور ایک لوٹا ایک جائے نماز اور ایک تسبیح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پیش کی اور فرمایا کہ اُن کو بشارت ہوئی تھی اور وہ یہ چیزیں مکہ مکرمہ سے بطور تحفہ لائے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب ہوش سنبھالا تو ابتدائی تعلیم و تربیت سے فارغ ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ سوائے عبادت کے کوئی اور کام نہ کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد کو لوگ تنگ کرتے تھے کہ تم کپڑے وقت پر نہیں دیتے۔ ایک دن انہوں نے زیادہ تنگ کرنے پر لوگوں سے معذرت کی کیا کروں ضعیف ہوں اور اکیلا کام کرتا ہوں۔ ایک لڑکا ہے وہ بھی کسی کام کا نہیں ہے۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پتہ چلا تو والد صاحب سے دریافت کیا کہ کتنا کام

باقی ہے۔ والد صاحب نے قریباً پانچ سو کے قریب مختلف کپڑے جن کو رنگنا تھا کڑا دیئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب پارچا جات پانی میں ڈال دیئے اور جس رنگ کا جو پارچا جات رنگنا تھا وہ رنگا ہو پانی سے باہر نکالتے گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس کرامت کی دھوم چہار سو پچھیل گئی اور لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اور اپنی مشکلات کے حل کے لئے رجوع فرمانے لگے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہائش پہلے دریا کے کنارے واقع تھی۔ والد صاحب کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں سے ”موضع ملکا“ تشریف لے گئے۔ پھر وہاں کچھ عرصہ گزارنے کے بعد دریائے راوی کے کنارے آباد ”چک سراجہ“ میں آکر قیام فرمایا اور کچھ عرصہ وہاں پر بھی گزارنے کے بعد چک سراجہ کے نواح میں اپنے نام سے ایک ”موضع عبدالحکیم“ آباد کیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1145ھ میں اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار آج بھی موضع عبدالحکیم جو کہ ضلع ملتان کی تحصیل خانیوال میں واقع ہے مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک یکم ساڑھ کو منایا جاتا ہے جس میں ہزاروں لوگ شامل ہو کر اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔



حضرت صدرالدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت صدرالدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی حضرت شیخ عماد الدین اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیٹے تھے۔ حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم و تربیت میں خصوصی دلچسپی لی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعلیم کے لئے جید علماء اور فضلاء کو مامور کیا۔ ان حضرات میں حضرت حمید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام سرفہرست ہے جو کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نگرانِ اعلیٰ مقرر ہوئے۔

حضرت صدرالدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روحانی اکتساب قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن الدین ابوالفتح والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی اور ان کی تربیت میں رہ کر سلوک کی منازل طے کیں۔ حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وصال کے وقت وصیت کی کہ ان کے بعد مسند کا وارث صدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بنایا جائے۔ حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مسند پر رونق افروز ہوئے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خانقاہ کے امور پر خصوصی دلچسپی لی اور امور کو اسی طریقے سے چلایا جس طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد چلاتے آئے تھے۔

شیخ الاسلام کا عہدہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس خاندان میں چلا آ رہا تھا۔ اس عہدے کا اختتام حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہوا۔ حضرت صدرالدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس عہدہ کو

قبول کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ بادشاہ وقت اُس وقت اپنے تشدد پسندانہ رویے کی وجہ سے عوام میں بدنام ہو چکا تھا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ظالم بادشاہ سے روابط قائم نہ رکھنا چاہتے تھے۔

725ھ میں جب سلطان محمد تغلق اس دارِ فانی سے کوچ کر گیا تو سلطان فیروز شاہ تغلق باہوش شاہ منتخب ہوا۔ فیروز شاہ نیک اور درویشوں سے محبت کرنے والا انسان تھا۔ وہ تخت پر بیٹھتے ہی ملتان پہنچا اور شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت یوسف گردیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارات پر حاضری دی اور اُن کے وسیلہ سے اپنی کامیابی کے لئے دعا مانگی۔

حضرت شیخ صدر الدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم ہوا کہ وزیرِ اعظم نے فیروز شاہ کے ملتان آنے کے بعد اُس کے پیچھے ایسے لڑکے کو تخت نشین کر رکھا ہے جس کا شاہی خاندان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ممکن ہے کہ فیروز شاہ کے دہلی جاتے ہی حصولِ سلطنت کے لئے مقابلہ ہو۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فیروز شاہ کو جنگی اخراجات پورے کرنے کے لئے اپنی جیب سے رقم بطور عطیہ پیش کی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اتباع میں ملتان کے بہت سے رئیسوں اور تاجروں نے بھی اشرافیوں سے بھری ہوئی تھیلیاں فیروز شاہ کی نذر کیں اور دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں اشرافیاں جمع ہو گئیں۔ فیروز شاہ نے شکر یہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ رقم بطور قرض حسنہ لے رہا ہوں اور دہلی جا کر انشاء اللہ تعالیٰ اسے واپس کر دوں گا۔

فیروز شاہ نے رخصت ہوتے وقت حضرت صدر الدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جد بزرگوار ہمیشہ اپنے قدم سے دہلی کو شرف بخشنے رہے ہیں لہذا میری آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے گزارش ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی تشریف لائیں۔

حضرت صدر الدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اُس کی انکساری پسند آئی اور

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دہلی آنے کا وعدہ کر لیا۔ جب شاہ تغلق بنگال کی مہمات سے کامیاب ہو کر دہلی واپس آیا اور جشن کی تیاریوں میں مصروف تھا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کافی عرصہ دہلی میں مقیم رہے۔ بعد ازاں جب واپس ملتان تشریف لانے لگے تو فیروز شاہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بیش قیمت تحائف کے ساتھ رخصت کیا اور ان تحائف کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شیخ الاسلام کا عہدہ دوبارہ قبول کرنے کی استدعا کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فیروز شاہ کی نیک نامی کو دیکھتے ہوئے اس عہدے کو قبول فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الاسلام کا عہدہ قبول کرنے کے بعد وقت فوقتاً دہلی تشریف لے جاتے تھے۔ اس دوران فیروز شاہ سے بھی ملاقات ہوتی رہتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر ملاقات میں اُسے رعایا سے حسن سلوک کی تلقین فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ سلطان فیروز شاہ اپنے لشکر کے ہمراہ ٹھٹھہ جا رہا تھا۔ حضرت صدر الدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ہمراہ تھے۔ راستہ میں ایک مقام پر شیخ الاسلام حضرت صدر الدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بادشاہ نے پہلی مرتبہ ٹھٹھہ پر لشکر کشی کی اور لشکر شاہی دہلی سے روانہ ہوا تو بادشاہ نے پاک چمن پہنچ کر حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضری دی لیکن شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضری سے قاصر رہا۔ حالانکہ اہل نظر حضرات میں ان دونوں آستانوں میں کوئی تفریق نہیں ہے۔ لہذا بادشاہ کو کہا کہ فوراً نذر مانو کہ مہمات سندھ سے فراغت کے بعد مشائخ کرام ملتان کے مزارات پر حاضری دو گے۔ حضرت صدر الدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات سن کر فیروز شاہ نے کہا کہ حضرت! یہ خطرہ بارہا میری طبیعت میں پیدا ہوا ہے۔

لہذا فیروز شاہ جب مہمات سندھ سے فارغ ہوا تو واپسی پر حضرات مشائخ ملتان رحمہم اللہ کے مزارات کی زیارت کی لئے ملتان تشریف لایا۔ شہر میں داخل ہوا تو لوگوں نے

اُس کا والہانہ استقبال کیا۔ انہی ایام میں حضرت صدر الدین محمد عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرما رہے تھے کہ

”بیٹا! تم نے قطب القطاب کو میری پابختی میں دفن کر دیا ہے جس سے مجھے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ایسا کرو کہ تم ان کسی دوسری جگہ منتقل کر دو۔“

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بموجب فرمان شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تابوت کو منتقل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب تابوت منتقل کرنے کا وقت آیا تو ہزاروں لوگ اکٹھے ہو گئے۔ فیروز شاہ تغلق کو پتہ چلا تو وہ بھی تابوت کو کندھا دینے کے لئے حاضر ہوا اور یوں قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو موجودہ جگہ پر مدفون کیا گیا۔ جہاں اُن کا مزار آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تابوت کی منتقلی کے بعد کچھ عرصہ تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیات رہے اور پھر داعی اجل کو لبیک کہا اور فرمان کے مطابق بزرگوں کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار آج بھی مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے اور ہزاروں تشنگان کے لئے راہ ہدایت ہے۔



حضرت شیخ مخدوم شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شیخ الاسلام حضرت صدر الدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اُن کے فرزند حضرت شیخ رکن الدین اسماعیل سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند نشین ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت صدر الدین محمد حاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اکلوتے فرزند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد محترم کے وصال کے بعد 26 سال تک مسند افروز رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 801ھ میں اس جہان فانی سے حقیقت و معرفت کے جام پلاتے ہوئے رخصت ہوئے۔

حضرت شیخ رکن الدین اسماعیل سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد اُن کے صاحبزادے حضرت عماد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند پر رونق افروز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طبیعت میں فقر و غناء اور جو دوسخا کا مادہ بدرجہ اتم موجود تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اُس دور کے تمام امراء و سلاطین دلی عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت شیخ عماد الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چھ فرزند پسماندگان میں چھوڑے۔

حضرت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت شیخ صدر الدین حلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند نشین ہوئے اور شیخ الاسلام کے لقب سے سرفراز ہوئے۔ حضرت شیخ صدر الدین حلیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں کوئی نرینہ اولاد نہیں ہوئی۔ لہذا اُن کے وصال کے بعد چھوٹے بھائی حضرت محمد یوسف قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند نشین ہوئے۔ حضرت محمد یوسف قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب مسند نشین ہوئے تو اُس وقت ملکی

حالات بہت خراب تھے۔ دہلی کی حکومت ختم ہو چکی تھی۔ بہت سے صوبے مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی خود مختاری کا اعلان کر چکے تھے۔ اس دوران سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ اُس کی آرام پسندی کی وجہ سے مغلوں نے دہلی پر متواتر حملے کئے۔ اس تباہی و بربادی کے اثر ملتان پر بھی ہوا اور ملتان کے امراء نے آپس میں متفقہ طور پر فیصلہ کر حضرت شیخ محمد یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بادشاہ نامزد کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چرچا اُس وقت اپنی پرہیزگاری اور تقویٰ کی وجہ سے ملتان شہر میں زبان زد عام تھا۔ لہذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اتفاق رائے سے بادشاہ منتخب کر لیا گیا۔

حضرت شیخ یوسف قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ عزوجل نے چار بیٹوں سے نوازا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزندوں میں حضرت شاہ نعمت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت شیخ شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شاہ عبداللہ قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شامل تھے۔ تمام صاحبزادے اپنے دور کے نامور اولیاء اللہ ہوئے لیکن ان میں حضرت شیخ شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار میں ہوتا ہے۔ حضرت شیخ شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احکام شرعیہ کے پابند اور خدا ترس تھے۔

حضرت شیخ یوسف قریشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت شیخ مخدوم شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند نشین ہوئے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مہمان نوازی کو لوگ اپنے لئے اعزاز سمجھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح ہزاروں گم گشتگان کو صراطِ مستقیم کی منزل دکھائی۔

سیر العارفین کے مصنف حضرت شیخ مولانا محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ جب میں زیارتِ حرمین الشریفین کی غرض سے سفر اختیار کیا تو سفر کے دوران ملتان پہنچا۔ ملتان پہنچ کر میں نے شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضری دی اور اُس وقت کے مخدوم حضرت شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس گیا اور اُن سے شیخ الاسلام کے حجرہ مبارک میں قیام کی اجازت طلب کی۔ حضرت شہر اللہ

رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اجازت مرحمت فرمادی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھ پر نظر کرم فرمائی اور میں نے شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حجرہ مبارک میں چالیس دن کی چلہ کشی کی۔ چالیسویں دن میں نے شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عالم رویا میں دیکھا تو عرض کی، حضور! بندہ حقیر زیارتِ حرمین شریفین کے لئے جا رہا ہوں دعا فرمائیے کہ بخیر و عافیت یہ سفر مقدس اختتام پذیر ہو۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر حضرت شیخ مخدوم شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ بخیر و عافیت پہنچو اور میرا سلام بھی بارگاہِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں پیش کرنا۔

حضرت شیخ مولانا محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ مخدوم شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساری بات بتائی تو انہوں نے کہا کہ واللہ! میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رخصت کرنے کے لئے تیار نہیں لیکن شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حکم ہے اس لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کم از کم ایک ماہ ضرور قیام فرمائیں۔ شیخ جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اب شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت مرحمت فرمادی لہذا میرا اب یہاں رکنا مناسب نہیں۔

حضرت شیخ مخدوم شہر اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 23 ذی الحجہ 920ھ کو وصال فرمایا اور ملتان میں آباؤ اجداد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار آج بھی مرجع گاہِ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت پیر اکبر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار محلہ ہزاریاں میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت عبدالعلیم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت عبدالعلیم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حضرت حسین آگاہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک گلی پونگراں میں واقع ہے۔ دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت پیر دولت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور خدمت گزار شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پولیس چوکی دولت گیٹ سے متصل سرکلر روڈ پر ایک مزار مبارک میں ہے جس میں دو بھائیوں حضرت پیر دولت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خدمت گزار شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبور ہیں۔ ان دونوں بھائیوں کے حالات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت تارنج مولوی عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”عبدالخالق“ ہے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”تارنج“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرون لوہاری گیٹ واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت عبدالرشید کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پرانی غلہ منڈی چوک بازار میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلوک و طریقت کی منازل شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانى رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔



حضرت پیر ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بوہڑ گیٹ محلہ درکھاناں میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک نوگزلبی ہے جس کی وجہ سے پیر نوگزہ کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کفار سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔



حضرت برہان الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت برہان الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون بوہڑ گیٹ بازار کتب فروشاں میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمد تعلق بادشاہ ہند کے استاد تھے اور ایک روایت کے مطابق قطب الاقطاب حضرت شاہ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تعلیم حاصل کی تھی۔



حضرت شاہ خرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہ خرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار خونی برج کے نزدیک واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔



حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نامور علمائے دین میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگ اپنے مسائل کے حل کے لئے تشریف لاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب بھی کوئی سنگین مسئلہ درپیش ہوتا تو حجرہ مبارک میں جا کر دروازہ بند کر لیتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے التجا کرتے تو مسئلہ کا حل سمجھ آ جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار قبرستان پیر عمر میں واقع ہے۔



حضرت مولانا سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام مولانا سراج الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے لیکن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیر گوہر سلطان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے ملتان میں ایک مسجد بھی موجود ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس مسجد میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔



حضرت پیر برہان شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بڈھا روڈ پر ایک قبرستان میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے نزدیک حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد حضرت خواجہ محمد یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار واقع ہے۔ ان کے مزار کے ساتھ ہی حضرت حافظ محمد جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کا مزار پاک ہے۔



حضرت جعفر شاہ شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت جعفر شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرون بوہڑ گیٹ محلہ والوٹ میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت شیخ احمد معشوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ احمد معشوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور خلفاء میں ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر کیمیاء کا بھی اثر تھا کہ جن کے روحانی فیوض و پرکات نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نابغہ روزگار بنا دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وطن قندھار ہے جس کہ وجہ سے لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ”شیخ قندھاری“ کے نام سے پکارتے تھے۔

حضرت شیخ احمد معشوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ابتدائی حالات کے بارے میں کتب سیر میں مذکور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نوش تھے اور شراب کے بغیر ایک لمحہ گزارنا بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے مشکل ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس عادت سے تنگ آ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد محترم جو کہ قندھار میں اپنے حسن و سلوک کی وجہ سے عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے نے کچھ سرمایہ دے کر فرمایا کہ کسی دوسرے گاؤں چلے جاؤ اور وہاں جا کر ان پیسوں سے کوئی دوکان کر لینا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد سے رخصت ہوئے اور قندھار سے سفر کرتے ہوئے ملتان تشریف لے گئے۔ والد محترم نے جو سرمایہ دیا تھا اس سے دوکان کھول لی۔ ایک دن حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر پڑی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دوکان میں گاہوں کو سودا سلف دے رہے تھے۔ حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک ہی نظر میں اندازہ لگا لیا کہ ان کی منزل مراد کچھ اور ہے۔ انہوں نے گھر جاتے ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلوایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب گھر پہنچے تو حضرت شیخ

صدرالدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شربت منگوا کر پلایا۔ شربت پینا تھا کہ قلب جاری ہو گیا اور ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کر کے شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارادت مندوں میں شامل ہو گئے۔

حضرت شیخ احمد معشوق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا سارا مال و دولت فقراء اور مساکین میں تقسیم کر دیا اور تارک الدنیا ہو گئے۔ فقر و درویشی اختیار کی اور اس قدر یاد حق میں مشغول ہوئے کہ درجہ ولایت پر نامزد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جذب و مستی کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دنیا اور اہل دنیا سے بے خبر رہتے تھے۔ بے خودی اتنی بڑھ چکی تھی کہ کبھی کبھار فرائض کا خیال بھی نہ رہتا۔

ایک مرتبہ علمائے کرام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اس مستی میں حضرت نماز ترک کر دیتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھ میں نماز کی ادائیگی کی قدرت نہیں ہے۔ میں نماز کے دوران سورہ فاتحہ نہیں پڑھ سکتا۔ علماء نے کہا کہ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا میں ایسا کعبہ و ایسا کعبہ نستعین کے الفاظ نہیں پڑھوں گا۔ علماء نے کہا کہ اس کے بغیر نماز نہیں۔ پھر انہوں نے وضو کرنا شروع کیا۔ کئی مشکیزے پانی کے اٹڈیلے گئے لیکن ہاتھ تر نہ ہو سکے۔ علماء نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دریا میں غوطہ زن کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب دریا میں غوطہ زن ہوئے تو پانی ابلنا شروع ہو گیا۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وضو ہو گیا تو نماز کا آغاز کیا۔ جب ایسا کعبہ و ایسا کعبہ نستعین پر پہنچے تو جسم سے خون کے قطرے ٹپکنا شروع ہو گئے۔ کچھ ہی دیر میں سارا لباس خون سے تر ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً ہی نماز توڑ دی اور علماء سے فرمایا کہ میرا بدن حائضہ کی طرح ناپاک ہے جس طرح اُسے نماز معاف ہے لہذا مجھے بھی معاف رکھیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 733ھ میں وصال فرمایا۔



حضرت خواجہ حسن افغان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تعلق سادات خاندان سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ نسب خواجہ سید حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن ابو محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن سید جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن حضرت علی ابن ابی طالب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے۔

حضرت خواجہ حسن افغان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلوک کی منازل شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس رہ کر طے کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شوق عبادت کی وجہ سے مقبول تھے۔

حضرت خواجہ حسن افغان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ظاہری علوم سے بالکل نااہل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علوم باطنی کا کمال تھا کہ تمام علوم سینہ اقدس پر نقوش تھے۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آزمائش کے لئے قرآن و حدیث اور اقوال مشائخ لکھ کر لاتے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مومنانہ فراست سے ان الفاظ کی تشریح فرماتے۔ جب لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کرتے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تو اُمی ہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ قرآن و حدیث کی عبارت دیکھ کر مجھے ایسا نور نظر آتا ہے کہ ان الفاظ کے انوار و تجلیات مجھ پر ظاہر ہو جاتے ہیں اور بزرگان دین کے اقوال کے انوار میں تا فلک قمر دیکھتا ہوں۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مشہور ہے

کہ روزِ محشر جب اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھیں گے کہ تو میری بارگاہ میں کیا لایا ہے تو میں حسن افغان کو پیش کر دوں گا۔

محبوبِ الہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت و رفعت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حسن افغان ایک باعظمت و جلالت والے بزرگ تھے۔

کتب سیر میں مذکور ہے کہ ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان سے دہلی تک عازم سفر ہوئے۔ راستہ میں ایک مسجد کی تاسیس کر رہے تھے کہ علماء کی ایک جماعت نے قبلہ کی صورت پر اعتراض کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن سے فرمایا کہ قبلہ اسی طرف ہے اور اگر میری بات پر اعتبار نہیں ہے تو خود دیکھ لو۔ جونہی لوگوں نے نظریں اٹھائیں تو قبلہ سامنے موجود تھا۔

ایک دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گزرا ایک گلی سے ہوا۔ مغرب کا وقت ہوا تو قریب کی ایک مسجد میں تشریف لے گئے۔ امام صاحب جماعت کرانے لگے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی بحیثیت مقتدی نماز ادا کی۔ نماز سے فارغ ہو کر امام صاحب سے عرض کی کہ جب آپ نے نماز پڑھائی عین نماز کے وقت دہلی سے بنگال چلے گئے اور وہاں سے ایک غلام خرید کر واپس آگئے اور انہی غلاموں کو بیش قیمت بیچنے کے لئے عرب روانہ ہو گئے۔ مجھے آپ کی اقتداء میں خواہ مخواہ مارا مارا پھرنا پڑا۔ آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ یہ کون سی نماز تھی اور میں اسے کس نام سے موسوم کروں۔ امام صاحب سن کر شرمندہ ہو گئے۔

حضرت حسن افغان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 689ھ میں وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہے۔



حضرت پیر دربر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر دربر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چشمہ روحانیت سے سرفراز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زہد و تقویٰ میں بے مثال تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اصل نام کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لقب ”دربر“ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قطب الاقطاب حضرت شیخ رکن الدین والعالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درمیان واقع ہے اس لئے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دربر کے وصفی نام سے پکارا جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 644ھ کو وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارات پر ہزاروں لوگ حاضر ہو کر کسب فیض حاصل کرتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر ذیل کا شعر کندہ ہے۔

روئے پا کاں ہر کہ بیند صبح و شام
آتش دوزخ بود بر دے حرام



حضرت سید عظیم الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجازی سید ہیں اور ان چند خوش نصیب انسانوں میں شمار ہوتے ہیں جنہیں روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خاکِ کربوی اور چراغِ بندگی کی سعادت حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجسم علم و فضل اور زہد و تقویٰ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی علمی بصیرت پورے جزیرہ نما عرب میں مشہور تھی۔

1207ھ میں ملتان کے حاکم نواب مظفر خاں شہید جو کہ خود بھی ایک خدا رسیدہ بندہ تھے زیارتِ حرمین شریفین کے لئے گئے تو مناسک حج سے فارغ ہو کر روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت کا تذکرہ سنا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتان آنے کی درخواست کی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو روضہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے جدائی کسی بھی صورت منظور نہ تھی لیکن جب بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اشارہ ہوا تو ملتان تشریف لے گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملتان میں آمد کے تبلیغِ دین کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ کبھی کسی سے کوئی پیسہ نہیں لیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1231ء میں ملتان میں ہی وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرونِ دولت گیٹ واقع ہے اور مرجع گاہِ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت پیر عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیضان سے فیض یاب ہوئے اور سلوک کی منازل طے کیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوجوانی میں ملتان تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زہد و تقویٰ بے مثال تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔

ایک مرتبہ ایک نواب کی بیگم آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس اس ارادے سے آئیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا فرمائیں تو میں بیوی کا رشتہ استوار ہو جائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک ٹھیکری اٹھائی اور اُس پر تحریر فرمایا کہ اگر نواب اپنی بیگم سے محبت کرے تو عمر کو کیا؟ اور اگر نہ کرے تو کیا؟ پھر اُس نواب کی بیگم کو ہدایت کی کہ اس ٹھیکری کو اپنے پاس سنبھال کر رکھے۔ اس ٹھیکری کی برکت سے نواب نے اپنی بیگم سے محبت کرنا شروع کر دی۔ بیگم شکرانے کے طور پر اشرافیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی لے کر خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اٹھا کر منہ میں ڈال لی۔ بیگم نے کہا کہ یہ کھانے کی چیز نہیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اگر کھانے کی نہیں تو کیوں لائی ہو؟ اس کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس خاتون سے قبر کے لئے قطعہ اراضی طلب کیا۔ اُس خاتون نے قطعہ اراضی مہیا کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بعد از وصال اسی جگہ مدفون ہوئے۔ یہ جگہ وقت کے ساتھ ساتھ قبرستان میں تبدیل ہو گئی اور پیر عمر قبرستان کے نام سے ملتان میں مشہور ہے۔



حضرت شیخ حسین کاہِ برِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ حسین کاہِ برِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم عصر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہمہ وقت جذب و مستی کی کیفیت طاری رہتی تھی۔ اس کیفیت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھاس کھود کر اپنے نان و نفقہ کا بندوبست کرتے تھے۔ جب جذب و مستی کی کیفیت زیادہ ہوئی تو ایک شراب خانے میں ڈیرہ لگایا۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ ملاقات کے لئے شراب خانے میں تشریف لائے تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُن کو شراب کا پیالہ پیش کیا۔

شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُسے اپنے گریبان میں الٹ دیا۔ گھر آ کر شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا کرتہ خادمہ کو دھونے کے لئے دیا۔

خادمہ نے اُس کو اچھی طرح دھویا لیکن داغ دور نہ ہوا۔ خادمہ نے داغ چوس لیا۔ داغ کا چوسنا تھا کہ اُس کی کائنات بدل گئی اور وہ اپنے دور کی عارفہ بن گئی۔

حضرت شیخ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ملتان میں ہی ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون بوہڑ گیٹ واقع ہے۔



حضرت سلطان ابا بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سلطان ابا بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار بھی ملتان کے اکابر اولیاء اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت سید جلال شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اپنے دور کے نامور اولیاء اللہ میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار موضع دہڑور واہن میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت سید سلطان جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید سلطان جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 830ھ میں ہوا۔



حضرت لال حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت لال حمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار فتح پور سے غریب سمت واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغداد میں پیدا ہوئے اور کتب سیر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تذکرہ حضور غوث الاعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک ہر سال ساون کے تیسرے جمعہ کو منایا جاتا ہے۔



حضرت حافظ محمد اکرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت حافظ محمد اکرم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قریشی النسل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 1206ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب حسن و جمال تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1260ھ کو اس جہان فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بہاول گڑھ کروڑ میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت فقیر جتی ابدال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت فقیر جتی ابدال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دار الشکوہ کے ملازم تھے۔ جب شہزادہ دار الشکوہ مغلوب ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شادی نہیں کی اسی لئے مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے اندر کسی عورت کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ملتان کے نواح میں قصبہ رام پور میں واقع ہے۔



حضرت میاں رحمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت میاں رحمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار سرانے سدھو میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت سید ولایت شاہ حسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حسینی سید ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مورث اعلیٰ عرب میں مقیم رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت ماموں شیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”شیر شاہ“ ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علی ہجویری المعروف حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ماموں تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بغرض سیاحت حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ لاہور تشریف لائے تھے۔ لاہور میں ایک جنگ کے دوران آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہید ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سر مبارک دھڑ سے الگ ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دھڑ سمیت گھوڑے پر سوار ہو کر میر پور چلے گئے۔ وہاں پر کنویں میں کچھ عورتیں پانی بھر رہی تھیں وہ گھوڑے پر سر بریدہ انسان کو دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بد عادی تو وہ گاؤں غرق ہو گیا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روپوش ہو گئے۔ چنانچہ وہ جگہ آج بھی ماموں شیر والا کے نام سے مشہور ہے۔ 20 چیت کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس مبارک نہایت عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے جس میں ہزاروں لوگ شامل ہو کر کسب فیض حاصل کرتے ہیں۔



حضرت پیر سواری صاحبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

حضرت پیر سواری صاحبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے اصل نام کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے والد ماجد سید نورنگ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نابغہ روزگار میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا تارک الدنیا تھیں اور جنات و حیوانات آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے مطیع تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا عرس مبارک یکم ماہ چیت کو عقیدت و احترام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔



حضرت مائی سپوراں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا 1155ھ میں موضع چڑالہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام ”صفوراں“ تھا۔ لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسپوراں کے نام سے یاد کرتے تھے جس کے معنی ہیں مراد پوری کرنے والی۔ اسپوراں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سپوراں ہو گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا حضرت عبدالکحیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا صاحب کشف و کرامت تھیں۔

حضرت مائی سپوراں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا وصال 1909ء میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا مزار موضع مائی سپوراں سرانے سدھو میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلاق خاص و عام ہے۔



حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا قطب الاقطاب حضرت شیخ رکن الدین ابوالفتح والعالَم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ تھیں اور حضرت شیخ صدر الدین عارف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرغانہ کے سلطان جمال الدین کی دختر و نیک اختر تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر تربیت سلوک کی منازل طے کیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا اپنے زہد و تقویٰ اور عبادت میں یکتائے روزگار تھیں۔ ہر روز قرآن پاک ختم کرتیں۔ نماز پنجگانہ اور دیگر اوراد و وظائف باقاعدگی سے پڑھتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیضانِ نظر سے علانے کی کئی عورتیں راہِ راست پر آئیں اور باقاعدگی سے پابندِ صوم و صلوة ہوئیں۔

حضرت بی بی راستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کی تربیت کا ہی فیضان تھا کہ قطب الاقطاب حضرت شیخ رکن الدین والعالَم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ولایت میں ایک بلند مرتبے پر فائز ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا، حضرت شیخ رکن الدین والعالَم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دودھ پلاتے وقت قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی تھیں۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے 695ھ میں وصال پایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کا مزار پاک ملتان میں مرجع گاہِ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت سید محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت سید یوسف گردیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولادِ پاک میں سے ہیں اور نابغہ روزگار اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت سے نابینا بینا ہو جاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1211ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار سرائے سادھو میں واقع ہے۔ اب بھی اکثر نابینا لوگ مزارِ پاک پر حاضری دیتے ہیں اور فیض پاتے ہیں۔



حضرت طالب شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت طالب شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار موضع سردار پور میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیریکر خاموش ہیں۔



حضرت بانگا بلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد کے مؤذن تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار محلہ بانگا بلال اندرون دہلی گیٹ واقع ہے۔



حضرت پیر فتح اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”فتح اللہ“ اور لقب ”نوری لعل“ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین بچپن ہی میں وصال پا گئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت کر رہے تھے کہ آسمان سے دو صندوق اترے۔ ایک صندوق میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غائب ہو گئے۔ وزن میں دونوں صندوق برابر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر دونوں صندوق موجود ہیں۔



حضرت پیر مولا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق سادات گھرانے سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گوگیرہ قوم سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مولوی سکندر تحصیل لودھراں میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت بابا دادا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت ولی تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار قبرستان پیر عمر میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت قطب الدین کاشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت قطب الدین کاشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم عصر ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت و ریاضت مشہور ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز اس خشوع سے ادا کرتے تھے کہ شیخ الاسلام حضرت شیخ بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شیخ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتنی دور سے میری افتاء میں نماز کے لئے تشریف لاتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ جس نے کسی عالم کے پیچھے نماز پڑھی اُس نے گویا کسی نبی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک قلعہ کہنہ عقب حسین آگاہی موجود ہے۔



حضرت خواجہ خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام امام بخش تھا مگر مولانا خیر پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت واردات کی وجہ سے تبدیل کر کے خدا بخش رکھ لیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1311ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حسین آگاہی محلہ کمانگراں میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلافت خاص و عام ہے۔



حضرت پیر عیسیٰ مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار فتوح پورہ میں واقع ہے۔ پہلے مسافر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی سے تشریف لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر سینکڑوں لوگ بیعت ہوئے۔ بادشاہ دہلی نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں ہی ایک خانقاہ بنوادی تھی۔ حضرت عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مسافر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ ان کا مزار بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ ہے۔



حضرت حافظ اللہ بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 40 سال تک مرشد پاک کی خدمت میں رہے اور کسب فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال یکم شوال 1344ھ کو ہوا۔



حضرت شاہ بدرخ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استادوں میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار نواں شہر کے قریب طارق روڈ پر واقع ہے۔



حضرت شہیدی لال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام "شیخ سعید الدین" ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب "شہیدی لال" ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 699ھ میں چنگیزیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ملتان اسٹیشن کے نزدیک واقع ہے۔



حضرت جھنڈا فقیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے اندر ایک چبوترے پر واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ یہاں دوزخ تیار ہے۔ چنانچہ یہاں کچھ عرصہ کے بعد جیل بنا دی گئی۔



حضرت میر آغا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چوغطہ خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار کوئٹہ تعلق روڈ پر جانب شمال واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زوجہ کی قبر مبارک موجود ہے۔



حضرت موج دریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت موج دریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے قبل ملتان تشریف لائے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرامطیوں کے خلاف علم جہاد بلند کیا تھا اور اس بے دینی کے سیلاب کو روکنے کی کوشش کرتے رہے۔ جب حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان تشریف لائے تو ان دنوں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار تھے اور کچھ عرصہ کے بعد وصال پا گئے۔ حضرت شاہ یوسف گردیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اسی حجرے میں دفن کیا جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادت کرتے تھے۔ سکھوں کے دور میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار منہدم ہو گیا اور وقت کے ساتھ ساتھ قبر مبارک کا نشان بھی ختم ہو گیا۔



حضرت بسنت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت بسنت شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجذوب فقیر تھے۔ ایک انگریز کی بیوی کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نہایت عقیدت تھی۔ وہ انگریز عورت روزانہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے چلی آتی۔ انگریز کو یہ بات اچھی نہ لگتی تھی اس لئے اس انگریز نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ایک دن موقع پا کر گولی چلائی۔ بندوق سے گولی کی بجائے پانی نکلنا شروع ہو گیا۔ وہ انگریز آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بزرگی کا قائل ہو گیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار محلہ گنج میں واقع ہے۔



حضرت حاجی پٹھان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق تعلق خاں کے خاندان سے ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ملتان میں مسجد وزیر خاں تعمیر کروائی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مسجد قریشیاں کے چبوترہ پر واقع ہے۔



حضرت حافظ سید جمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استنبول ترکی سے تشریف لائے اور ملتان میں آکر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار سے مشرق کی سمت مسجد جموں والی میں واقع ہے۔



حضرت غلام محمد سلیمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے نامور جید عالم دین میں ہوتا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 1301ھ میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرون لوہاری گیٹ محلہ بدر شاہ خاں میں مسجد مولانا غلام محمد کے جنوبی حجرہ میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت حافظ عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حسین آگاہی چوک میں متصل مسجد حضرت خواجہ موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مرقد وقت گزرنے کے ساتھ بے نشان ہو گیا تھا۔ مسجد میں داخل ہونے کے وقت لوگ یہاں جوتے اتارتے تھے۔ ایک شب جب حضرت خواجہ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تہجد کی نماز ادا کرنے مسجد میں تشریف لائے تو ایک بزرگ کو دیکھا جو کہہ رہے تھے کہ جہاں لوگ جوتے اتارتے ہیں وہاں میری قبر تھی۔ عرصہ دراز سے مجھے تکلیف ہو رہی ہے لہذا جوتیوں کی جگہ تبدیل کروائی جائے۔

حضرت خواجہ موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جوتیاں اتارنے کے لئے دوسری جگہ منتخب کرادی اور دیوار کو بڑھا کا مزار مبارک کی شکل دے دی۔



حضرت اللہ داد خان گورمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع گورمانی ضلع مظفر گڑھ کے مشہور گورمانی خاندان میں 1175ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سیر و سیاحت کا بے حد شوق تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوران سفر بے شمار اولیاء اللہ سے کسب فیض حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال 1215ھ میں ملتان شہر میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ملتان اسٹیشن کے نزدیک واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔



حضرت پیر قالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر قالہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک اندرون حرم گیٹ نزد چوک کالے منڈی میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔

کتب سیر میں بیان ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں ملتان میں قحط پڑ گیا۔ لوگ بھوکے مرنے لگے۔ قحط کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں تک کو بیچنے کو تیار تھے۔ اس اثناء میں ملتان شہر میں ایک شخص گزرا جس کے پاس گندم سے بھری ہوئی بوری تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُسے روک دیا اور اُس سے گندم کی بوری لے کر شہر میں منادی کرادی کہ جس کو گندم کی ضرورت ہے لے جائے۔ ایک ہجوم آیا اور گندم لے کر جاتا رہا۔ گھروں میں گندم کے ڈھیر اکٹھے ہو گئے تب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس شخص سے کہا کہ اپنی بوری لے جاؤ اور جب اُس شخص نے بوری دیکھی تو وہ ویسے ہی گندم سے بھری ہوئی تھی۔



حضرت حافظ محمد حیات رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت حافظ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار حضرت پیر عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے نزدیک چاہ آوے قبرستان میں موجود ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہی روحانی تربیت کا فیضان تھا کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے حضرت حافظ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نابغہ روزگار ولی ہوئے۔



حضرت حافظ داؤد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بستی دائرہ چوک شاہ عباس میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حافظ قرآن اور عالم دین تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مورث اعلیٰ محمد بن قاسم کے لشکر کے ہمراہ ملتان تشریف لائے تھے۔



حضرت میراں کنگ سوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت میراں کنگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ملتان کے قدیم قلعہ کے نزدیک واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ساری زندگی تجر میں گزاری اور قلندر مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات کے بارے میں کتب سیر خاموش ہیں۔



حضرت سید یحییٰ نواب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق سادات گمرانے سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون حرم گیٹ کے اندر واقع ہے اور مرجع گاہ خلاق خاص و عام ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید ابوالحسن موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے فرزند تھے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "نواب یحییٰ" کے نام سے مشہور تھے۔



حضرت شاہ ولی عرف میاں وکیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون دہلی گیٹ محلہ باغیچہ میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرالی قوم سے تعلق رکھتے تھے۔



حضرت پیر قاضی جلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون پاک گیٹ ایک چبوترے پر واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔



حضرت سید عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون حرم گیٹ واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید موسیٰ پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے فرزند تھے۔



حضرت پیر جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار اندرون پاک گیٹ واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات کتب سیر میں مذکور نہیں ہیں۔



حضرت گوہر سلطان اصحابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرون دہلی گیٹ واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر حالات و واقعات مخفی ہیں۔



حضرت شاہ علی اکبر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شمس الدین اور یزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتان شہر سے جانب غرب سورہ میانی میں واقع ہے۔



حضرت پیر فضل شاہ و پیر کلیم اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ دونوں بھائیوں کے مزارات اندرون دولت گیٹ محلہ کاشیکراں میں واقع ہیں۔ دیگر حالات و واقعات کے بارے میں کتب سیر یکبر خاموش ہیں۔



حضرت شاہ حسن پروانہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار شاہ حسن قبرستان ملتان میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق سادات خاندان سے تھا۔



حضرت محمد مراد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار بیرون لوہاری گیٹ نزد پرانی کوتوالی میں واقع ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محکم الدین سیرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔



حضرت پیر لڈن کڈن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت پیر لڈن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت پیر کڈن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دو بھائی ہیں جن کے مزارات اندرون پاک گیٹ محلہ حافظ داؤد میں واقع ہیں۔



حضرت مائی مہربان صاحبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا

اور حضرت شیخ شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ دونوں حضرات کی خانقاہ بیرون بوہڑ گیٹ نزد چوک فوارہ واقع ہے۔ حضرت شیخ شاہ شرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مائی مہربان صاحبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے پوتے ہیں اور حضور غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید تھے۔ آپ دونوں حضرات حضرت شاہ یوسف گردیزہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تقریباً چار سال بعد بغداد سے ملتان تشریف لائے تھے۔



حضرت بابا غریب شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت بابا غریب شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب حال و قال عالم باعمل اور یکتائے زمانہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا زہد و تقویٰ بہت مشہور تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تمام رات عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔

کتب سیر میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خر بوزے بوئے اور ان کی دیکھ بھال کے لئے ایک آدمی بھی مقرر کیا۔ حاکم وقت کا ایک سپاہی آیا اور خر بوزے توڑنے چاہے۔ اُس خادم نے منع کیا تو سپاہی نے اُس کے منہ پر طمانچہ مار دیا۔ وہ روتا ہوا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ گوش گزار کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس سے فرمایا کہ صبر کرو وہ اپنا کیا پائے گا۔

رات ہوئی تو وہ سپاہی دیوانہ ہو گیا۔ ہر کسی کے پاس جا کر کہتا کہ میرے سر پر جوتے مارو۔ کئی روز بعد لوگ اُس سپاہی کو پکڑ کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لائے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو اُس کی دیوانگی جاتی رہی۔ لوگ جوق در جوق آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور فیوض و برکات حاصل کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک ملتان سے شیر شاہ روڈ پر عوامی ہسپتال کے نزدیک واقع ہے اور مرجع گاہ خلاق خاص و عام ہے۔



حضرت مخدوم سید غلام مصطفیٰ شاہ گیلانی المعروف

حضرت حامد گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ”سید غلام مصطفیٰ“ اور لقب ”حامد گنج بخش“ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت 1878ء میں ہوئی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں ولایت کے آثار بچپن ہی سے موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قرآن مجید چھوٹی ہی عمر میں ختم کر لیا۔ قرآن مجید اور دیگر دینی تعلیم کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سکول میں داخل کروادیا گیا۔

1304ھ میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعلیٰ تعلیم کے لئے اچھی سن کالج لاہور میں داخل ہوئے اور 1309ھ میں کالج سے ڈپلومہ حاصل کیا۔ بعد ازاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکومت برطانیہ کی طرف سے نمایاں عہدے پر فائز کر دیا گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دینی علوم سے بے حد شغف حاصل تھا۔ عربی اور فارسی پر عبور رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 1914ء میں اپنے والد ماجد کے ساتھ حج کی سعادت حاصل کی۔ والد صاحب کی وفات کے بعد مسند نشین ہوئے اور روحانی فیض جاری ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ذاتی خرچ سے حضرت موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک تعمیر کروایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 17 اپریل 1949ء کو وصال فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار احاطہ موسیٰ پاک شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں واقع ہے۔



حضرت خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار اپنے دور کے عظیم روحانی پیشوا اور عالم دین میں ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قریشی النسل تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے اور سلوک کی منازل طے کیں۔

حضرت خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابھی زمانہ طالب علمی میں ہی تھے کہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسرے شاگردوں سے فرمایا کہ ایک شخص ہمیں مسلسل لوٹ رہا ہے اُس کا خیال رکھو۔ تمام شاگردوں کی نگاہیں حضرت خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف اٹھ گئیں۔

حضرت خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب سلوک کی منازل طے کر لیں تو مرشد پاک نے خلافت سے سرفراز فرمایا اور ملتان کے نواحی قصبہ خیر پور بھٹہ جانے کا حکم دیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب قصبہ خیر پور بھٹہ تشریف لائے تو یہاں پر ایک قدیم مسجد آباد تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسجد میں رہائش اختیار کی اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خیر پور بھٹہ سے ایک میل دور جانب مغرب موضع ٹھنڈی کھوہاڈ تشریف لے گئے۔

موضع ٹھنڈی کھوہاڈ پہنچنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ پھر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اپنے روحانی فیوض سے لوگوں کو مالا مال کرنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ کتب سیر میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کی ذیل کی کرامت مذکور ہے!

ایک مرتبہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں درس دے رہے تھے کہ یکا یک لٹو کی طرح گھومنے لگ گئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تمام شاگرد حیران ہو کر دیکھنے لگے۔ کچھ لمحے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رکنے اور درس دینا شروع کر دیا۔ دوسرے دن آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ حضور کل ہماری کشتی جس میں بچے بھی سوار تھے ایک بھنور میں پھنس گئی تھی۔ جب بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو ہم نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پکارا تو کشتی فوراً بھنور سے نکل آئی۔

حضرت خواجہ گل محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسکرائے اور فرمایا کہ میاں اللہ زندگی دینے والا ہے اسی کا شکر بجلاؤ۔ جب وہ شخص اجازت لے کر رخصت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں نے اُس مرید سے دریافت کیا کہ کل جب حادثہ پیش آیا تو کیا وقت تھا۔ اُس نے جواب دیا کہ ظہر کا وقت تھا۔ شاگرد سمجھ گئے کہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لٹو کی طرح گھومے تھے تو تب بھی ظہر کا وقت تھا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے موضع ٹھنڈی کھوہاڈ میں وصال پایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کے قریب ایک جال کا درخت ہے جس سے بیٹھا سفوف گرتا ہے۔ لوگ اس سفوف کو ہر مرض کے شافی علاج کے لئے بطور دوا استعمال کرتے ہیں جس سے اُن کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔

16 اگست 1958ء میں دریائے چناب میں سیلاب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک مرید کو خواب میں بشارت دی کہ مجھے دریا سے باہر نکالو۔ چنانچہ انہوں نے تابوت نکالا تو جسم مبارک تروتازہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دوبارہ چاہ پیر والا موضع خیر پور میں دفن کیا گیا۔ جہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

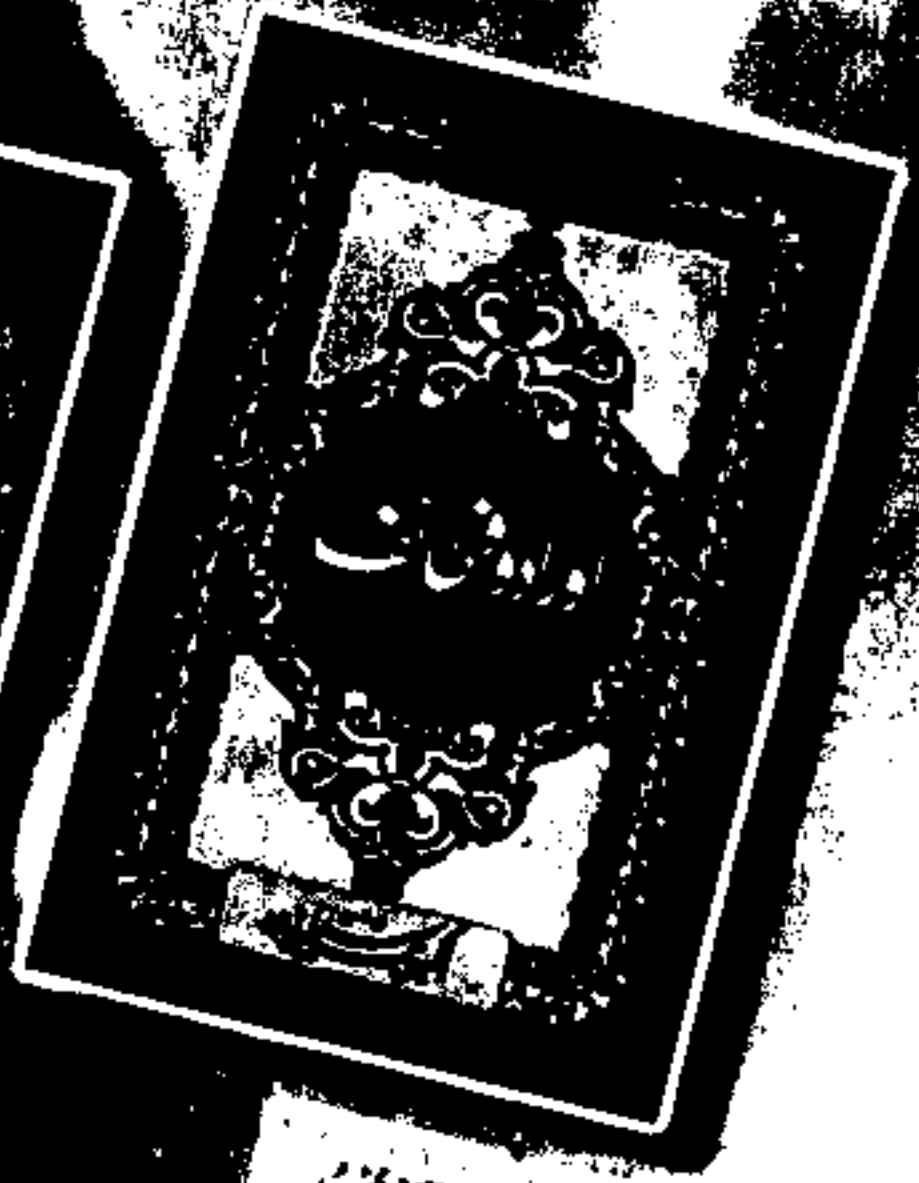
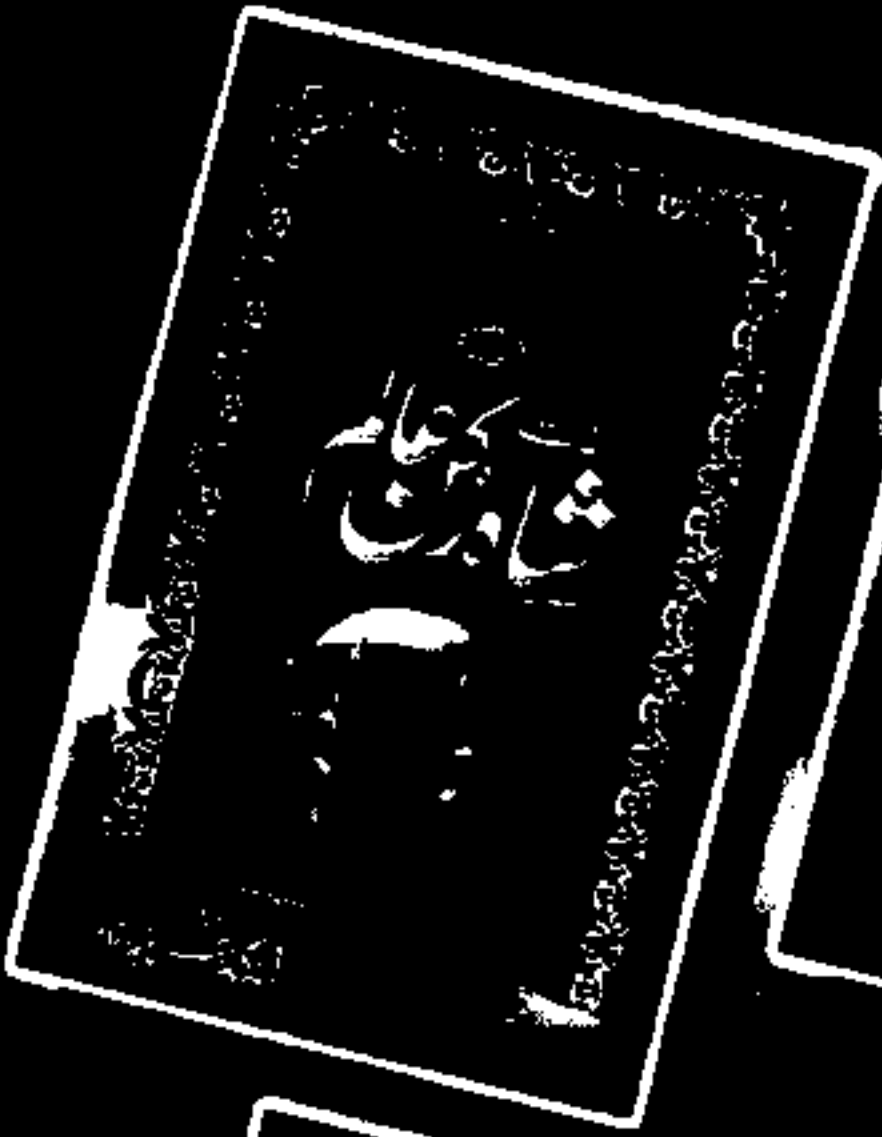


کتابیات

تاریخ مشائخ سہروردیہ	تاریخ اولیاء ملتان
طبقات اکبری	تذکرہ حضرت بہاؤ الدین زکریا
تذکرہ رکن الدین و العالم	تذکرہ حضرت صدر الدین عارف
خزینۃ الاصفیاء	تذکرہ اولیاء سرزمین ملتان
تاریخ ملتان	خلاصۃ العارفين
اللہ کے ولی	کرامات اولیاء
تاریخ فیروز شاہی	تاریخ فرشتہ
اولیائے چشت	ہمارے ولی
علمائے پنجاب	تذکرہ اولیاء ہند
سیر الاقطاب	جمال اولیاء
اقوال اولیاء	اسرار اولیاء
ارض ملتان	تاجدار اولیاء



ہماری چند دیگر مطبوعات



الکریم پبلشرز